





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

<p>آئی ہوا اثر میرے بیان میں جس نے ان کا اُسے سرتاج خالق نے بنایا جن انسان کا گدا مجھ کو بنایا آستان شاہ مردان کا مرے گریہ سے دل ہر پانی پانی ابر باران کا ظہور ہر دو عالم ہے اشارہ تیرے فرمان کا جو آنکھیں ہوں کر کی کوئی تماشا کینچان کا توجہ اسکی بخشے مور کو ترس سلیمان کا فلک کتنی ہن جھکو ہے وہ زمین تیری اولیٰ کا بخش خود ہے جو منکر ہو کلام پاک پر دان کا</p>	<p>مزین مدبسم اللہ سے مطلع ہے دیوان کا فردن ادراک سے ہے مرتبہ شاہ لاکھ کا فقیری میں مجھے بخشا خدا نے اوج سلطان کا رکاتا ہی لہو آنکھوں سے غم شاہ شہیدان کا منوہ شکل ہستی کن بھان کی کار سازی ہے تو انا کر نیوالا تو ان کو دستِ خالق ہے تغافل اسکا رستم کو بنا دی زال سے بد ہے تری معراج سے معراج پانی عرشِ عظم نے طہارت بچپن کی آیہ قرآن سے ثابت ہے</p>
---	--

نہ ہے توقیر و شانِ آستانِ عرشِ پر
 علی سے تابہ ہمدی سب امامانِ عالم
 علی ہر زردانِ حق علی سے ہر زبانِ حق
 سرخیلِ امامانِ ہی امامِ پاکبازانِ ہے
 پڑنا ناد علی جب حکمِ رب سے سرور دین
 شہا جسدِ ترا بحرِ توجہ جوشِ پر آیا
 آٹھایا پردہ ظلمت کو تیرے نور نے ویر
 آٹھادنیاسے چٹے نامِ پاکِ مرتضیٰ لیتا
 ہو تو حکمِ حق سے ناخدا سے زورِ نصرت
 کیا سجدہ ملا گئے تجھے آدم کی ختور
 خلیل اللہ کو تیرے کرم نے اس میں رکھا
 علی کے ہاتھ میں کونین کی عقد کشائی کر
 ہمارا طائرِ دل ہی کبابِ آتشِ لغت
 وہ بلبل ہو کج باغِ منقبت میں شور ہو
 خدا کیونکر نہ دیتا فرقہ معراجِ حضرت کو

بلا گردانِ فلک ہی گنبدِ شاہِ خراسان
 ہر اکِ زمین ہے حکمِ حق سے رہبرِ جنِ ان
 علی ہی تر جانِ حق علی مطہر ہے ذرا
 امم کا مقتدا ہی پیشوا ہے اہل ایمان کا
 کھلا جو ہر اُحد میں ذواِ افتخارِ شاہِ مران
 ہوا غرقِ فدا دم میں عدوِ موسیٰ عمران کا
 نہان تھا خضر کی آنکھوں سے چشمہ آجوان کا
 علی نامِ خدا ہے مومنوں ہر نامِ زیان کا
 نہ بھنچا کوئی صدمہ نوح کی کشتی کو طوفان کا
 ہوا گمراہی شیطان کا باعثِ عذرِ شیطان کا
 دکھایا آتشِ مرود نے جلوہ گلستان کا
 امامِ جنی و انسی ہی مالکِ جسم کا جان کا
 نہو کیونکر اثر اس میں حدیثِ طبرستان کا
 مرے نغموں نے دم بند مرغانِ خوش جان کا
 گمگار و دیکھے ہیں کو ہمیشہ آپ نے ڈھانکا

علی ہے بابِ شہرِ علم و دانائے رموزِ حق	علی ہے صاحبِ فان علی عالمِ قرآن کا
بنتی سے اے شہدین تو نے پانیِ دخترِ ذیشان	کیا حق نے تجھے موردِ عطائے تیغِ بران کا
ولایتِ تیری نہو جس میں سلمان ہو نہیں سکتا	مسلمان کا جو مقصد ہی وہی مقصد ہی سکا
سنا ہے آفتابِ حشر میں گرمی بہت ہوگی	شہا سایہ ملے روزِ قیامت تیری دامان کا

بجا ہے گراشر کی ذات پر نازش کر دی دوران
فلک سی ہی زیادہ مرتبہ تیرے سناخوان کا

دلِ وحشی ہوا سکن گزین ایسے بیابان کا	کہ عالم پائے مجنون میں جان ہی سیدِ لزان کا
سیرِ شوریں منت کش ہنو کا سنگِ طفلان کا	سیوا کوہِ گرانیسے ہے اٹھانا بارِ احسان کا
فلک تبکو نہ ہو کیونکر حسدِ خلیکِ شہیدان کا	شفقِ آلودہ امن ہو گیا اُس ما وِ تابان کا
تصور ہے دمِ گرم یہ جو تیرے بوسے خندان کا	مری آنکھیں دکھاتی ہیں شاہِ برقِ باران کا
یہ وحشت رہنمائی جاوہِ دشتِ محبت ہے	دلِ گم گشتہ پر احسان نہیں خضرِ سیابان کا
ہر اکِ گرس میں عالمِ حشرِ مجنون کا ہو پیدا	جو اس لیلیٰ شامل نے گلستانِ کھٹک جہان کا
جو کھینچی آو سوزانِ قمری دلنے گلستان میں	ہر اکِ شمشاد پر عالم ہوا سروِ چرخِ افغان کا
مری آنکھوں کی دیکھی ہے بہار اُس گل کو کچے	مبارک ہو تجھے زاہدِ نظارہ باغِ ضوان کا
گنہگار و نکی آنکھیں قلمِ اشکِ ندامت ہیں	نہیں دشوار اے زاہدِ چہرانا داغِ عصیان کا

فلک آئینہ داری جو رہرویان کی کرتا ہے
 وہی ہر آدمی جو چشمِ عالم میں جگہ پائے
 ہر اک مشاق کی جان کسوت سے ہوتی ہے
 لبِ جان بخش کی لغت میں تیری جان شیرینی
 رکھا خورشید نے بدلی کار و مال اپنی آنکھوں
 مری خاکِ قدم کو کیون آنکھوں نے مجھ کو
 ہزاروں حسرتوں کو آسمان نے خاک گردا
 نہیں مجھ سے متی مجھے گل دیو اگر گلشن سے
 کیسی دید پر موقوف میری ریت ہے صبح
 حد کو لیکے وہ بت کیون آنی میری سیت
 ہزاروں حسرتوں کا خون ہوا ہر تیری ہاتھوں
 نہیں ہر نگ چشمی خاکساروں کا کہی شیو
 شہادت ہو گئی پیشِ نظر شامِ جدائی میں
 تری چاہت نے جسے یوسف دلو گرا یا
 نہیں بیوہ خوتا بہ قشانی چشمِ گریان کی

شفق ہی عکسِ خون آلودہ خسارِ شہیدان کا
 کوئی دیکھے کہ دید سے میں محل ہوتا انسان کا
 دکھایا ساعدِ عریان نے عالم تیغِ عریان کا
 ہوا اپنے لئے زہر اب چشمہ آبِ حیوان کا
 تہ کیسے جو دیکھا جلوہ اسکے روئے تابان کا
 کہ نورِ چشم لیلے ہے غبار اپنے بیابان کا
 دل مایوس خاک کا ہو گیا گو بغربان کا
 چلے روحِ روان پر زور کیونکہ تیرے زندان کا
 مرا تارِ نظر انداز رکھتا ہے رگِ جان کا
 سلمانو جلانا ہے اُسے مردہ مسلمان کا
 دل اپنا اے فلک ہم رنگ ہی خاکِ شہیدان کا
 یہ اہلِ شوق آنکھوں پر قدم رکھتے ہیں جان کا
 ہلالِ چرخ نے عالم دکھایا تیغِ بران کا
 تری چاہِ زرخندان پر گمان ہی چاہِ کنگان کا
 بقصور ہے دم گر یہ کیسی کی نوکِ مژگان کا

نظر آئیگی تجھ کو حق پرستی سے پرستی میں سلمان ہوں اگر کافر قصور اٹھانیں کوئی چہے گا دامن محشر میں خورشید قیامت بھی اتھین میری مجھے انکی خبر کیونکر ملے ہم	کسی دن دیکھئے زاید تھا شاہ زم زند خدا ہی نے حد تو کھلو بنا یا دین ایمان کا غضب ہے گا حیا جاننا ہمارا دین غصہ کیا نہ یاں کان کوئی دان تھا نہ آئے یاں کج فی دان
---	--

نشان نقش قدم کا بھی نہ پایا تا دم آخر
عبث ہم نے کیا چھپا اثر عمر گریزان کا

حسرت بھری نگاہ سے ہر بار دیکھنا یوں بنے نقاب عارض لدا دیکھنا مرنے کو غیر بھی ہے تم گار دیکھنا کیسے پھنسنے ہیں کافر دیندار دیکھنا قیاب ہو رہی ہیں خردا دیکھنا انے قیس میرے پاؤں کے انوار دیکھنا اچھی نہیں ہر حال تیری یاد دیکھنا آسان ہی موت غم میں تم گار دیکھنا سہجید گئے بولہوس تجوی غیار دیکھنا	اس میرے دیکھنے کو تم گار دیکھنا موت سے ہماری طمانتہ یاد دیکھنا کھیا موت ہو گئی مجھے دشوار دیکھنا رو پہندے ہیں یہ سچو روزگار دیکھنا یوسف کی میرے گرمی بازار دیکھنا ہر آبلہ ہے کو کب سیار دیکھنا بر پاکری کی حشر یہ رشتہ دیکھنا پر میری زندگانی دشوار دیکھنا لب تک آئے آہ دل زار دیکھنا
--	---

دل لیکے اب ہی جانکا طلبگار دیکھنا
 گل کی طرف نہ جانب گزار دیکھنا
 اچھا نہیں ہی جانبِ غیار دیکھنا
 کچھ قفس میں خاطر صیاد ہی ضرور
 دشمن کو بھی نصیب ہوئے مرے خدا
 نیرنگ باروزگار سے بچتے نہیں
 نالوں کی میرے طرزِ آرائی اگر صبا
 کرتا ہی قطع منزل ہستی کو شل
 اپنا شرم کی حال عدو بھی لاشکن
 یوں بار بار سبزہ خط کو نہ یاد
 ہر داغ دل فراق میں خورشید سوز
 ہی سرخ و ضرور خدا کی جناب
 اے دل ابی وہ برسرِ اقرار ہی تو کیا
 ہی آج سامنا تجھے ابر بہار کا
 از گس آگئی ہی بعد فنا اپنی قبر پر

ہمدرد جان ستانی دلدار دیکھنا
 بلبل بہارِ عارضِ دلدار دیکھنا
 ہم ہی ہیں تیری بزم میں ای بار دیکھنا
 سوئے چمن نہ مرغ گرفتار دیکھنا
 حاسد کو اپنے در کا غنوار دیکھنا
 گل کو نصیب ہوتا ہی بازار دیکھنا
 ترخون میں عندلیب کی متفاد دیکھنا
 اس راہوارِ عمر کی رفتار دیکھنا
 ہے میری طرح جان ہی بزار دیکھنا
 پیدا کر گیا آئینہ زنگار دیکھنا
 آنا نہ میرے گرد شبِ تار دیکھنا
 زاہد نہ رخِ چہرہ میخوار دیکھنا
 آخر کر گیا وصل سے انکار دیکھنا
 کرنا کی نہ دینِ خونبار دیکھنا
 اے گل ہماری حسرتِ دیدار دیکھنا

عالم دکھا رہی شفق میں ہلال کا
 شیریں عجب وہ پہ ہر خون کو کہن
 سرگرم نالہ ہائے شرر بار ہی جو
 اے سرو اسکے قامتِ بالا پر نظر
 کرنا ہی نامہ بر کو قیامت کا منا
 طوطی کو موجِ خوانِ تیرے بسنے کا
 آتی ہی میکدہ پہ گشتا جہوم جہوم
 پندار ہی گناہ ہی اپنی نگاہ میں
 زیبا نہیں ہی صیدِ وفادار کے لٹو
 نظارہ بہار ہی اے غیرت چین
 اے برقِ اپنی چال میں گو تو بھی فرود
 وادیِ غم میں قیس مرا ہمسفر کیا
 ہی اپنی خوابگاہ کسی ماہوش کا باہم
 محشر میں بل پہ رحمت اور کی ہڈ
 ایسی جو ہمسفرِ حرم کی ہوا رہی

میرخ میرے یار کی تلوار دیکھنا
 ہے لالہ زار دامنِ کھسار دیکھنا
 منظور ہی رقیب کو فی النار دیکھنا
 شمشاد اسکا طرہ دستار دیکھنا
 ہین ہر قدم پہ حشر کے آثار دیکھنا
 ہے آئینہ ہی جو ہر گفتار دیکھنا
 زاہد نشانِ رحمتِ غفار دیکھنا
 اے دل نہونا مائل پندار دیکھنا
 چاکِ قفس سے جانبِ گلزار دیکھنا
 اُترا ہوا گلے کا ترے ہار دیکھنا
 پر دیدنی ہے عمر کی رفتار دیکھنا
 ہر ہر قدم ہے منزلِ پر خار دیکھنا
 میرا عروج طالعِ بیدار دیکھنا
 کیا ایند تے پھر نیگے گنہگار دیکھنا
 گل کو حریفِ زر گیس بیمار دیکھنا

پروا امیر کی نہ غرض کچھ فقیر سے
 ہر نقشِ پا بزمِ گلِ نو دمیدہ ہے
 اے عندلیبِ اس گلِ رعنا سحرور
 میری صدا تو درد پہ بولا وہ غیر سے
 ہو دیکھنے کی چیز تو نظارہ کام دک
 روتا ہی زار زار مری حال پر قریب
 اے دلِ بجانِ کھیلِ محبت کے روگ کو
 صحنِ چمن میں ہم بھی بیتھنا دلِ جگ
 اے اہلِ فن نگاہِ طلب ہے مرا کلام
 تیرے جفا تو تازہ سے محروم رہیں
 لیتے ہیں بار بار کسی جنگجو کا نام
 یہ خار زارِ دہر نہیں لایقِ نگاہ
 ہو اے نیم اپنی نظر میں بہا عمر
 بیمارِ عشق ہم ہیں دلِ آزارِ حیل
 ایسا نہ کہ رازِ دلِ زار ہو عیان

کیا ہی غنی ہے یار کی سرکار دیکھنا
 اے کبک اسکی شوخی رفتار دیکھنا
 ہو جائیگا گلے کا ترے ہار دیکھنا
 کوچے میں میرے کون ہی بیمار دیکھنا
 اس آنکھ سے ہے یار کو بیکار دیکھنا
 اتنا ہوا ہون زار دلِ آزار دیکھنا
 جائیگا جی کے ساتھ یہ آزار دیکھنا
 نالہ سمجھے بلبلِ گلزار دیکھنا
 اشعارِ میر ہیں مرے اشعار دیکھنا
 وہ دن ہیں نصیبِ نہویار دیکھنا
 یار و ہماری عادتِ تکرار دیکھنا
 کسکو نصیب ہو گلِ حینار دیکھنا
 ہر صبح یار کا گلِ رخسار دیکھنا
 تنگ کو بھی ہو نصیب یہ آزار دیکھنا
 اے چشمِ ہوشیار - خبردار دیکھنا

<p>میں کشتنی ہوا ہوں تسمگار دیکھنا کوئی ملے جو دل کا خریدار دیکھنا اک لاش ہی پڑی پس دیوار دیکھنا آئینہ دار عارضِ دلدار دیکھنا گھر میں پڑی ہوئے درو دیوار دیکھنا</p>	<p>اس جرم پر کہ تیری جفا پر کیا ہے ناصر میں بچہ و نگا اس کو رینو کیا داد مرگ ہے کہ کہیں غیر حوض یا وصل میں نصیب تھا اتھون پہرے یا اب فراق میں ہی نگا و لم کے تہ</p>	
	<p>صورتِ اثر کی آنکھوں میں پھرتی ہے بیوفا اسکا وہ تجھ کو یاس سے ہر بار دیکھنا</p>	
<p>ایسا بک تھا غیر کہ کچھ بھی گرا نہ تھا گو یا کہ اپنے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا دشمن تھا پردہ دار نہ تھا راز دان نہ تھا مطلق شبِ صالِ عدو شادمان نہ تھا اس حُسنِ افساق کا کوئی گمان نہ تھا کیا ہم نہ تھے اسیر کہ ذوقِ فغان نہ تھا</p>	<p>مختل میں آہِ پست جو تو مہربان نہ تھا وصلِ تباہ میں خوفِ فراقِ تباہ نہ تھا پیشِ رقیب پریشِ دل تمنے خوب کی عبرتِ دلا چکی تھی ہماری ستم کشی بگڑے ہوئے رقیب سے وہ آئے میرے گھر سرگرم نالہ کیوں رہی بلبل ہمارا</p>	
	<p>سرشارِ بھجودی تھے اثرِ بزمِ یار میں کیا جانیں ہم رقیب کہاں تھا کہاں تھا</p>	

<p>تو پوچھ مرے دل سے مزا بخبری کا ادنے یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا خورشید مین ہی رنگ چراغ سحری کا پروازِ مضامین مین ہی اندازِ پری کا شہرہ ہے بجایا رکی نازک کمری کا سنتا تھا بہت شورِ دعاے سحری کا کیا لطف جمادات کو ہے بخبری کا حاصل جو ہوا تجھے مزا ہمسفری کا ہوتا ہے بطے پہ گمان کبابی کا ہوتا ہے جدا طورِ کلام بشری کا عینی کو ملا صرف شرف بے پدری کا ہم سنگ نہیں لعلِ عفتی شجری کا کیونکر نہ موسیٰ لان غزالوں کو چری کا</p>	<p>کب غیر ہوا محو نری جہلوہ گری کا سودا جو گل ولالے کو ہی جیب دہی کا کسے لب بام آکے دکھایا رخِ روشن اپنی یہ غزل ہی کہ پرستانِ سخن ہے کچھ کم نہیں نازک مرے مضمون کمرے اک رات بھی اے ماہ نہ جاگی مری قسمت جنے مجھے آگاہ کیا حالِ جان سے غربت مین ملا لطف کہین بڑھکڑیوں سے اُس ماہ کی محفل مین جو ہی قفقہ زن آج قرآن کہے دیتا ہی کہ ہم حق کی زبان آدم کی تو مان بھی نہ تھی اے منکرِ عجائب سرو قدِ دلبر کی جو تصویر ہے دل پر آنکھیں ہیں حسینوں کی تے سبزہ خیر</p>
---	---

چل تو بھی اثر کیے مناعِ دلِ بیتاب
وہ دیکھنے جاتے ہیں تماشا گری کا

بابل کو گلا گل سے ہے بیداد گری کا
 شاہو کو مبارک ہو شرف تاجوری کا
 آنکھوں میں جو ہے عکس تری جلوہ گری کا
 سوداؤ تجمل ہے سبب دردِ سری کا
 کندن سے بدن پر ہر دوپٹا جو زری کا
 عاشق نہ کوئی ملک و حوروں پرری کا
 ہر رنگ شہابی جو مرے خونے سری کا
 کیا آئے فرا دل کو تری جلوہ گری کا
 کیون دل پہ نہ لون وار تری کج نظری کا
 ہے پھول خوش آئند مجھے مولسری کا
 دل میں ہے بھر کیف تری جلوہ گری کا
 انگشت بدندان رہی حسرت سے سیجا
 سرتا بقدم تیز لگے ہین جو ستگر
 میدانِ محبت میں ہوں کیون میں گے
 تلوار کا مارا ہوں نہ خنجر کا ہوں کشتہ

ادنے یہ شکوفہ ہی نسیمِ سحری کا
 تمغا ہے سیادت مری عالی گہری کا
 آئینہ ہے روکش مری حیران نظری کا
 خوابان سر درویش نہیں تلج زری کا
 آگے تے منہ زرد ہی بکپراج پری کا
 کیا کمناس ہے واللہ جمالِ بشری کا
 ہوتا ہے ترے تیر پہ شک لال پری کا
 پردہ ہو پڑا آنکھ پہ جب بیخبری کا
 تلوار سے پرتا نہیں منہ مردِ جری کا
 دینا مرے لاشے کو کفن مولسری کا
 محتاج یہ شیشہ نہیں شیشے کی پری کا
 احوال سنا جب مری دردِ جگری کا
 ہے میرا تن زار کہ جنگل ہے سری کا
 پیچھے کہیں پڑتا ہے قدم مردِ جری کا
 جان دادہ ہوں لے ترک تری کج نظری کا

تبدیل منازل کا جو پابند ہے وہ ماہ
راضی برضا ہوں نہیں جز شکر زبان پر
ہوں وہ شجر یاس کہ بخارِ قضا نے
لے نالہ شبِ عیش ہوئے اُنکے نہ ہم
وہ توڑ کے دل جوڑ سکے ہو نہیں سکتا
اے شیخ تیرے سر میں پری ہو جو عورت
تو اپنے محل میں ہو اسی رنگ سے منعم
سونا کسے کہتے ہیں گنا کر تا ہوں تاکر
آتی ہو مگر اس گلِ رعنا کی گلی سے
بیچیں مجھے اک رخِ زیبا نے کیا ہی
جو سحر کے قائل نہیں اے فتنہ عالم

دکھلاتا ہے عالم مجھے سیرِ تری کا
ہے اور گلہ یار کی بیدادگری کا
کاشا مجھے جب وقت ہوا باروری کا
احسان ہی مرے سر پہ تری بڑا تری کا
معلوم بتوں کو نہیں فنِ شیشہ گری کا
عامہ پہ ہے حکم کلاہِ تری کا
جس طرح سرا میں ہو کھٹکانا سفری کا
کیا پوچھتے ہو حال مری شبِ ببری کا
دا من جو معطر ہے نسیمِ سحری کا
میں حور کا شیدا ہوں نہ دیوانہ پری کا
دکھلا دے تماشا نہیں جادو نظری کا

دل جو گزرتی ہے آشر کیوں نہیں کہتے

Check
1987

آخر کوئی باعث تو ہو انکھوں کی تری کا

دل سنگ نہیں ہو کہ سنگ نہ بھرتا

کرتے نہ اگر ضبط تو منہ تک جگرتا

تو فاتحہ خوانی کو اگر قبر پر آتا

مرنے سے مرے غیر کا مطلب بڑاتا

سوار تجھے ناقہ لیلے نظر آتا	اے قیس اگر دشت ہیں تیرا راہ پر آتا
ہر سنگ میں وہ نور تجھے نظر آتا	تخصیص نہ تھی طور کی۔ اے حضرت ہو
اپنے شجر عشق کا وقتِ ثمر آتا	ہوتی چھریاں اے ازل کی مشیت

بیکار نہ کر رات بسر منتظری میں
آنا اُسے ہوتا تو وہ اب تک اُتر آتا

اے ستمگر خانہ تو نے کیا بیدار کا	غیر نے لاشا اٹھایا عاشق ناشاد کا
جب گھلیگا حشر میں دفتر تری بیدار کا	نامہ اعمال انسان کے پڑے رہ جائیگا
سخت قیدی کے لئے ہو گا سامیعا کا	روح کو زندان تن کیونکر نہ ہو شکل بلا
ہم نہ شاد دیکھتے ہیں گلشنِ ایجاد کا	گلر خون کی دید سے زاہد نہ بد ہیں جگہ کا
بار دوشس پر زن سر ہو گیا فریاد کا	عشق میں ہوتا ہی نام بوط شکو شکا طو
آہنی ہے جان پر ابقت ہو امداد کا	ہے دمِ آخر مرے مولے کرم فرمائے
واقعی کیا ہی بلا ہے حسن آدم زاد کا	چاہِ بابل میں ابھی تک دو فرشتے ہیں سر
حوصلہ دل میں نہ رہ جا سب تجھے بیدار کا	ہر ابھی تک میرے جسم زار میں جانِ زین
برقِ عالم سوز ہے شعلہ مری فریاد کا	چرخِ ناہنجار کدِ دم میں اڑا ڈالے دہن
ہے ہر اک خارِ بیابانِ نیشتر فضا کا	کیجئے جوشِ جنوں کا چلکے صحرا میں علاج

<p>چاہ میں گر کر عزیز مصر بو سٹ ہو گئے یا علی سینہ ہمارا ہو گیا ہی وقفِ غم اس طرح ہے قیدِ غربت میں نوا سچی دل کمر کی جستجو پر ہی کمر باندھ ہی ہو غیر کی قدرت نہیں توڑے طلسمِ عشق کو روضہ دشمن کی تیاری کا نقشہ کیا گر می خونِ دل عاشقِ غضب کی آنچ کوچہ قاتل میں چلے سر بکھٹ مردانہ</p>	<p>کیا بلا اچھا فیجہ اس پری افتاد کا روزِ ہم کرتے ہیں ماتم آپ کی اولاد کا زمزمہ حبیبی نفس میں بلبلِ ناشاد کا حال کھلتا ہے کوئی دم میں عدمِ آباد کا نقش کندہ ہی میرے دل پر تمہاری دیا کا ہر کوئی کہتا ہی دہو کا گلشنِ سدا کا خنجرِ جلا د کشتہ ہو گیا فولاد کا لنگ ہی لانا زبان پر ہر جہ بادا باد کا</p>
--	--

بتلائے غم بہت تھا مگر کیا شاید اثر
شور ہے اغیار کے گھر میں مبارکباد کا

<p>بہت آسان ہی تھک جوشاد کرنا مبارک ہو دلالت کو اسیری دل پہا ہو رہا ہے غم کا خوگر ہو اپنا امتحان دشمن کی عبرت توقع داؤدِ محشر سے کیا ہے</p>	<p>سمجھ کر غیر پر سیداد کرنا نہیں وہ جانتے آزاد کرنا مری خاطر عدو کو شاد کرنا جہان تک ہو سکے سیداد کرنا نہیں آتا ہمیں فسہ یاد کرنا</p>
---	--

	بتاؤ کون ہر دونوں میں اچھا	کس کو شاد یا ناشاد کرنا
	اثر بعد فنا کیا کام آئے مجھے رو رو کے اٹھنا یا دکرنا	
<p>پھر کوئی نہ لے نام زمانے میں فنا دکھلا دے تماشا لبِ اعجازِ نما کا کرتی ہے نظر کامِ مے ہوشِ رُبا کا خون لایا ہے کیا رنگ تمہاری شہد کا طالبِ نہوا کوئی مسیحا سے دوا کا رکھتی ہے تری تیغِ اثرِ بالِ ہبا کا سفاک یہ ہے خونِ شہیدانِ وفا کا خوگر ہے دلِ زارِ حسینوں کی جفا کا ہر شاہ بھی محتاجِ فقیر و نکی دعا کا حسرت کی نظر سے مے گل رنگِ تما کا</p>	<p>لشکوہِ سرِ لبِ آنے اگر تیری جفا کا دمِ ٹوٹ رہا ہے ترے بیمارِ جفا کا مردِ ہوش ہو جسکی طرف یار نے تاکا ہے عرصہ محشر جگرِ منہ زنگِ تان بیمارِ محبت ترے مرتے گئے لیکن سرِ حبسے کٹا یا وہ ہوتا جو عشق کیا رنگِ حنا ہی کہ ترے ہاتھ سے چوٹ نامح نہ ستا بہرِ خدا راہِ لگ اپنی تو اپنے گدایانِ محبت سے نہ منہ پھیر ہاں مھلِ زندانِ میں نہ پی شیخِ نوین</p>	
	<p>یہ بابرِ گردان لیکے اثرِ جاؤں کمان میں احسان ہی بہت سر پہ مری اہلِ گیم کا</p>	

<p>خیر گزری کہ توحید انہوا جب ترے غم سے آشنا نہوا مین فنا ہو کے بھی فنا نہوا چھٹ تو صبر آزمایا نہوا خون اہل و سبب اٹھا نہوا تجھے آنا ہی لے دے عا نہوا آسمان میں سربان ہو نہوا میرا مرنا مجھے برا نہوا</p>	<p>تیری جانب سے مجھ پہ کیا نہوا کیون ترا آشنا حد و تیرے مر کے اُسکی گلی کی خاک ہوا مار ڈالا مجھے عدو کے لئے چوڑا کیا تمہارے ہاتھوں نے آنکھتا وہ میرے کوچے میں کوئی پروا نہیں کسی نہون کی اب ستم غیر پر وہ کرتے ہیں</p>
<p>اے اثرِ حجت کو پھر گھا گیا ہے جب کسی کا وہ بیوفا نہوا</p>	
<p>ہماری ایک ہی وہ داستانِ نہیں تمہاری بات میں لے مہربانِ نہیں میں اندنوں خبرِ آشیانِ نہیں اسی لئے وہ میری داستانِ نہیں بتوں کو چھوڑ کے کب گالیاں نہیں ہزار نالے کرے باغبانِ نہیں</p>	<p>ہزار نالے کرین یا فغانِ نہیں کہو عدو سے کرے ترکِ عاشقیِ ناصح صبا کو کیا ہوا آتی نہیں قفسِ کھیر بیانِ رنج و مصیبت سے یارِ ڈرتا ہی کیا ہے شوخِ مزاجی نے مجھ کو بد وقت چمن میں بلبلِ ناشاد جو گلچمن پر</p>

طرح طرح کی سناتے ہیں چپ پٹن ہوتا
 کہا جو مینے کہ کیوں حال دل نہیں سنتے
 وہ کون لے جو ہے تیری یاد غالی
 عدو سنائے تو سنتا ہی شوق سوظالم
 ہر ایک شعر میں سو سنتے ہمنے رکھیں
 قفس میں کس سے کہے دل کا حال حبیب
 خبر لے لیلی محل نشین کہ تیرا قیس
 بلا کے گھر مجھے دیتا ہی گالیاں بڑ
 غضب کی بات ہی یار کے وہ بہت
 چمن کی سیر قریبوں کے ساتھ کرتا ہے
 زبان اہل جہان پر فسانہ غم ہی
 بیان حور نکرا سکے سامنے وعظ
 تمہارے حسن کا چرچا ہوا ہی ملک گیر

وہ جانتے ہیں کہ میں بے زبان نہیں سنتا
 تو بولے وہ نہیں سنتا میں ہاں نہیں سنتا
 میں تیرا ذکر کہاں جا جاں نہیں سنتا
 مری زبان سے مری داستان نہیں سنتا
 ہزار حیف کہ وہ نکستہ دل نہیں سنتا
 فغانِ مبل بے خانان نہیں سنتا
 پکارتا ہے مگر ساربان نہیں سنتا
 کلام سخت کوئی میہمان نہیں سنتا
 مری فغان کو سمجھ کر اذان نہیں سنتا
 کوئی کھان تری رنگینیاں نہیں سنتا
 کہیں کی کوئی شادمان نہیں سنتا
 خدا کا ذکر بھی وہ بدگمان نہیں سنتا
 میں ذکر لے شہ خوبان کھان نہیں سنتا

اشر وہ کیا سنے او نچا جسے سنائی دے

فغانِ خستہ دلان آسمان نہیں سنتا

کسی گل کا جو منتظر رہا	عالم اکھنڈین خار خار رہا
گلہ خون سے ملانہ دلو فریغ	عشق اپنے گھٹے کا بار رہا
تیرے ہاتھوں سے اے جنوں ہم	پیرہن اپنا تار تار رہا
شکل آئینہ دیو حیران	محو نظر رہ نگار رہا
دستِ قاتل کو کلب ہو تکلیف	خنجر غم سے دل نکار رہا
عمر بھر بالون میں رہی زنجیر	سر میں سودا سے زلف یار رہا
وعدہ یار نے وفا کب کی	بعدِ مردن بھی نظر رہا
آتشِ سحر سے دل پتا	شکل سیلابِ بصیرت رہا

اے اتر عشق لالہ ردیاں میں

اپنا دل غم سے داغدار رہا

غم نہیں مجھ کو جو وقت امتحان پا گیا	خوش ہوں تیرے ہاتھ سے سب سچا جان پا گیا
بیخِ ابرو سے دل عاشق کو ملتی کیا پنا	جو چڑھا منہ پر اجل کے ہیکمان پا گیا
منزلِ معشوق تک پہنچا سلاکت کوئی	رہز نوں سے کاروان کا کاروان پا گیا
دوستی کی تمنے دشمن سے عجب تم دوست	میں تمہاری دوستی میں مہربان پا گیا
زہر سے کچھ کم نہ تھی دعوت مری غیر و نگر	کیا غضب ہے گھر گھر مہربان پا گیا

دشتِ غربتِ بختِ تنہائی هجومِ دردِ دیا
 اِن بلاؤں میں ترا عاشق کہاں پا گیا

کیا ہلاکِ عشق تیرے گیسو دکھاتا ہے
 سبکستان ہو گیا ہے دو جہاں پا گیا

ہوا ہے غم سے یہ عالم ہمارا
 نہ کیونکر غم سے ہو ہو کو مسرت
 دل و دیدہ سے ہوتی رازداری
 قصور اس عاشقی میں حضرتِ دل
 کہ کرتا ہے حد و ماتم ہمارا
 سرت آپکی ہے غم ہمارا
 کوئی امنین بھی تھا محرم ہمارا
 زیادہ آپ کا ہے کم ہمارا

کوئی بہرنا نہیں اب عشق کا دم
 غضب کا لے اثر تہا دم ہمارا

فتنہ زائے سے جو تیرا گیسو پرچم ہوا
 کس قدر ساقی تری فرقت میں لگو غم ہوا
 زاہدا بزو نگون سرچشم ساقی نہیں
 شب جو وہ خورشیدِ رو آیا نظرِ بالا ہوا
 جامِ مے اپنی نظر میں دیدہ پر غم ہوا
 میکدہ کے روبرو سجدہ میں کعبہِ غم ہوا
 ایک عالم کو گسانِ نیرِ عظم ہوا
 جامِ مے جسکو دیا پیرِ مغان نے جم ہوا
 دستِ شانہ لے سیجا پنچہ مریم ہوا
 طوقِ گردون لے پیرِ حلقہ خاتم ہوا
 کر دیا ہے کس قدر لاغر جنون نے جسم کو
 تو بھی ہو جادو عطا جا کر گدا لے میکدہ

عشق

روئے آشناک کا کسکے ہو اسودا
داغ سوزان دل میں شکبِ غیر غم ہوا

غم نہ کہا مگر عدو سے جو تجھے پہنچے گزند
مبتلاے کیدِ شیطان اے اثرِ آدم ہوا

<p>ہاے کیا کیا مجھے وہ سرورِ انِ دیا آشیاں بھی نہ بنایا تھا کہ صیا دیا تیرے حصے میں صنمِ حسنِ خدا دیا بخدا دیکھ کر اُس بت کو خدا یاد دیا تم میں یارِ انِ عدم کا شکے مبعوث دیا سرو کے رنگ میں اس باغ میں آ دیا دیکھنے میرا تماشا وہ پر نیا دیا ساتھ حداثہ کو لیتا ہوا فضا دیا کھینچنے یار کی تصویر جو ہزا دیا چہن دم بہرہ مجھے اے دلِ ناشا دیا کچھ ستائے گئے ایسے کہ خدا یاد دیا</p>	<p>سیر کرتا جو چمن میں تہ شمشاد دیا عیشِ گلشن ہوا فصلِ بہار ہی نصیب میری قسمت میں پڑا روزِ ازلِ عشق کفر نے راہبری جانبِ حق کی زاہد قیدِ ہستی سے ہوئی مجھ کو رہائی آخر نہ مجھے خوفِ خزان ہی نہ تناسلی بہا تیرے احسان کر اے جوشِ خندِ حسین طوقِ ذرخیر کی تھی زورِ جنوں میں جانتا محو حیرت ہوا ایسا کہ بنا خود تصویر تیری فریاد و فغان سے شبِ قیامت صبح کس قدر جو رہبان نے ہمیں آزاد دیا</p>
---	---

اے اثرِ ہجر کی شب سنکے ہمارے جا

دادِ بیداد کو وہ بانیِ بیداد آیا

چاندنی میں دور ہو جامِ شراب کا آتشِ فرقت میں جلنا اس لبتیا کا گر ترے بائے کی مچھلی کا پڑی دریا میں کس کو آئے نیند میرے نالہ شکیں سے جوشِ غم میں چلے آتے ہیں بیاہنہ یاد دلواتا ہے مجھ کو نالہ شکیں ہجر	ہے غنیمتِ قیامِ عالمِ شبِ مہتاب کا اسطرح ہے جیسے ہونا آگ پر سیاہ کا بوج میں ہو جا عالم ماہیِ بڑا آب کا ہر ستارے میں ہے نقشہِ پدہ بخود چشمِ گریبان میں ہے عالمِ معدنِ ساج کا شورِ دریا کے کنارے رات کو سرخا کا
--	--

سرخون کی عاجزی ویسی ہے جیسی اے شر
پاؤں پر دیوار کے سر مارنا سیلا کا

کہوں جو نرم جانان میں فسانہ سنوڑ دکھا تصور ہر گھڑی رہتا ہے کس لیلیٰ شام کا نشانہ ہو گیا ہونا وکِ مژگانِ قاتل کا کہوں گرو صفِ تیغ ابروِ خونخوار قاتل کا فریبِ ایدل نہ کہانا باتوں ہی باتوں کا کھنڈِ غفلت سے تماشا دیکھ لے محنون کا	زبان میں صاف عالم ہو زبانِ شمع کا کہ اپنے دل کا پردہ بگیا ہی رہا مچھل کا نہ کیونکر طائرِ دل میں ہو عالمِ مچھل کا دکھائے طائرِ معنون تر پناہِ بھل کا اثر اسکے لب شیرین میں ہی زہرِ ہلاک کا جنونِ انگیزانِ روزوں ہی صحراؤں کا
--	--

چھری ہاتھوں سے اسے پیر و شمن کی گرہ لپی کہاں اب ضعف و طاقت کے جاؤں کو جاننا	تاشا تیری محفل میں ہو قاتلِ رقصِ بسل کا اٹھانا اک قدم کا جھکوتے کرنا ہے منزل کا
زمین بھی مرغِ بسل کی طرح ہر دم ٹپتی ہو عبت اپنی تجلی پر ہو نازان وادیِ بین	یہی قاصد نشان ہو کوئی آفتِ نیر قاتل کا ہر اک ذرہ ہو رشکِ طور موسیٰ و ادنیٰ کا

انٹر صورت ہائی کی ہینڈ شمن کے پسند سے
مگر مشکلات عقدہ کرین حل میری شکل کا

میرے سینہ سے ترا تیر نہ تنہا نکلا اُسکے کوچے سے جنازہ پہ جنازا نکلا	چند ٹکڑے دلِ محروح کے لیتا نکلا عشق بھی قسیرِ اتمی کا منو نا نکلا
حق ٹھہر جائیگا و اعظ کا بیانِ مجشر دشتِ گردی مری منت کش ہر نہونی	تو اگر گورِ غریبان کی طرف جائیگا خضر رہ اپنے لئے جاوہِ صحرا نکلا
عمر بھر کوچہ جانان سے نکلنے نہ دیا ہم مسلمان ہیں مگر دل ہو بلا کا کافر	دردِ دل داری غمِ سلسلہ پا نکلا آنکھیں بھر آئینِ جہان ذکرِ تونکا نکلا
اپنی ہو حق سے نکر محفلِ رندانِ بہم وم میں معدوم ہو صورتِ کیتا حسن	تو ہی اے شیخِ بڑا حق کا شناسا نکلا آئینہ خانے میں باطلِ ترا دعوا نکلا
شوق نے حسرتی دید بنایا کسا	شعلہ طور مرادِ داغِ متنا نکلا

<p>تو کار سگئے شمشیر دو دم کیا معنی عشق کو لکھ عدم تک نکلا کوئی سرخ عین وقعت محبت میں سر خودائی خاشاک نیر مژدہ دل سے نجانے پائے کیا بیان کیجئے منہ بند ہوا جاتا ہی اپنے مرنے سے عدد مورد بیدار ہی حسد غیر سے کیا کم ہو مری شہر عشق واسے تقدیر کہ اس شمن ایمان کچھ ضرور</p>	<p>نہ تو ارمان تہا سارا نہ ہمارا نکلا دہرین نام و فن صورت غیا نکلا حرف مطلب برے منہ کی کہنی بکھا نکلا پھر کہاں لذت ایذا جو یہ کاٹا نکلا کس غضب کا دہن یار معا نکلا تجھے لے موت بڑا کام ہمارا نکلا نام جس شخص کا جس بات میں نکلا نکلا میں بداندیش عدد و چاہنی والا نکلا</p>
---	---

مر گیا ہائے اثر پہر کے سر تہرے

عشق گیسوے صنم جان کا سودا نکلا

<p>جان دینا عاشق جانباڑ کو شکل کیو راز ہستی میں عذاب غم اٹھاتا ہی ہو مری تردانی عبرت دہ طوفان نوح مر گئے جنکو پری تیرے سب شیریں کی چٹا بر سر حق رہ و لاحق کو ہمیشہ ہو فروغ</p>	<p>لیکن اس سے بیوفا تو ہی تباہ حال کیو تیرے جان دادہ کو ظالم گور کی منزل کیو میرے دامن کی برابر دامن ماحول کیو سچ تباہ اس انگبین میں ہر پشمال کیو حق کے آگے مدعی کا دھونی باطل کیو</p>
--	--

<p>مانع دیرِ رخِ لیسے نہیں کوئی حجاب خاک سے ہوتی ہیں پیدا خاک میں پڑنے لگیں کیونکہ ہا کرتا ہے اے ظالم ہمیشہ تھرا خط میں لکھتی ہیں کہ آئینکے کہیں ہوتی ہو</p>	<p>قیس تیرا پردہ دل پردہ محفل ہو کیا لفظ گل اے اہل معنی درحقیقت گل ہو کیا تیرے پنجے میں کسی آزار کش کا دل ہو کیا اس عنایت میں مرادِ غیر بھی شامل ہو کیا</p>
--	---

اے اثرِ ایسا طپا ہوا دل کہ جسکے روبرو
ماہی بے آب کیا ہے طائرِ لبھل ہو کیا

<p>قید تن سے روح ہو ناشاد کیا میری ایذا سے عدد و ہوشاد کیا انکی خاطر جائیں بزمِ غیر میں پارہا ہے دل مصیبت کے منے دل میں جو آئے اُسے کھڈا لے دوستو آئے ہیں وہ دشمن کے ساتھ جب نہیں کچھ اعتبارِ زندگی کچھ اگر تاثیر رکھتی ہے تو بیچ جب تک گل ہے پاندہ مگان</p>	<p>چند روزہ عمر کی مبعاد کیا تجھ پہ تکبیرِ اوستم ایجاد کیا آرزو سے جنتِ شاد کیا آئے لب پر شکوہ بیدار کیا آپ کی باتیں کر سینگے یاد کیا مجھ کو دیتے ہو مبارکباد کیا اس جہان کا شاد کیا ناشاد کیا ورنہ اے دل حاصل فریاد کیا باندھتے ہیں سرو کو آزاد کیا</p>
--	--

<p>تیرے آگے سرو کیا شمشاد کیا کھینچتے ہم منت بھرا د کیا ہم تجھے آئین ستمگرا د کیا وہ مرے حقین کرین ارشاد کیا ہے چمن کی لے صبار و دوا د کیا نازشیں سر بازی فرما د کیا دیکھئے کرتے ہیں وہ ارشاد کیا آدمی کی لے خدا بنیاد کیا</p>	<p>ہے ترا پا مال ہر خنسل چمن یار کی تصویر دل پر کھینچ لی غیر دل سے ایک دم جانا نہیں بجسے پہلے سن چکے ہیں غیر کی سر ٹپکتے ہیں اسیرانِ قفس عاشقی ہے سر پہ لینا کو غم مرض اپنی ہی جو ہے عرضِ صدف سرکشی تجھے کرے کیا تاب ہے</p>
<p>بے حقیقت جانکروں کو اثر ہے تو نے لے نادان کیا برباد کیا</p>	
<p>کہ اب تمہارا فسانہ ہے قصہ لیلیا ہوا ہے پیر بہن تن گناہ سے لیلیا نکر درنگ نہ چنچ کسب نہ جوئے لا کڑی پکارتی ہے دشت میں تجھ لیلیا کمین نہ حضرت واعظ مجاہدین و اولیا</p>	<p>فسانہ میری محبت کا اس قدر پہیلا ولا نہو گا کبھی صاف شوبہ مرگِ بغیر سنا ہے تو نے بھی ساقی فسانہ جیشید خبر لے دوڑ کمان کس طرف ہو لے مجھ کو زبان دراز بیان کرتے ہیں بزمِ زندان</p>

<p>اپنی جان بازی کا جسم امتحان ہو جائیگا آؤ سوران کا اگر اوچھا دھوان ہو جائیگا کچھ سمجھ کر اس مہ خوبی سے کی تھی دوستی لے خبر بیا غم کی ورنہ لے رشک اسح خاک کر دیگا مجھے آخر سیہ چشمو عشق</p>	<p>خبر سفاک پر جو ہر عسیان ہو جائیگا آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا یہ نہ سمجھے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا تیری فرقت میں فراق جسم جان ہو جائیگا جسم خاکی گرد پا سے آہوان ہو جائیگا</p>
<p>جب ادا سے وہ کریا قتل محکوم لے اثر کشتہ شمشیر حیرت اک جہان ہو جائیگا</p>	
<p>عمر بھر کرتا رہا ہے کام جب مزدور کا جب خیال آیا صنم تیرے پنج پر نور کا ہر یہ نقشہ آتش غم سے دل محروم کا بستر غم پر یہ نقشہ ہے ترے رنجور کا حاض گردون پہ اک خال سیہ بنگا اس بچے کا ہو رہا ہوں کس قدر میں مجبور فکر بنیاتی ہے لازم طالب دیدار کو عشق ہو محکوم خط لبھائے شکر بار سے</p>	<p>زاہد اجرت طلب خاں نہو کیوں جوڑ کا میرے دل پر شک ہو اموئی کو شمع طور کا جل اٹھا پھا با جو رکھا داغ پر کا فور کا پاؤں پہیلا نا ہی اب اسکو سفر ہی دور کا دیکھ لے چہرہ اگر میری شب و بھر کا اپنے دل میں آئینہ سکتا تصور جوڑ کا چاہے سرمہ مری آنکھوں میں کوہِ طور کا کیا عجب اپنا تین لاغر موٹھہ مور کا</p>

بعد مردن ہی رہیگا اے صنم تیر خیا
 جسم ایسا زار ہی تو کیا عجب مے نیکو بعد
 اپنے داغ دل سے محشر میں کرینگے گن
 ٹھوکرین کھاتے ہیں راہو نہیں کج کی کیو
 عقد پر دین پر نہو سے آسمان تو مونا
 کیا تمنا سا غم کی ہو مجھ سرشار کو
 کو کہن محروم ہو خسرو کو ہو عشرت پی
 کس طرح مانوں کہ انسان فعل میں مختار
 غم نہیں لایا ہی انکو بھر گر یہ وقت شام
 کس قدر اہل جہان کو یادہ کوئی ہو پسند
 مر کے بھی موزی ہو کرتا ہی اذیت کا سبب
 کیوں نہ ہو جا بیا بزم سخن میں شور
 ہے لائے مدعی کیا ناب پیکار سخن
 خاک آگے لے ہمدون اُمین محبت شجر
 نالہ پیہم اگر لاؤں زبان پر حجب میں

نالہ ناتوسس ہوگا مجھ کو نالہ صو کا
 مور کہنیچے سانس سے لاشہ تیری خور کا
 آفتاب حشر ہو جائیگا تارا دور کا
 کون سرد ویش کا ہی کون ہی فغفو کا
 یہ تو خوشہ ہے کیسے باغ کے انگو کا
 ساقیا ہوں مست تیری نرگس مجھ کو کا
 عبرت اہل وفا ہے عشق ہمقدور کا
 فعل انسان کا صریحا فعل ہی محبوب کا
 آئے ہیں وہ دیکھنے ہنسنا چرائی گور کا
 قول لایعنی سے شہرہ ہو گیا منصو کا
 گر گدن کی شلخ سے دستہ بنا سا طو کا
 کام لیتے ہیں صریح کلک سی ہم صو کا
 جناب شاہین سے کرے زہر نہیں عصفو کا
 حکم کہتا ہی دل دشمن زمین شور کا
 دم میں کر دوں سینہ دشمن کو گھر شور کا

برقِ حسنِ یار کا جلوہ ہر اک پتھر میں ہے
اے اثر ہر گز نہ کرنا قصد کو وہ طور کا

جو لطف لبون سے ترے ساغرِ اُٹھایا غلِ پُر گیس سرفتنہ محشر نے اُٹھایا کیون با گر ان سر پہ سکھرنے اُٹھایا اے گل جسے میرے دل مضطر نے اُٹھایا مردون کو ترے پاؤں کی ٹھوکر نے اُٹھایا الزامِ کمرِ لعنِ معبر نے اُٹھایا جو بیخِ برادر سے برادر نے اُٹھایا چہرے سے نقاب اُس مہِ انور نے اُٹھایا برجھا مرے سفاک کے تیور نے اُٹھایا دانہ کوئی اب تک نہ کہو تر نے اُٹھایا	شیشے سے کمانِ بادۂ احمر نے اُٹھایا عشاق کے آگے جو ہوا یا رتِ آرا رہنا بٹھا اُسے عمرِ دور و ن میں سبکدوش اُس داغ کی صورت بھی نہیں لالنے کی قمِ کمینی کی حاجت نہوئی اہلِ حد سے آگشتِ نمائی سے بھی اُنکی نزاکت پوچھے کوئی یوسف سے ذرا اسکی حقیقت کیا چاندنی چٹکی مرے گہر میں جُڑیل اب دیکھئے کیا تانِ بلا آتی ہے سپر کیا محو ترے خالِ دہن کا ہوا جا کر
--	--

مومن کے سوا اور اثر کون اُٹھائے
جو بیخِ علی کے لئے بوڈرنے اُٹھایا

دہن سے مرگ کے بچکر کوئی نکل نہ سکا
کے یہ اثرِ درِ اشخِ نفسِ نکل نہ سکا

فضا کے آگے طیبون کا زور چل نہ سکا
 چمن کی سیر کا کچھ حوصلہ نکل نہ سکا
 ابھی شباب کا غصہ فلک میں باقی ہے
 جو موسم ہی تھا دل اُسکا تو کس لہجہ میں
 کوئی ثمر نہ ملا اپنے دکھے داغوں سے
 اگرچہ راہ محبت ڈگانے والی ہے
 وہ کوہِ ہر کہ الم میں بھی ضبطِ گریہ رہا
 ہزار دشتِ نور دی میں ایک تنہا مجنون
 کیا مشیتِ خالق نے نار کو گلزار
 وہ ضبطِ گریہ کا پابند تھا ترا عاشق
 دل اپنا رکھ تو دیا مجھے اُسکے زیرِ قدم
 بڑا ہی مایہ ستم آگین ہی نفسِ امارہ
 گرا جو شوقِ شہادت میں پاکِ قاتل پر
 کترا ہی رہ گیا دعویِٰ قدشی کر کے
 زمانہ وہ دہن مار ہے جو میرے لئے

جو وقت موت کا تھا مالنو سے مل نہ سکا
 اسیرِ غم تھا بہت دل ذرا سنبھل نہ سکا
 مزاج اسکا بڑا پے سے ہی بدل نہ سکا
 ہماری آہِ شرِ بار سے کچھل نہ سکا
 ہزار پہولنے پر بھی یہ باغِ پہل نہ سکا
 وہ رستوارِ قدم ہوں کہ میں پہل نہ سکا
 ہماری آنکھ کا چشمہ کبھی اُبل نہ سکا
 ہمارے ساتھ مگر دو قدم بھی چل نہ سکا
 تنِ خلیل ذرا بھی کہیں سے چل نہ سکا
 کہ وقتِ مرگ بھی آنکھوں سے نیل نہ سکا
 مگر وہ فرطِ نزاکت سے اُسکول نہ سکا
 ہزارِ حیف کہ سر اسکا میں کچل نہ سکا
 وہ بالِ دوش تھا گردن پہ سر پہل نہ سکا
 چمن میں سر و ترے ہم قدمِ ثل نہ سکا
 علاوہ زہر کے مہرہ کوئی اُگل نہ سکا

بدن ڈھلا ہی صفائی سے شمع محفل کا مگر تمہارے بدن کا جواب ڈھل نہ سکا

بہت سنبھالا دل بغیر ارکوہم نے
مگر وہ میرے سنبھالے اثر سہل نہ سکا

تمہیں اے بلبلو وقت امان سم ہی چٹکا
تری کی شکل پیدا ہو چکی تھی چشم گریبانے
کسی خورشید طلعت سے گہرا نیا ایسا روشن
نیا کچھ رنگ نکلا رو و آتش ناک دھو سے
ہمیشہ صبح کا دھوکا ر بادل کو نہ چین آیا
میں کیا جاؤ نکاح صحر اکو رہا ہی مجھ میں کیا
ہم اپنی زندگی میں شیر میدانِ محبت تھے
زبان ہی ہو خدانے آدمی کو نطق کی خاطر
بلندی اورستی ہر قدم پر ملتی جاتی ہو
مقید طائر رنگ چمن ہی تیری مٹی میں
مری جو ہر شناسی کیا کرین شامی قباؤ
محققین کن کو اہل دانش کب سمجھیں

نہ اندیشہ ہو گلچین کا نہ ہی صیاد کا ڈھرکا
مگر جب سے جگر بنے لگا نقشہ ہے کچھ ٹرکا
کہ ہوتا ایک شب میں ہی نایاب رخسار کا
تماشا ہی بھانے سے یہ شعلہ اور بھی ہڑکا
دکھایا عارضِ جانان نے شب بہر نور کا
جنون زنجیر پامیری نہ اتنی زور سی کٹر کا
ترا تو سن جو اے قاتل ہماری قبر سی بھر کا
وہ دیوانہ ہی جو ہو معتقد مجذوب کی بڑکا
مسافر ملک دنیا کا ہی یار ہر دہی بہر کا
تو وہ صیاد ہی مرغِ صبا کا جسے دم پہر کا
شکستہ پیرہن میں ہو رہا ہوں لعل گوہر کا
درختوں کو گرا دیتا ہے جڑ سے کھودنا جڑ کا

<p>وہی انسان جو لڑکا تھا جو ان ہو کر ہوا بڑا گرے جاتے ہیں ندان صورت بگ خزانہ حساب سے آمدِ فصل بہاری کی خبر سنکر کرین رو باہ بازی مدعی ہمے تو کیا دے</p>	<p>بڑا پلے کو جہان پہنچا سر نو سے بنا لڑکا بڑا پلے کا زمانہ ہے کہ موسم آیا پت جہر کا ہر اک مرغِ قفس کیا کیا پلے سیرِ چمن ہر کا کہیں شیرِ دلاور بھی خطر رکھتے ہیں گیدڑ کا</p>
	<p>اثر تو نے ہی پایا ہے مزاجِ حضرتِ آتش جوانو نہیں جو ان بوڑھو نہیں بوڑھا کر کو نہیں لڑکا</p>
<p>میں حصولِ رزق میں قائل نہیں تدبیر کا ہجرِ ساقی میں جو اتری حلقِ سودا کٹ گیا پھر کے زندان کو جو جاؤن دشت سے شاہکار لذتِ نعمہ کیا کرتا ہے پیدا بہرِ سخن قہرِ دشمن سے سوا ہوتا ہی سوزانِ نفعِ عشق خط سے افزون ہو گئی خوبیِ مہارِ حسن کی</p>	<p>سامنے آہی گیا ٹکڑا مری تقدیر کا مے میں عالم ہو گیا آبِ دمِ شمشیر کا پاؤں پڑنا خار کا ہے روکنا زنجیر کا یار کی تقریر میں انداز ہے تحریر کا شمع کو کرتا ہے روشن تر ستمِ گلگیر کا مصحفِ خسارت تھا محتاج اس تفسیر کا</p>
	<p>ہے دلیلِ مرگ انسان کو سفیدیِ بال کی اے اثر معلوم ہی انجام جو ہے شیر کا</p>
<p>وہ جو تیرے عشق کا بیمار تھا جاتا رہا</p>	<p>تھا بڑی تکلیف میں اچھا ہوا جاتا رہا</p>

<p>غیر کے شکوون میں کر دی آپنے صحبت تمام تا دم آخر نہ لی عمر روان کی کچھ خبر فصل گل میں بھی ہونا ساز ہی چلتی ہی</p>	<p>اس عنایت میں تو میرا مدعا جاتا رہا آہ چونکے نیند سے جب قافلہ جاتا رہا حوصلہ سیر چمن کا لے صبا جاتا رہا</p>
<p>دستِ بے بیت ہوتے ہی زلفِ بتِ بی پر سے لے اشرِ عقل و خرد کا سلسلا جاتا رہا</p>	<p>۱۸۶</p>
<p>جفا پر ور سے اُمید وفا کیا غرضِ لدا دگی کی جانتے ہیں نہیں جب جو ہر مردِ شناسی نہیں شایانِ روح پاکِ باران سپاسِ طالعِ سنیکوچہ معنی عدوِ سنکرنہ چومو دستِ قاتل سرا پا جلوہ رنگ وفا ہے صبا آوارہ گلِ نذرِ صرصر فرغِ جلوہ گلِ عارضی ہے عبث کرتی ہے ببلِ ماتم گل</p>	<p>عدو کے جور کا تجھ سے گلا کیا کرون میں اُن سے عرضِ مدعا کیا ستائشِ شاہے دشمن کا گلا کیا دلاستی لدا نذینِ فرا کیا شکایتِ شاہے بختِ نارسا کیا دہانِ زخمِ شورِ مرہب کیا دلِ خون گشتہ کے آگے خفا کیا چمن کی ہو گئی اگلی ہوا کیا تماشاے بہار بے بخت کیا غمِ بربادیِ اہلِ فنا کیا</p>

اثرِ مودوم ہے مضمونِ ہستی
نہیں معلوم ہے کیا اور تھا کیا

جھوٹے وعدوں پر تمہاری جان کیا	جانتے ہیں تھکود ہو کا کیا میں کیا
پریش اپنے قتل کی ہونی لگی	داورِ محشر کو ہم مبتلا میں کیا
انکی محفل حیرت عالم سی	غیر ہم پھلو جان ہو جائیں کیا
خونِ دل کھانے سے کچھ انکار ہو	جب نہیں اے لذتِ غم کھائیں کیا
ناصح مشفق کو سمجھا نا پڑا	اس سمجھ پر تھکود سمجھائیں کیا
غیر نے رہ کر جہنم کر دیا	ہیں مسلمان تیرے گھر ہم آئیں کیا
ہمے اُنے بات کیا باقی ہی	ہم کہیں کیا اور وہ فرمائیں کیا
ہر شبِ مانی میں استدرا خطا	قتل کر کے مجھ کو دھچکتا میں کیا
آئینکے پھر بھی وہی عشرتِ کن	انقلابِ دہر سے گہرائیں کیا
مرہی کر آئینکے تیرے درسی ہم	آ کے جب بیٹھے تو پہر اٹھ جائیں کیا

دل کو کھوے ایک مدت ہو گئی :-
اے شراب ڈھونڈھنے سی پائیں کیا

جوشِ وحشت میں ہر اک کام کو سا بھیا
دامنِ دشت کو میں اپنا گریبان سمجھا

<p>درغ ہاے تن سوزان کو چہرا خان سمجھا ہے بجا گوہر سیہ کو جو شبستان سمجھا گہر نے گہر سلمان نے سلمان سمجھا دل نے ہرزہ کو خورشید درخان سمجھا ہمنے رضوان کو دیار کا دربان سمجھا دشت کو بھی مراد دل گوشہ زندان سمجھا دست قاتل کو جو دیکھا تو نمکدان سمجھا اپنی ہستی کو عدم کا سر و سلمان سمجھا</p>	<p>شکل تکلیف کو مین عیش کا سامان سمجھا مرگ نے کشمکش رنج سے راحت سمجھی مجھے دیکھا جو کہی دیر کہی سجد میں خز و کل دیدہ وحدت میں ہو جی جگہ بعد مردن بھی رہا کوچہ جانان کا خیال وسعت شوق جہانگردی دشت بیت چھ دل مجروح ہر کس درجہ حریص آزار بے حقیقت نظر آئی جو بقاعے موموم</p>
<p>گلر خون کے لکھے اوصاف یہاں تک کہ جنے دیکھا مرے دیوان کو گلستان سمجھا</p>	
<p>ہم پر وہ ستم ہی جو کسی پر نہ ہوا تھا مین جام کش بادہ اہل نہوا تھا دنیا میں تو یارب کوئی محشر نہوا تھا زاہدے و معشوق کا خوگر نہوا تھا اک جام بھی محسوس تو میسر نہ ہوا تھا</p>	<p>دم بھر کا بھی آرام مست در نہ ہوا تھا جب تک کرم ساقی کو تر نہوا تھا کیا جانے لکھا کرتے تھے کیا کتاب اعمال جنت کے فرے کیونہ بنون تغذیہ کے اسباب خمجانے کئے کئے تھی قاضی محشر</p>

<p>صحراے طلب میں کوئی رہبر نہ ہوا تھا گوہر بھی کہی قطرہ تھا گوہر نہ ہوا تھا اک پر بھی قفس سی کہی باہر نہ ہوا تھا واعظ کا بیان کچھ ہمیں باور نہ ہوا تھا دارا نہ ہوا تھا کہ سکندر نہ ہوا تھا</p>	<p>خضر ترستا دل وحشی کا ہمارے نا چیز کو فتاد بناتی ہے گرامی کیون مجھے وفار دار سے بظن ہوا لے داوڑ محشر ترے احسان کے صدقے لے تاجور و تاجور عرصہ گیتی</p>
<p>کیون شکوہ تکلیف اٹھائے زبان پر پیدا پئے راحت دل مضطر نہ ہوا تھا</p>	
<p>اے مہ حسن کستان پردہ محل ہوتا لطفِ جنت مجھ دنیا ہی میں حاصل ہوتا ہوں فرشتہ کہ اسیرِ چہ بابل ہوتا حشر میں محضرِ خون دامن قاتل ہوتا دامنِ دشتِ جنون دامنِ ساحل ہوتا آبِ حیوان ہی مجھے زہرِ ہلاہل ہوتا منہ میں ناصح کے اگر جابو زبان ہوتا ہوں وہ بیمار کہ جینا مجھے مشکل ہوتا</p>	<p>شوقِ لیلے دلِ مجنون میں جو بکا مل ہوتا زاہد پاس جو وہ حورِ شمائل ہوتا کیون کسی زہرہ شمائل پہ یکن با مل ہوتا تہِ خنجر جو طہپان میں دم بسمل ہوتا جوشِ وحشت میں جو یکن گریہ پا مل ہوتا مرنے والا تھا میں لے خضر غمِ جانایا لذتِ عشق سے انکار کہ کرتا نادان مردہ مرگ اگر پاس ندیتی محکو</p>

<p>تیری بیداد سے لے بت مرا نقصان نہوا ذبح صیاد نکرتا تو خزان کے آتے شکل میری شبِ فرقت کی جو دیکھی ہو کہانِ چہرے کی صفا اور کہانِ آئینہ سیرِ صحرا نہ تجھے قیسِ میسر آتی وہ اگر لکھتے بھی مضمونِ عنایت کوئی</p>	<p>میں خدا تک نہ ٹھنچتا جو تو عادل ہوتا رنگِ بربادی گلِ خونِ عنادل ہوتا ماہِ کامل سرِ رخسارِ فلکِ تل ہوتا منہ کی کہاتا جو ترے منہ کے مقابل ہوتا ہوتا زندانِ میں تو پابندِ سلاسل ہوتا کچھ نہ کچھ ذکرِ عدو نامہ میں شامل ہوتا</p>
<p>مر گیا تیری ہوا میں جو اثرِ خوب ہوا آخر اک روز تو لے گل وہ تہ گل ہوتا</p>	
<p>ہم خوابِ عدو وہ مہتابان نہوا تھا لے عشق تو جب سلسلہ جنباں نہوا تھا کیا روزِ جزا مانگتا اللہ سے جنت کہنے سے عدو کے وہ بنا دشمنِ جانی لے عشق دہرا تو نے قدمِ خانہ دل میں وہ راتِ مرے داغِ جگر دیکھنے آئے ہے شورِ زمانے میں مرے زخمِ جگر کا</p>	<p>ایسا تو ستم لے شبِ ہجران نہوا تھا دلِ معتقدِ گیسوے جانان نہوا تھا زاہد کی طرح میں تو مسلمان نہوا تھا پہلے تو کہی جان کا خوابان نہوا تھا اس گھر میں ابھی تک کوئی مہمان نہوا تھا ایسا تو کہی لطفِ چراغان نہوا تھا یوں صرف نکدان پہ نکدان نہوا تھا</p>

کیا داغِ محبت کی زحینا کو خبر متی	جب مصر میں وارِ مہِ کنعان نہوا تھا
سر توڑ کے دشمن کو ترے گہر سے نکالا	فرہاد سے یہ کارِ نمایاں نہوا تھا
اے رشکِ پری ہوں ترا دیوانہ ازک	اُس وقت مسیحا بھی سلیمان نہوا تھا
یوں آپ کیا کرتے ہیں انکار پہ انکا	گو یا کہ کبھی وصل کا پیمان نہوا تھا
اشکون پہ مرے قلزمِ رحمت کو ہو جو	زاہد ابھی ترگوشتہ دامن نہوا تھا
کیا عذر مرے قتل میں لاتا وہ چشمِ شر	جو اپنے گناہوں نے پشیمان نہوا تھا
اند کرے خیر کہ اب تک وہ ستگر	تھا دشمنِ جان دشمنِ ایمان نہوا تھا
کیون چارہ گر کو پہنچ لیا جلدِ جگر سے	ترخون میں ہی یار کا پیکان نہوا تھا
آوارہ وحشت تھا نیکِ اُسوقت کہ قفس	آبادِ غزالوں سے بیابان نہوا تھا

تھا کافرِ پیشِ اثرِ پوچھتے کیا ہو

کننے کو مسلمان تھا مسلمان نہوا

جو یوں خاکِ میں دل مرا مل گیا	تجھے اے فلکِ اس سے کیا مل گیا
مقدر میں زاہد جو تما مل گیا	مجھے تو بتوں میں چند امل گیا
تری زلف سے مجھ کو بنیٹ ہوئی	نصیبوں سے یہ سلا مل گیا
اُسے جانِ شیریں کی پروا نہیں	جسے دردِ دل کا مسز امل گیا

<p> کدھر جا کے یہ بیوہ مل گیا ترا عشق کس پار ہنما مل گیا مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا تو غیروں سے کیا سا قیام مل گیا تجھے کیا بتائیں کہ کیا مل گیا </p>	<p> ذرا دل کو دیکھو تو اسے ہمدرد پہنچ ہی گئے ہم خدا تک صنم جدائی میں روتا ہوں آٹھوں گھر وہ اکلا مڑا مے کا جاتا رہا بتوں کی محبت میں زاہد ہیں </p>
<p> اثر جب ترا شعر کوئی سنا مزا میر کے شعر کا مل گیا </p>	
<p> کیا درد لا علاج ہے آزار عشق کا کب قابل سزا ہے گھٹکا عشق کا روحانیوں سے جب اٹھا بار عشق کا چوٹا جہان کے غم سے گرفتار عشق کا دم سے ہمارے گرم تھا بازار عشق کا اے دل ہوا ہی جسے طلبکار عشق کا لب ہی سے کیا ضرور ہوا ظہار عشق کا اے دل نہ نام لیجنو نہ بار عشق کا </p>	<p> اچا ہنومسح سے بیمار عشق کا سن لو تو یہ جرم خدا کو بھی پسند ہم خاک کیوں کے سر پہ یہ بار گراں گرا دل دے کے قید رنج سے آزاد ہو گیا ٹھنڈے پڑی ہیں جتنے خریدار حسن تھے تو ہی تھا کہ کچھ تجھے راحت نصیب ہے انگلیں زبان ہیں حال دل زار کے لگو دونوں جہان کے رنج و الم کا ہی نام عشق </p>

<p>ہر سر نہیں جو بارِ محبت اٹھا سکے ہر دم ہمارے دلے رہی گلرِ خونِ کوچہ پیر زاہدِ خدا و عشق کا مفہوم ایک ہے</p>	<p>ہر دل نہیں بنا ہے سزا و عشق کا خون آرزو کا کرتار ہا خارِ عشق کا مذہب میں اپنے کفر ہوا خارِ عشق کا</p>
<p>آنکھوں سے خون جو آتا ہے اشکو نگرِ ساتھ 'کاری لگا ہے دل پہ اثر و عشق کا'</p>	
<p>یوں تو ہونے کو کیا نہیں ہوتا غیر بد بین ہونی کا خو کیونکر ایک پل دیکھ کر تری بخت میں نالہ جاتا ہے عرشِ سوا آگے عیبِ بزدان اگر نکر تا شیخ کر بُرائی سے لے حد و پرہیز تو ہے وہ ایک ایندھنِ میرے ملک و مال و منال کا طالب سنگِ طفلان جو یاد آئے ہیں عیبِ چینی سے یار چڑھتا ہے</p>	<p>تیرا وعدہ وفا نہیں ہوتا جو بُرا ہے بسلا نہیں ہوتا ہوش بھرونِ حبا نہیں ہوتا پھر بھی اُس تک رسا نہیں ہوتا اپنے حق سے ادا نہیں ہوتا کہ بُرے کا بسلا نہیں ہوتا جس کا پھر دوسرا نہیں ہوتا تیرے در کا گدا نہیں ہوتا ہاتھ سے سرِ حبا نہیں ہوتا پھر وہ کیوں با وفا نہیں ہوتا</p>

کا کلون سے بچار ہی جو دل کھدے گل کو پیام بلبل کا	مبتلائے بلا سنیں ہوتا تجھے یہ بھی صبا نہیں ہوتا
آدمی کون ہے اثر جسکا پیٹھ پیچھے گلا سنیں ہوتا	
اثر عمر غفلت میں کہوتا رہیگا خدا کی حسدائی ہمیشہ رہیگی وفا میں مری یاد آئیگی تجھ کو کہانتاک دلا رکھے غافل خدا دیم آخری تاک ترا عشق مرگا جگائیں نہ کیونکر شبِ وصل اسکو نہ ہوگا اثر اس سے کچھ جکو جا مے کا نہ اک حرف تیری مٹا	بہت سوچا اب بھی سوتا رہیگا جو ہوتا رہا ہے وہ ہوتا رہیگا مرے واسطے یار روتا رہیگا تون میں تو اوقات کہوتا رہیگا کلیجے میں کانٹے چھوتا رہیگا جوانی کی غنیمت میں ہوتا رہیگا اگر عمر بھر یوں ہی روتا رہیگا لکھا جنت کا لاکھ دھوتا رہیگا
اثر دل ہے جب تک کیخچت دم تجھے بحر غم میں ڈبوتا رہیگا	
میرے سر میں جو رات چکر تھا	اُسکے زانو پہ غیر کا سہتا

<p> اپنے گمراہ کو کیا بلاتے ہم ضبطِ دل پر بھی اُسکی محفل میں جان دینے میں سوچ کیا کرتے خوب ورشتہ جان کا فرق چھوچھو آپ جب تک نہ لے چکے تھے دل ہجر لاحق ہوا وصال کے بعد جو رعد کی تاب کیا لاتا صحبتِ حور سے ہوئی نفرت </p>	<p> بوریا بھی نہیں میسر تھا اپنا رومال اشک سے تر تھا مفلسی پر بھی دل تو نگر تھا موت جب آئی سب برابر تھا کچھ مزاج اور بندہ پرور تھا کیا ہی لٹا مرا مفت در تھا دل کمبخت ناز پرور تھا مین جو تیری ادا کا خوگر تھا </p>
<p> ہے اثر یا نہیں خدا جانے سننے ہیں اُسکا حال ابتر تھا </p>	
<p> جب خدا کو جان بسانا تھا میرے گمراہ آنا جانا تھا پھر گئے آپ میرے کوچے سے جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیا ہے آئے تھے بخت آزمائے ہم </p>	<p> تج کو ایسا نہیں بنا تھا وہ بھی لے یا رکھا زمانا تھا دو قدم پر غریب خان تھا اُس سے بیکار دل لکنا تھا آپ کو تیغ آزمانا تھا </p>

<p>چند آنسو تجھے بہا نا تھا ور نہ اپنا کھان ٹھکانا تھا پہلے اُس جا شراب خانہ تھا پاک بازوؤں کا آنا جانا تھا آپ کو جب ہمیں بلانا تھا بلبلوں کا جہان تباہ تھا جسہ صیاد آشیانا تھا</p>	<p>اے سہمکار قبر عاشق پر تو نے رہنے دیا پس دیوار اب جہان پہو شیخ کی مسجد قطعہ دخل اہل ریا نہ رکھتے تھے ۲ بزم میں غیر کو نہ بلواتے وہ چمن اب خزان رسیدہ ۳ ق سُنتے ہیں وہ شجر بھی سوکھ گیا ۲</p>	
	<p>دل نہ دیتے اُسے تو کیا کرتے اے اثر دکھ ہمیں اٹھانا تھا</p>	
<p>کار گر غیر کا ستم نہوا ہم پر کد م ترا ستم نہوا غم یہی ہے کہ محبت کو غم نہوا شیخ دیوانہ صنم نہوا</p>	<p>غم اٹھانے سے عشق کم نہوا غیر کب مور دِ کرم نہوا اپنے مرنے کا غم نہیں مجھ کو سنگدل کو نہیں ہر عشق کا</p>	
	<p>جامِ جم ہے اثر ترا دیوان پھر نہ کہنا کہ جامِ جم نہوا</p>	

آپے میں نہ رہتا دل اکدم میں جاتا
 دشمن کا نہ کچھ بگڑا آہ دل سوزان سے
 جنت کی تمنا میں سودا فی ساربتاب
 خالی لب لبور کی حسرت میں شبِ فرقت
 تاثیر کیسے پیدا کیا آہ شرافتِ ان
 جنت کا اگر نقشہ کوچے سے تری ملتا
 موقوف نہی جان بخشی آفتِ جانِ بخت
 آتش سے نہیں کچھ کم سایہ شجرِ غم کا
 فرہاد اگر ہوتا شیرین کے شانے کے
 دیتے ہن مجھے ایذا کیسوی درازا
 اے ماہِ شبِ فرقت میں نالہ اگر کرتا
 سرمازدہ صورت ہی اپنے شجرِ دل کی
 پیغامِ وفا تھے کیوں سب نہیں بھیجا
 اب میرا گرتے کس جوشِ عقیدت سے
 اے گل تری محفل کا کیا رنگ بدل جاتا

وہ روبرو آتے توفتِ بو سے نکلتا
 کیا موم کا پتلا تھا گرمی سو بگھل جاتا
 اے کاش تری سر سے زاہد یہ خلیل جاتا
 میں نالہ اگر کرتا تا چسرخِ زحل جاتا
 دل یار کا پتھر ہی ہوتا تو بگھل جاتا
 جانِ دادہ اُفت کا دل کچھ تو بہل جاتا
 بیمارِ الم کیونکر عیسے سے سنبھل جاتا
 دل اپنا پہلو لوٹے پہر کیوں نہیں چل جاتا
 تصویر تری لیس کر میں سوی جہل جاتا
 بہتر تھا کہیں اس سے اثر در جو نگل جاتا
 کانپ اٹھی زمینِ فُرسے گردون ہی ہل جاتا
 پالا جو پڑا تجھ سے کیونکر نہ یہ جہل جاتا
 کس لطف کا فقرہ تھا اغیار یہ چل جاتا
 میں خدمتِ حضرت میں لیکر یہ غزل جاتا
 دشمن جو کہیں اس سے کاشنا نہ بگھل جاتا

<p>لے کاش تر یخ کو زلفین چہا پتین آخر نہ رہا ثابت پیرا ہن تن اپنا اصلاح مقدر کی امکان اگر کہتی جب جا بگو کہتا ہوں کہتا ہے گہرا کہ دیدار کی حسرت سے دم آنکھوں میں ٹپکا مایوسی عاشق کی اللہ خبر لیتا لے ناصح نادان تہی ثابت قدمی شکل اے گریہ اُسے لکھتے کیا حال غم وقت آخر مری آنکھوں نے طوفان کیا برپا کیا غیر کی طاقت تہی ہوتا مرا ہم پھلو</p>	<p>مومن کی ولایت سے کافر کا عمل جاتا کپڑا یہ پڑا نا تھا کس طرح نہ چل جاتا کر راہ ابد کہو ٹی مین سوے ازل جاتا کاش آج نہ جاتا وہ جاتا بھی تو کل جاتا دور نہ ترے عاشق کا کیا نیل نہ ڈہل جاتا پیغامِ قصصا جاتا فرمانِ اجل جاتا اُس رخ کی صفائی پر کیوں دل نہ پسٹ جاتا کاغذ کی حقیقت کیا سیلاب میں گل جاتا دریا تھا ہر ادل میں کیونکر نہ ابل جاتا رستم بھی اگر ہوتا اُس بزمِ سخن جاتا</p>
---	---

ہے یاد اثر ہموار ک شخص تھا و فرست
 وحشت اُسے جب جوتی صحرا کو بکھل جاتا

<p>مگر انسان کا رتبہ نہ پایا جو یوں پایا تو کیا پایا نہ پایا جسے پایا تو اے دیوانہ پایا</p>	<p>فرشتوں نے شرف کیا کیا پایا انہیں پایا مگر تنہا نہ پایا جسے دیکھا تو اس سرشار دیکھا</p>
---	---

وہ زخمی خنجرِ غم کا ہوا قاتل
 ہجومِ غم سے اپنی آؤ دل نے
 تری تصویر سے تصویر پھوٹ
 نہیں ایسا کوئی داعیِ عمل میں
 گیا کن پاؤں اے عہدِ جوانی
 ہٹ کر آئے جب دشمن کے گھر سے
 ہزار افسوس اے غنچے کہ تو
 خیالِ دامنِ متاقل نے روکا
 یہ کافر ہیں خدائی بھر کے چوٹے
 مری بیتا بیانِ شکرِ شہرِ صل
 سے بیچِ دالمِ حرمان و حسرت
 کمالِ حسنِ عارض کے مقابل
 رہائی پا کے بلبل نے چمن
 اتھی کیا مری گم گشتگی ہے
 فلک سے کچھ نہ تھی ملنر کی امید

کہ زخمِ دل کو بھی ہنستانہ پایا
 زبانِ تک آنے کا رستانہ پایا
 ملائی پر تر نقشانہ پایا
 کہ جس نے یاں کیا اپنا نہ پایا
 ترا کوئی نشانِ پانہ پایا
 وہ تھے جیسے مہینِ میا نہ پایا
 وہن پایا گھر گویا نہ پایا
 مرا سب نے ترپنے کا نہ پایا
 بتوں میں ایک کو سچا نہ پایا
 عدو نے بھی سدا راصلہ نہ پایا
 محبت کر کے چنے کیا نہ پایا
 مہ کمال کو بھی پورا نہ پایا
 جہان تھا آشیانِ سکنا نہ پایا
 نہ پایا تو سراغِ اپنا نہ پایا
 یہ کیا کم ہے کہ غم تھوڑا نہ پایا

<p>غلط پروازیان ہیں شاعرون کی بہت بازارِ عالم میں پہے ہم خدا کو مکر پکارین بخود دی میں جسے دیکھا اُسے دیکھا پرایا جگر کے واسطے جیسا کہ دل ہو جلی اے شمع لیکن تو نے کچھ بھی نہیں ملتی سبھی نعمت خدا کی رہے محشر میں سر پہ اُسکا سیا</p>	<p>دہان یار کو عفتانہ پایا کہیں ہی بے ضرر سودا نہ پایا تو ہم نے تمہیں اتنا نہ پایا جسے پایا اُسے اپنا نہ پایا کسی نے ایسا ہمایا نہ پایا مزا سوزِ محبت کا نہ پایا میٹھانے یدِ بیضی نہ پایا کہ جسکے جسم نے سایا نہ پایا</p>
<p>بہت ہشیار سنتے تھے اثر کو مگر ہم نے اُسے دیوانہ پایا</p>	
<p>میں نے دل اپنا نثارِ عارضِ زیبا کیا میرے آگے ذکر اُس سے جو جنت کا کیا تاب میری ہر کمون جو آپسے یہ کیا کیا میں نے کب تیری رخِ زیبا کا نظارہ کیا آپسے شکوہ نہیں شکوہ اگر میرا کیا</p>	<p>عاشقی میں مجھ کو اے ناصح جو کرنا تھا کیا تجھ سے اے داغِ خدا سمجھی یہ تو نے کیا کیا بن پرور اپنے جو کچھ کیا اچھا کیا اے بتِ سامین تری دید کو ترسا کیا ہے شکایت غیر سے جس نے مرا جرح کیا</p>

شمع کو پروانہ گل کو بلبل شیدا کیا
 فتنہ گلشن میں نہ اٹھے اے صبا کیا
 عمر بھر اتون کو دردِ غم سے مین ویا کیا
 میرے سنے کے لئے ہیں مجتمع اہل سخن
 اس میں میں ہر غزل گوئی مری کو نکال
 اے جنون زیرِ قدم رہنے لگی اب تو بہا
 ساز گاری عشق کی حیرت دو صد عقل
 پختہ مغز ان جنون سے سامنا جب آتا
 مجھے بلکہ غیر سے ملنا تمہارا ہر قسم
 واہ کیا صنعت گری ہر کار کاہِ عشق کی
 کس غضب کی شوخ چٹھی ہر کہ چشم بابر
 بقراری کا سبب تھا صبحِ فرقت کا خیال
 قامتِ بالا دکھاتے ہی قیامت آگئی
 اس پری پر مین ہوا مثلِ سلیمان چکر
 اب جہان میں بول بالا اس قدر بالا کیا

انقلابِ عاشقی اس شوخ نے کیا کیا کیا
 بلبلوں میں ننگ بوسے یار کا چرچا کیا
 تو مگر اے بختِ خفته چین سے سو کیا کیا
 شکر ہے اسکا جس نے مجھے گویا کیا
 قافیے پر قافیہ ملتا گیا بانہ ہا کیا
 خار نے تلو کو میرے لالہ صحر کیا
 دشمنِ جان کو تماشا ہے کہ دل چاہا کیا
 بوالہوس نے دور سے عشق کا سوا کیا
 اس پہ یہ کہنا ملے اس سے تو کیا بجا کیا
 ایک کو محبوب بنایا ایک کو لیلیا کیا
 تو نے ہچشمی کا دعویٰ نرگس شہلا کیا
 دل ہمارا وصل کی شبِ بہرہ ٹکا کیا
 عرصہ گیتی میں محشر اپنے برپا کیا
 گرچہ مورِ ناتوان دشمن مجھے سمجھا کیا
 عشق آفتِ خیز نے سب کو تہ و بالا کیا

رہبری آسان نہیں صحرا نورِ عشق کی
 گوہرے بندے ہیں پر بند تو ہیں ایسا
 مرد قانع کو خدا نے دین بنیادے
 دشت میں کو سون پس نا قہ اُڑا کی دور
 ذرہ ذرہ روشناسِ حسنِ عالمگیر
 شہسوارانِ سخن ٹھنچے نہ میری گرد کو
 درد کی سی بقراری تھی شبِ ہجران مجھے
 گرمی غم لے جاتی ہی نہ تھی لے شعلہ غم
 استخباری عالمِ وحشت کی طوفانِ خیزہ
 بے زبان گل ہیں تو مہر و ماہ بھی خاموش
 قید ہو سکتا نہیں صحرا نورِ دی کا خیال
 لے پری رو تو عجب ماہِ سپہرِ حسن ہے
 طالبانِ دید سے ہو جائے اب بھیجا
 وہ جو پہلو سے مرے اُٹا بن آئی جا
 تاسحر سوزِ محبت سے جلی پروانہ وَا

خضر میرے وادی پر مول میں بٹکا کیا
 ہم گنہگاروں کو ہی اللہ نے پیدا کیا
 حرص نے او پیٹ کر بند تو تھے اندھا
 خاکِ محنون نے خیالِ محلِ لیل کیا
 کون بیگانہ ہے جس سے اپنے پردا کیا
 تو سنِ طبعِ روان کو میں نے جب کوڑا کیا
 دل کو تھامے رات بہراٹھا کیا بیٹھا کیا
 سرد آہیں کہنچک رہنے اُسے ٹنڈا کیا
 دین گریان نے میرے دشت کو دریا کیا
 تیرے آگے کب کسی نے حسن کا دعو کیا
 اپنا تلوِ خانہ زندان میں کھلایا کیا
 جسکے بیٹھا حسینوں نے وہاں ہال کیا
 ہو غضب جہلکی دکھا کر اپنے پردا کیا
 درد پہلو کچھ بڑھا ایسا کہ سر پٹکا کیا
 شمع نے جو سامنا اُس محفل آرا کا کیا

سینہ گشتہ پر آئے نظر داغ الم زیر مدفن انتظارِ حشر میں سوتا ہو کون میں جو کہتا تھا کہ مرجاؤں گا تیرے عشق کیا نکلتی حسرت دیدارِ بزمِ یار میں اب ہوا یزینتِ دستارِ سر ہو کس طرح یا آتھی کیا ہوا جذبِ محبت کو مرے	چاکِ پیرہن نے رازِ سوزِ دل افشا کیا ہر کسی سے اُس صنم نے وعدہ فرما کیا شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے سچا کیا میں نگاہِ یاس سے اُس شوخ کو دکھایا قیس نے دکنوشتِ اطرہ لیلایا کیا اور وہ کہنچا گیا جتنا اُسے کہنچا کیا
--	--

دل ہی ایسا ہی کہ مانے بات اُسکی آدمی ہائے کس کمینجت کا تو نے اثر کھنکایا	دل ہی ایسا ہی کہ مانے بات اُسکی آدمی ہائے کس کمینجت کا تو نے اثر کھنکایا
زندگانی کا مزا اُس دم مجھے حاصل ہوا عینِ وقتِ دیدِ مجنون کو ہوا کیا اضطراب جب جنونِ طوفان پہ لایا چشمِ دریا باہر کو	جب گلو سیراب آبِ خنجرِ قابل ہوا اشتیاقِ روئے لیلے پر وہ محل ہوا دامنِ صحرا ہی کو سون دامنِ ساحل ہوا

دل نہ دینا اے اثر بے فیض ہوتی ہیں ماہ کے خرمن سے کس کو فائدہ حاصل ہوا	دل نہ دینا اے اثر بے فیض ہوتی ہیں ماہ کے خرمن سے کس کو فائدہ حاصل ہوا
--	--

پاسے موحده

گریمِ پستشِ رخِ روشنِ آفتاب	تو ہے وہ بت کہ جسکا برہمن ہوا فدا
-----------------------------	-----------------------------------

سرمین ہر غریب کا ماسن ہی آفتاب اہل جہان سے کہتا ہے خیاطِ آسمان آیا جو بے نقاب وہ شب بہرِ فاتحہ اس التہاب میں تو سمندر نہ رہ سکے بہیلی ہے دور دور شعلے اُنکے نام کی سیارے ساتھ ساتھ روان ہیں کشاکش کیا تاب کوئی آنکھ برابر جو کر سکے تو باغِ نور کا ہے وہ گل جسکے روبرو کس شان سے چمک کر نکلتا ہو وقتِ صبح	عربان تنون کے واسطے گلخن آفتاب زرین قبا سے یار کی کترن ہی آفتاب عالم کو تنگمان سرمد فن ہی آفتاب کس خلقتِ عجیب کا مسکن ہی آفتاب پیرس ہے ماہتاب تولد نہ ہی آفتاب گویا کہ اس نظام کا انجن ہی آفتاب دیوارِ قصرِ یار کا وزن ہی آفتاب تاریک صورتِ گلِ سوسن ہی آفتاب کس شہسوارِ ناز کا توسن ہی آفتاب
---	---

ذاتی کوئی چمک نہیں رکھتا ہوائے اثر

نورِ جہاں یار سے روشن ہی آفتاب

دل میں زاہد کی بھری ہی ہوسِ جاہمِ سرا محتب توڑنے یوں شیشہ دل رندوں کے تیزی دور کو ہمیز ہے موجِ مادہ ساقیا تو بہ سے اب تو بہ لگا میں کہنے	بوالہوس کہتے اُسے یا گسِ جاہمِ سرا ہونگے آخر یہی فریادِ سرسِ جاہمِ سرا بزمِ مین بھرتا ہی چکرِ فرسِ جاہمِ سرا فصلِ گل آئی موی پھر ہوسِ جاہمِ سرا
---	--

میکشو چاٹ نہ زاہد کو دلاؤ مے کی ساقیا رند بلا نوش ہوں پی جاؤ گنا قافلہ رند و نکا جاتا ہے پے سیرِ حرم موجِ مے دام ہے ڈاس سی تو اوی طائرِ رُخ محب راہزنِ قافلہ عیش ہوا	ہے تنک ظرف بنے گا مگر جامِ سزا درد ہو یا کہ ہو خاشاک و خس جامِ سزا بانگِ زن کیوں نہیں ہوتا جرسِ جامِ سزا نہ رہا ہو کہی بندِ نفسِ جامِ سزا نہیں آتی جو صدائے جرسِ جامِ سزا
--	---

یار مے پیئے کو کہتا ہوں پس و پیشِ نگر
اے اشخوبِ نہیں پیش و پسِ جامِ سزا

آپ کیوں سمجھے ہیں خفا صاحب تاب لائے دلِ حزنِ کتب خونِ دلِ جم گیا ہے عاشق کا سننے ہی میرا نالہ دلِ سوز سمجھیں تب قدر آپ عاشق کی ریخ کیا کیا نہیں اٹھائے ہیں رو برو میرے کس غرضِ سوا ہم نے کب غیر کی شکایت کی	کچھ تو فرمائے خطا صاحب کچھ ستم کی بھی انتہا صاحب نہیں ہاتھوں میں یہ خفا صاحب ہو گئے کیوں چہرِ غمِ پاشا صاحب جب کیسے ہوں مبتلا صاحب آپ نے کیا اٹھا رکھا صاحب ذکر کرنے ہیں غیر کا صاحب ہمیں غیرت نہیں ہو کیا صاحب
--	--

<p>غیر سے ہی نہیں غرض تسکو غیر اچا ہزار بار اچسا</p>	<p>تم ہو مطلب کے آشنا خیر ہم ہیں برے بھلا صاحب</p>
<p>مر نہ جاتا اثر تو کیا کرتا غم کی آخر ہے انتہا صاحب</p>	
<p>کیا ماہ ہو سکے تری تنویر کا جواب سفاک دلے غیر کر ہوتی ہر دم میں بار موسمی نہیں ہیں سائل بوسہ ہون جان نزدان میں آہ و نالے جو سپہم بلند ہیں و اعط نہیں عذاب میں کچھ گفتگو مگر ہر ہر قدم پہ ٹرکتا ہے تدبیر کا فہم اُس ترک خرد سال کو سمجھو نہ خرد سال دسار قید ہجر میں ہو کوئی یا نہ ہو مع علی میں تیغ علی ہے مرا فہم ہم ہو ترا بیون کے مدارج نہ پوچھے بیکار سخت کو شون کی جاتی ہیں کوششیں</p>	<p>خورشید جب نہیں تری تصویو کا جواب دیتی ہی میری آہ ترے تیر کا جواب منہ پیر کر نہ دو مری تقریر کا جواب ہے آؤ قیس نالہ زنجیر کا جواب جز عفو کیا ہے بندے کی تقصیر کا جواب آسان نہیں نوشتہ تقدیر کا جواب جو رو ستم میں ہے فلک پیر کا جواب زنجیر دیکھی نالہ شبگیر کا جواب لکھے تو مدعی مری تحریر کا جواب خاک قدم ہماری ہے اکیر کا جواب تقدیر دیتی رہتی ہے تدبیر کا جواب</p>

اد صاف ہے یا جو میں نے بیان کئے بلبل نہ دے سکی مری تقریر کا جواب

کتنے ہیں یوں تو صاحبِ یوان مگر اثر
کوئی غزل سرانہوا میر کا جواب

ہائے فارسی

<p>شرمندہ ہوئی ایسی کہ روپوش ہوئی ہو نورِ رخ روشن سے جو بیہوش ہوئی ہو کعبے کی طرح غم میں سیہ پوش ہوئی ہو چل صحن چمن ہیبت موزنوش ہوئی ہو آہنی صفت گرد بنا گوش ہوئی ہو ہمراہ شب تار سردوش ہوئی ہو وہ محو ہوے ہم کہ فراموش ہوئی ہو مرغانِ سحر کمیون ہنون خاموش ہوئی ہو جسموں کے لئے شکل تن و توش ہوئی ہو صحرا میں بہین بادہ سر جوش ہوئی ہو</p>	<p>سائے سے جو اس رخ کو ہم آغوش ہوئی ہو غش کھا کے سرِ خاک گرمی صورتِ موٹے جب دشت میں خورشیدِ ماسک کٹا کر اب عیش محل میں نے گل رنگ لندہا میں عکسِ رخ روشن سے کرن بھول چکے جوڑے کے جو اہر کی جوشانوں پر چھٹی ہو آگے ترے خورشیدِ قیامت کو گئی ہو تھی سرد ہواے سحری باعثِ نعمہ ترکیبِ عناصر میں سراسر ہواے دخل غش کھا کے گرے خاک پہ مستو کی طرح ہم</p>
---	---

کھیا پوچھے دہقان سے اثر رنگِ درآ

بارش نے کمی کی تو غنر کو شہوی دہو

تائے مٹاۃ

<p>ہے عبادت کی ضرورت نہ دعا کی حاجت مصلحت سے ہوئی انسان کو قضا کی حاجت بھر پوشش نہ تھی مجنون کو قبا کی حاجت کثرتِ رنج میں ہوتی ہے بکا کی حاجت دستِ قاتل نہیں رکھتے ہیں خاکی حاجت قل عشاق کو ہے تیغِ ادا کی حاجت ہے مرے نامہ نگین کو صبا کی حاجت اس طریقے میں نہیں راہنما کی حاجت تجکولے نگر سرِ فغان ہو حیا کی حاجت دمِ آخر نہیں رہتی ہے دوا کی حاجت</p>	<p>کچھ گئی اہل نہ مانے سے خدا کی حاجت کیا نہیں غمِ روزہ میں کیا کرتا ہر خاکِ صحرا سے نہا عریانی تن کا پردہ ناچ گھر نہو ناصح نادان مجھے نہا عریانی تن میں رہتے ہیں ہم تر و بے نہا عریانی تن میں رہتے ہیں ہم تر و بے ورقِ گل پہ مٹا میں بہارِ آگین ہیں کام آتی ہے رہِ شوق میں اپنی ہمت بے حجابانہ نظر کرتی ہے خوش چشم ہنر چارہ جوئی کی بھی ہر کام میں حد ہوتی ہے</p>
--	--

جلوہ افروز جہان وہ شہِ خوبان ہوا اثر

ایسی محفل میں نہیں تجھے گدا کی حاجت

سلامت رہا کون حضرت سلامت

سلامت رہا کون حضرت سلامت

<p>نہیں کوئی پروا اگر جان جائے بتوں سے ہے رفیت میں زمان کو گئے بھول بندے کی سب خدمتوں کو حدو کے لئے ہر گھڑی کی خلش ہو زمانے کی نعمت اگر ہے تو کیا ہے</p>	<p>رہے جگ میں انسان کی عزت مستلا اتنی رہیں تا قیامت سلامت ہمارے خداوند نعمت سلامت رہے ہم سے انکی عداوت سلامت رہی جب نہ انسان کی صحت سلامت</p>
<p>نہیں کوئی پروا اثر بے زری کی ہے جب تک فضاہت کی دولت سلامت</p>	
<p>کسی کا دل کو رہا انتظار ساری رات ترپ ترپ کے تمنائیں کروٹیں لہیں اُدھر تو شمع تہی گریبان ادھر تھی ہم گریبان خیال شمع رخ یار میں جلے تا صبح پوچھ سوزِ جدائی کو جسے اے ہدم مژہ کے عشق سے آتی نہ فیند آنکھوں خیال زلفِ سیہ میں بہا کئے آنسو</p>	<p>فلک کو دیکھا کئے بار بار ساری رات نہ پایا دل نے ہمارے قرار ساری رات اسی طرح پہ رہے اشکبار ساری رات لیا قرار نہ پروا نہ دار ساری رات جلا کیا یہ دلِ داغدار ساری رات نظر کھٹکتی رہی بکے خار ساری رات بند ہا رہا مرے رونے کا مار ساری رات</p>
<p>نہ پوچھ ہم سے اثر رات کس طرح کاٹی</p>	

عجب طرح کار ہا انتشار ساری رات

ہوازل ہی سے دل وشت نہ وہ شیدا ^{دوست}
 یا تے ہم راحت گرین سترِ دیبا ^{دوست}
 عرشِ اعظم کیا ہی پیشِ ترسہ والا ^{دوست}
 غم نہیں گر کشتہ دشمن ہوے ہم ^{دوست}
 آشنای لب کردن کیوں از غما ^{دوست}
 توجہ و غلط خوبی طو بے بیان کرنے لگا
 جسطرف چاہی نگاہ شوق نظارہ کر
 بار پایا آج کیا تو نے سریم یازمین
 ببلِ دل فرطِ حسرت کیوں بنا ^{دوست}
 خانہ سینہ میں دل کیوں نہ غم سے بیٹھا
 یہ تجلی آدمی کے جسم میں ہوتی نہیں
 شاد کیا ہون شک سے ہے اپنی مر جا
 عاشق جان باز کو ہوتی نہیں پر ^{دوست}
 روح پر اس سے زیادہ ہو نہیں سکتا ^{دوست}

تاقیاست سر سے جانیکا نہیں ^{دوست}
 یا نصیب پیش دشمن ہو گئیں شہا ^{دوست}
 دل جسے کہتے ہیں اہل دل ہی ^{دوست}
 خاک ہو کر بھی ہمیں رہنا ہی ^{دوست}
 اپنے حال دے واقف ہو دل ^{دوست}
 پھر گیا میری نظر میں قامت ^{دوست}
 شش جہت میں ہی عیان ^{دوست}
 اے صبا آتی ہی تجھے بوی روح ^{دوست}
 برگِ گل سے بھی سوا خوش ^{دوست}
 جب سرِ محفل عدو کو شوق سی ^{دوست}
 نور کے سانچے میں کجا ڈھالی گئے ^{دوست}
 مرگ دشمن پر وہ فرما ^{دوست}
 سر کشا دون شوق سی ^{دوست}
 ہر دشمن جو دفن پر گزر ^{دوست}

دینِ باطن سے گھر بیٹھے تماشا کھچو	پردہ دل میں بنان ہی چہرہ زیبای دوست
آسمان ہو آئینہ جسمین بسکلِ آفتاب	پرتو انگن ہی جمالِ چہرہ زیبای دوست
چشمِ نظارہ ہوئی ہے رکششِ آئینہ	ہے تماشا گاہِ حیرت چہرہ زیبای دوست

داد کا طالب نہ نوالے اشر روزِ جزا

کچھ تو لازم ہے خیالیِ عزتِ فردا دوست

نما سے مشعل

مجھ پہ ہے آپکا عتابِ عبث	یہ جفا ئیں ہیں لے جنا عیبِ عبث
آتشِ رو سے یارِ پرہم نے	اپنے دل کو کیا کبابِ عبث
فان کیا ہے بقیاری سے	دل کو رہتا ہے اضطرابِ عبث
عشقِ بیگانگی کا دشمن ہے	مجھ سے کرتے ہیں وہ عجبِ عبث
نہیں آنیکی نیند ہجر کی شب	آنکھیں کرتی ہیں میلِ خوابِ عبث
اپنے رونے پہ یار نہتا ہے	آنکھیں رکھتے ہیں ہم پر عیبِ عبث
پھنکے گیسو میں امی دلِ نادان	اب کھاتا ہے چچ و تابِ عبث
کیا عدم میں کوئی تماشا ہی	روز جاتے ہیں شیخ و شابِ عبث
بچے پیری میں یہ کہ صد فوس	ہم نے ضائع کیا شابِ عبث

<p>آج ہے انکو اجتناب عبت سر پہ لیا ہے تو عذاب عبت لوگ کرتے ہیں انتخاب عبت</p>	<p>زاہدون کو پڑیگا مے سے کام غیبت موکشان سے اے غلط منتخب ہیں ہمارے سب اشعاً</p>
<p>کوچہ یاربے قاین اثر پھرتے ہیں خستہ و خراب عبت</p>	
<p>اے دواے درد مندان الغیاث الغیاث اے شاہ مردان الغیاث</p>	<p>جان گل ہر در و ہجران الغیاث کن رہا از دست نامردان مرا</p>
<p>حیثم عربی</p>	
<p>ناصر پر اخذ سے جو افسے پھر مزاج میخ سے بھی تیز ہے اُس ترک کا مزاج میرا جدا مزاج تمہارا جدا مزاج جسکی غذا ہو خون جگر اُسکا کیا مزاج انسان کو واسطے ہے جہنم بُرا مزاج احسان اغنیا سے نہیں تہشنامہ مزاج بلبل سے پوچھ لینا تھا بادِ صبا مزاج</p>	<p>خوبانِ دلربا سے نہ پھیرے خدا مزاج کیا لائے تاب جو ردِ دل میرا مزاج میں ہوں وفا مزاج تو تم بیوفا مزاج کیا پوچھتے ہو عاشقِ دگلیر کا مزاج دنیا ہی میں عذاب کا رہتا ہی سامنا ہم اہل فقر رہتے ہیں اہلِ دول سودو کیا آتے ہی چین میں چلی بوئے گل کوستا</p>

یہ صندیہ ہٹ یہ چٹیر آتی تری پناہ دارین میں مفید ہے خوبی مزاج کی دستِ سوال پیشِ خدا کیجئے بلند اس وقت سیرِ گل کی نہ تکلیف دے صبا کیونکر نہ ایسے یار پہ ہون جانے شام	جیسا کہ اب ہی آپکا ایسا نہ تھا مزاج اچھا دہی رہا جسے اچھا ملا مزاج ہوتا ہے پاک کبر سے وقتِ عام مزاج سو بے چمن چلین گئے جو اچھا رہا مزاج کیا دل ہی کیا دماغ ہی پایا ہی کیا مزاج
--	--

کیا شاد شاد آتے ہیں یوانِ یار سے
منا نہیں ہے آج اثر آپ کا مزاج

چشمِ ساقی کر رہی ہو گردشِ ستارِ آج ہر شبِ متاب میں ساقی ہوشِ جلوہ گر قصرِ ایوانِ جنکے دم سے کل تملکِ آباد ہمنو دیکھا تھا جنہیں افسانہ سنتے قہقہہ خاک پر سوتے ہو بستر تک نہیں مریکے بعد ای پری زلفِ مسلسل میں مسلسل کر رہے عشق کے بندے نہیں کہتو کسی میں ہے کلام ہو شریکِ صحبتِ ندان جو وہ بادہ پر	میکشو ہونا نہیں منت کش پہانہ آج پاے تو بہ کر رہا ہی بغرضِ ستارِ آج انکے مسکن کے لئے ہے گوشہٴ دیرانہ آج اپنے کانوں سے امنیں کا سنتی ہیں افسانہ ہو کہان اے تاجدار و شوکتِ شانہ آج توڑتا ہے دوہری زنجیریں ترادِ یوانہ آج داخلِ کعبہ تھو کل ہیں ساکنِ تنجانہ آج اور ہی کچھ میکشو ہو رونقِ میمنہ آج
--	---

<p>جب زمانہ پہر گیا احباب دنیا پر گئے تو جو ہی رونق فروزِ بزم لے رشاقی</p>	<p>کل وہی جو شناتے ہو گئے بیگانہ آج شمع کی پروا نہیں رکھتا کوئی پروا آج</p>
	<p>سکے نالوں کو اشرودہ بت ہوا ہی ہر جا کے مسجد میں ادا کر سجنِ شکر آج</p>
<p>کس شعلہ رو کے عشق میں ہوں استکباب آج اُس گل کے ہجر میں جو ہوں خوننا بآج مدفن کی سمت آتا ہوں وہ شہسوار آج تیز نگاہ کسے کئے دل کے پار آج آنکھوں میں اشک آتے ہیں باین بار بار آج رقصان ہوں بزمِ شوق میں طاروس آج پہیلی ہوں بوسے مشک چمن میں جو قتیح ساقی علی الحساب چلے ساغر شرب پہنچا دے میری خاک صبا کو تکیہ رنگِ جان کو ایک طرح پر نہیں قرا کی ہوں تیز آتشِ حسرتِ فراق نے</p>	<p>آنسو نکل رہی ہیں برنگِ شہر آج ہے آبِ آبِ شرم سے ابر بہار آج پہنچے گا آسمان کو میرا غبار آج خون سے ہے تر تہِ مژدہ اشکبار آج آنکھوں میں دانِ عدو کا مگر منتظر آج جو بن کھار ہا ہوں دلِ داغدار آج بادِ سحر ہے شانہ کششِ لطفِ یار آج ہے روزِ میکشی نہیں روزِ شمار آج یجا اڑا کے ساتھ یہ مشتِ غبار آج گلشنِ مینِ کل خزان ہوں اگر ہیبا آج ہوں التہاب میں نفسِ شعلہ بار آج</p>

اللہ سے کرونگاہ محشر میں لہجہ وہ آفتاب شام سے ہر مائل شراب شاید وہ آگے پہولوں کی چادر چڑھا	وہ بت بری سبب سے نہو فرما آج ساتی فلک سے ساغرہ کو آتا آج خندان برنگ گل ہی چسپایغ فرما آج
--	--

کیا تمکو انتظار کیا ہے اے اثر

در کی طرف جو دیکھتے ہو بار بار آج

حائے حلی

جس گلی میں گئے صبا کی طرح چاہتے ہو جفا جفا کی طرح زندگی ہے حباب کی صورت غیر لایا ہے وصل کا پینام اسمین نقصان کیا ہے غم زلف اس آفتِ زمانہ کی آنسو وعدہ دئے کیا نکالی ہو زلف درگور ہو رہا ہوں میں کشتی فقر کے سوار ہیں ہم	اب وہاں جم ہین نقش پا کی طرح نہ کہ جو رونما کی طرح جسم میں جان ہے ہر کئی طرح ہے وفا ہی تری جفا کی طرح ہم جو پیتے ہیں مے دو آگے دل کے پیچھے پی ہی لگا کی طرح کریم صبر آزما کی طرح ہے بقا ہی مری فنا کی طرح نا خدا ہیں علی حسد کی طرح
---	---

تیری محفل میں خاک جیتے ہم	کہ عدد و تہا و بان قضا کی طرح
وہ نون جانب وجود کے ہے عدم	ابتدا ہی ہوا نتہا کی طرح
یوں تو دیکھے بہت ادا والے	ہے نرالی تری ادا کی طرح
کیون نہ نگر س پہ میری آنکھ پہ	ہے تری چشم سرمہ سا کی طرح
عمر بہ کار و ان عمر کے ساتھ	دل نالان رہا دراک کی طرح
عاشقوں کو نہ آئے کیونکر موت	ہے تمہاری ادا قضا کی طرح
کشتہ عشق بو تراب ہونین	خاک میری ہے کیمیا کی طرح
ریخ کش غمزدہ ستم دین	کون ہے تیرے مبتلا کی طرح
تیرے بیمار غم کے حق میں دوا	بے اثر ہے مری دعا کی طرح
آسمان تیرے در کا سائل ہو	ماہ ہے کا سہ گدا کی طرح
ان بتوں کے دماغ کو دیکھو	مست کبرہن کبریا کی طرح
بید لی ہے فراغ غم کا سبب	ہے جفا ہی مجھے وفا کی طرح
کسوت گل کو چاک کرتی ہے	کیمیا غضب ہو تری قبا کی طرح
غیر ہی چشم اہل وحدت میں	نظر آتا ہے آشنا کی طرح
خاکساری ہے نسخہ اکسیر	بندگی بھی ہے کیمیا کی طرح

بے می و بارے اثر اتو

عمرِ کثیفی ہے پارسا کی طرح

کس طرح لاؤن شبِ فرقت میں جو صبح
ہجر کی شب کیا تم انگیز ہی تا صبح
ہے جہانگیرِ خدائی قوتِ تاثیرِ صبح
دشمنِ وصلِ بتان ہو کرتے ہیں تحقیرِ صبح
فرقتِ لبر میں کیا خونریز ہے تنویرِ صبح
رنگِ اپنا فق نہو کیونکر شبِ وصلِ صنم
ہو شفقِ خونِ شبِ وصلِ غریبان کی دل
فرقتِ جا بان کی شبِ و زجر اسے کم نہیں
دولتِ یادِ خدا ہی حصہ بیدارِ بخت
جلوہ گرِ رنگِ شفقِ او گل نہیں نہ یہ افق
ہجر کی شب ہو دکھا اپنا تماشائِ عمل
منشی گرد و ن نے بھیجا دفترِ گوہرِ نگار
انقلابِ ہر سے ممکن نہیں شکلِ ثبات

کو کہن سے پوچھ آؤ ہمد موت دبیرِ صبح
یہج لے لے لشکرِ نالہ پئے تعزیرِ صبح
بت کہیں اند اکبر سننے ہی بکیرِ صبح
عاشقوں کی آنکھ میں ہوتی نہیں تو قیرِ صبح
ہر شعلِ مہر روشن ہو مجھے اک تیرِ صبح
شام ہی سی پھر رہی ہو آنکھ میں تصویرِ صبح
بہر کر ن مہر و خشان کی ہو اک شمیرِ صبح
کیا قیامت ہو اتنی فتنہ ناخیرِ صبح
ہو نصیب طالع خفتہ کہاں جاگیرِ صبح
شعلہ آؤ شبِ ہجران ہو دامنگیرِ صبح
لے پر یخان کر بہار و واسطے تنحیرِ صبح
جب ہو ی لوح زبرد پر عیان تحریرِ صبح
شام کو بگڑی ہوئی آئی نظر تعمیرِ صبح

شامِ فرقت میں اگر میں نہ جان جیتا رہا صبح دم نکلا برنگِ برق جب بھر شکا ایک ہی جامِ صبحی لب تک آ سکتا ہجر کی ساعت سو چٹکارا نہیں فلک اس طرح پر کر بیانِ مصحفِ رومی صبح ناز کی بخش گلِ سبز ہی ہر سوچِ نسیم	زہر کی پڑیا لگا رکھو نکا بر تقدیر صبح آفتابِ صبح کو تو نے کیا پتھر صبح محتسب کیا ہی غضب کی ہر ڈیاوگر صبح ہر شبِ وصل صنم ہے بشتہ بخیر صبح جائے قرآن اے مفسرِ مکہ کوئی تفسیر صبح نواگر ہو خوابِ غفلت میں تو کیا تفسیر صبح
---	--

ہر گھڑی رنگِ سخن اٹکا بدلتا ہے اثر
شام کی تقریر سے ملتی نہیں تقریرِ صبح

چٹتا نہیں چوڑائے سے ظالم کسی طرح پھلو میں آکے بیٹھے ہو دوست کی طرح سمجھانہ میرے درد کو ظالم کسی طرح سینے میں ڈل ہے قطرہِ سیما کی طرح چوٹا چمنِ قفس میں پریِ آشیانِ جلا دہ گلِ کمان چپا ہو کہ جسکی تلاش میں اہلِ فرنگِ نوح کی کشتی بنا گئے	اٹکا ہے تجھے کیا دلِ نادانِ بے طرح دل لینے کی نکالی ہے تنے نئی طرح دل کی کہانی اُسکو سنائی کئی طرح لیتا نہیں متدار ذرا بھی کسی طرح بلبل ہوئی اسیرِ خرابی سہی طرح آوارہ پھر رہی ہے صبا بھی مری طرح روتی رہے جو دینِ گریبان ہی طرح
---	--

<p> ہٹنچا یہ مشتِ خاک و ہاں تک کسی طرح تو بھی ہو بقرارِ ستمگر مری طرح تم جسے پیش آئے نہایت بُری طرح لے ابرو کے دیکھ لے دم بہ مری طرح مومن کی ہوتی ہے جو نکالی ہوئی طرح دعویٰ ہمیری نہیں مجھ کو کسی طرح لکھ ڈالے چند شعر ملی جب کبھی طرح اوقات کا تٹا ہوں بہلی یا بُری طرح عادت نہیں کہ چپٹر نکالوں کسی طرح شاید نہ صلح کل کوئی ہو گا مری طرح کافر ہوں اس میں ہو جو مجھ کو شک کسی طرح </p>	<p> حسرت بہت ہو کوچہ دلدار کی نسیم جبے لیا ہو تو نے دل مضطرب مرا ایسا ہی کوئی کرتا ہے اہل وفا کے سقا معلوم ہو تجھے کہ دلِ خون شدہ ہو کیا شاعر کو پیش آتی ہیں کیا کیا نہ قیمتیں استاد کی غزل پہ غزل گو کہی مگر شاعر نہیں کہ زوِ طبیعت دکھائے نہیں دنیا سے دور گوشہٴ غربت میں بیٹھ کر دشمن نہ ذوق کا ہون ناخ کا دوست ہوں جھگڑوں سے شاعروں کے ہمیشہ ہلاک غالب کو مانتا ہوں کہ استادِ دہرا </p>
---	---

لیکن اشرِ جو دینِ حق بین سے دیکھتے

کوئی غزل سرائے ہوا شیر کی طرح

خاتمہ معجمہ

ہمارے خونِ کعبہ پاسے ہی بیابانِ سخن

اگر ہے لاکھ و گل سے جنوں گلستانِ سخن

بہا آئی ہو چشمِ خون نشانِ کوشش	برنگِ گلِ ہر مرا حبیبِ سرخ دامنِ سرخ
خیالِ عارضِ رنگینِ مینِ چشمِ ہرِ خوبا	برنگِ پنچہِ مرجانِ ہینِ میریِ مژگانِ سرخ
وہ سرخ پوشِ پے سیرِ بوستانِ جوبگیا	ہر ایک نخلِ ہو مثلِ نخلِ مرجانِ سرخ
حنا کی باغِ جہانِ مینِ نہیںِ نہنِ حنا	برنگِ پنچہِ مرجانِ ہینِ دستِ جہانِ سرخ
اثر ہے جلوہ فگنِ تیرے جسمِ رنگین کا	لباسِ سرخِ تر یا رہے دو چندانِ سرخ

تو اپنے دینِ تر سے اثرِ بہا اب خون
بہا رِ لالہ و گل سے ہو اگلستانِ سرخ

دالِ مہملہ

رور کے سیرِ قبر بہت مجھ کو کیا یاد	اللہ کو معلوم کہ آیا نہیں کیا یاد
مرجا بینگے مرغانِ قفسِ حسرتِ گلِ مین	کیون فصلِ بہاری کو دلاتی ہو صبا یاد
مجھ سا کوئی پہرِ سرورِ بیداد نہ ہوگا	آئے گی مرے بعد تجھے میریِ فانی
واعظ کی زبانِ پر ہی عبتِ کرِ معاصی	رکھتا نہیں خالق کسی شبہ کی خطا یاد

اس عمرِ دروزہ میں اثرِ بھول نہ جا
لازم ہے کہ انسان کو رہے اپنی قضا یا

مرے گمروہ آئے ہیں کچے بعد	شو کس آرزو اور منت کے بعد
---------------------------	---------------------------

<p>معیبت میں اے دل نہ گہرا ہو جدائی ہے کیا ہی عذاب الیم رہا شمع کے گرد دم بہر تنگ خلش کچھ نہ کچھ آنکھوں میں ہی درا صبر لازم تھا اے کوہ کن ترا عاشق زار اے بے وفا نہ وصال کے بعد فرصت نصیب</p>	<p>کہ ہوتی ہے راحت مصیبت کے بعد قیامت ہو کیا اس قیامت کے بعد نہ تھا کچھ ہی جز خاک ساعت کے بعد وہ کیا دوست نیر خداوت کے بعد عیش جان دی اتنی محنت کے بعد موا تو مگر کس اذیت کے بعد خدا دے صعوبت نہ راحت کے بعد</p>
<p>وہ غیروں سے آخر کنارے ہوئے مگر اے اشرکس قباحت کے بعد</p>	
<p>ہاے اب تک نہیں پھرا قاصد شوق کی تازگی نہ کچھ پوچھو جو نہ لکھے جواب نامے کا کوئے قاتل سے بچکے آیا تو مینے جو کچھ اُسے لکھا خط میں وجہ آزر دگی بتاؤن کیا</p>	<p>نہیں معلوم کیا ہوا قاصد روز درکار ہے نیا قاصد بیہ جون ایسے کے پاس کیا قاصد مرحبا تم مرحبا قاصد پڑھ کے تجھ کو سنا دیا قاصد بے سبب وہ ہوا خفا قاصد</p>

اے اثر ہم بھی اُسکے ساتھ چلے
اپنا خط لے کے جب چلا قاصد

تو نے جب میرا خط دیا قاصد بے پڑے پڑے پڑے کر ڈالا گر پڑا پڑھ کے رہ گیا خاموش مگر کہا کچھ تو غیر کیا بولے غیر بولے تو یار کچھ بولا گر نہیں چپ ہا تو کیا اُس سے آخر لا کر کیا مجھے کس کرہ اے اثر بات بھی ہو کہنے کی	لے کے خط اُس نے کیا کیا قاصد یا ستم گار نے پڑا قاصد یا مرے حق میں کچھ کہا قاصد وہ جو بولے تو بولے کیا قاصد یا وہ خاموش ہی رہا قاصد تو نے کچھتے ہوئے سنا قاصد اُس نے رخصت تہجو کیا قاصد تو کرے اپنے منہ کو واقاصد
---	---

ہے یہ سب پوچھ پاچھ لا یعنی
کیا کے دانکا ماجرا قاصد

وفا اپنی نہ ہے تیری جفا یاد نہیں گلشن کا کوئی ماجرا یاد وہ کافر ہم ہیں اے زاہد کہ جسکو	نہ ہو جو آپ ہی میں اسکی کیا یاد اسیری میں رہی کیا اے صبا یاد بتوں کو دیکھ کر آئے حسد یاد
--	--

<p>عجب در محبت بھی مرض ہر شب متاب میں دورِ محراب کروں کیا عرضِ مطلب انگو آگے دل لذت طلب خوگر ہے جسکا کٹے آرام سے کیا عمرِ مٹکی گنگھارِ محبت پر کرم کر پ ہزاروں سانپ لہراتے ہیں لہر بلا بھیجا ہمیں بزمِ عدو میں</p>	<p>نہیں جسکی سیحا کو دوا یاد وہ راتیں ہیں تجھے اے ملقائا کسے ہو بخودی میں مدعا یاد نہیں حوروں کو یارب ہادایا جسے ہو نفس اپنی قضا یاد کرمیوں کو نہیں رہتی خطایا جب آتی ہے تری زلفِ دویا کہاں اے فتنہ گر تو نے کیا یا</p>
	<p>تجھے ہم جانتے ہیں اہلِ دل سے اثر رکھنا ہمیں وقتِ دعا یاد</p>
<p>راتی مہملہ</p>	
<p>اے گل ترے بغیر نہیں کچھ بہارِ عمر فرقت کی زندگی گوئیں کس حساب میں کب تک فاکرِ مکی بہرِ سا ہی سچ کیا ممکن نہیں کج منزلِ ہستی میں لے قوا</p>	<p>بلوغِ خزان رسیدہ ہوا لالہ زارِ عمر ہے داخلِ شمارِ اجل یا شمارِ عمر نادان ہے وہ بشر جو کرے اعتبارِ عمر بگمشتِ وان ہر دشتِ عجم کو سوارِ عمر</p>

<p>تازہ گلِ حیات اگر ہے ابھی تو کیا جائے قرار و امن نہیں صیدِ گاہِ دہر دنیا کو دیکھتے ہیں جو عبرت کی آنکھ سے</p>	<p>تینِ اجل سے ہوگی قلمِ شاخسارِ عمر صیادِ مرگ کھیل رہا ہے شکارِ عمر انکی نظر میں خاک نہیں ہر وقارِ عمر</p>
<p>لہو و لعب میں رستِ بسر کی ہوئے کیونکر رہوں نہ بعدِ فنا شرمسارِ عمر</p>	
<p>کھلتی نہیں زبانِ دہن یارِ دیکھ کر موسے نہ لائے تابِ رخ یارِ دیکھ کر سیری نہیں نصیبِ بہن تیری پیسے کیا کیا ہوا نہ گرم گنہبانِ قصر یار مجنون نے جسے دشت میں امن بچا لیا کہتا ہے کوئی گبرِ سلمان کو فی بہن کیا آئے مارے خوف کو آشتا نہیں لیتے بہن اپنی ہاتھ میں جب لفِ یار ہم کیا کیا مجھے سناتے ہیں وہ سن ترانیا جوشِ جنون نے راہ کو ہموار کر دیا</p>	<p>چپ ہو گیا ہوں عالمِ اسرارِ دیکھ کر مازان ہوں اپنی طاقتِ یارِ دیکھ کر پہرچکو دیکھ لیتے ہیں ہر بارِ دیکھ کر شیرے ذرا جو سایہ دیوارِ دیکھ کر تن کو ہمارے خار سے بھی زارِ دیکھ کر گردن میں ساتھ سجدہ کے زنا رِ دیکھ کر لرزان ہو حشر یار کی رفتارِ دیکھ کر کیا بچ و تاب کھاتے ہیں اغیارِ دیکھ کر مثیلِ کلیم طالبِ دیدارِ دیکھ کر دشتِ متی دل کو وادی پر خارِ دیکھ کر</p>

پھر دل کو ذوق لذت ایذا ہوا
اُس دل شکن کو درپے آزار دیکھ کر

شبِ فرقت بسر کرین کیونکر آنکی تیغِ نگہ کا مارا ہوں کچھ ہم اپنی خبر نہیں رکھتے عشقِ خوبان کا ترکِ ایضاح دل پہنچی ہے یار کی تصویر تجھ کو بھیجیں جہان ہو جانِ خوف کچھ گمان اور ہونہ طلب کو	نکٹے تو سحر کرین کیونکر میری جانب نظر کرین کیونکر آنکو اپنی خبر کرین کیونکر ہے تو اچھا لگ کرین کیونکر اُس پہ ظاہر ہنر کرین کیونکر کام یہ نامہ بر کرین کیونکر آنکھیں گلشن میں تر کرین کیونکر
---	---

گو شکریہ سہی پہ یار تو ہے
اُس کا شکوہ اثر کرین کیونکر

شورِ یدِ گنجِ قیس کے عالم پہ نظر کر واقف نہ ہوا کوئی کہ کیا ہوتا ہو کر نادانِ تجھے دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا دلِ شکرے ہوا جاتا ہے پستیا ہو طلیح	لیئے کوئی دن وادیِ محبوبان میں گزر کر جاتا ہے کہاں آدمی دنیا سے گزر کر یہ عمرِ دوروزہ کسی صورت سے بسر کر لشہرِ زبان بند تو لے مرغِ سحر کر
---	--

تا دشت کو خونِ کفِ پا سے کر گلزار
مجنون کو صبا آمد لیٹے کی خبر کر

ہم بزمی غمیا را اثرِ خوب نہیں ہے
ہوتی ہے بُری صحبتِ نا جنسِ حذر کر

پاؤں پہیلائے جنون نے پر سیا بان بیکر
درہم و برہم ہوئے یکسر مرے ہوشِ خرد
دشتِ ہر دامن کشیدہ میری جسمِ زار سے
کشتہ چشمِ حسینان جانتے ہیں سب مجھے
ابر سے آیاتِ گیسوی شگب کو نکاحیا
کچھ لبِ عجاز سے فرما تو ای و رشکِ سج
نقشِ پردِ ازل کو دستِ قدرتِ حق مجھے
وحشتِ دل کا سبب ہو کر اربابِ جہان
بتقراری سے نہیں پاتا کوئی پہلو قرأ
صبر کر تو مصرعین ہوئی کو ہی ہرلِ عزیز
بتکہ ہو کر جو مسجد میں گزر کر تا ہوں
بل بے اپنے دیدہ خونناہ افشان کی ہا

تلوے کجلائے لگے خارِ مغیلاں دیکھ کر
اے پری پکیر تری زلفِ پریشان دیکھ کر
خار کھاتے ہیں مجھے خارِ مغیلاں دیکھ کر
سبزہ تربت مرادِ قفِ غزالان دیکھ کر
روئے روشن یاد آیا ماہِ تابان دیکھ کر
چپ ہیں عیسیٰ صورتِ بیارِ سحران دیکھ کر
ایک عالم محو ہے تصویرِ جانان دیکھ کر
منزلوں ہم بہا گتے ہیں شکلِ انسان دیکھ کر
گوہرِ غلطان ہوا میں تیرے ندان دیکھ کر
یوسفِ کنعان گہرا شکلِ ندان دیکھ کر
جانتا ہے گہرِ محکو ہر سلمان دیکھ کر
پانی پانی ہو گیا ابر بہاران دیکھ کر

کس قدر ہی میرے دل کو لذتِ ایذا کا شوق
 ہر صدمہ کا منہ شکا کرتا ہوں شکلِ آئینہ
 ولولہ شوقِ شہادت کا مری رگِ گلشنِ بوی
 مایہ بہر دی جان ہے درونِ دل درد
 کیوں نہیں ہوتے تم اپنی زلفت پر سانِ حال
 شامِ فرقت میں نظر آتے ہیں تارِ چشمِ حلال
 زخمِ حسرتِ دل پہ کھا کر بلبلینِ بیدم بچن
 آرزو میں لاکھ ہوں جس میں دل ہو بھر خون
 کیوں نہ اے سروِ روان ہو صیدِ امِ نقشِ پا
 دشت کو بھاگے تھے ہم چشمِ بلا انگیر سے
 ہر روش پر کبک و قمری نے بچار کچھ دین
 کیا سہائیگی نظر میں باغِ رضوان کی ہا
 آفتابِ حشر داغِ اپنا نہ کچھ چمکا سکا
 ہونہ بدظن ہے اے صیادِ آتی ہی بہا

زخمِ منہ کھولے ہیں اے قاتلِ نیکدانِ بیکر
 رہتے ہیں حیران مجھے گبر و مسلمانِ بیکر
 سر جھکا جاتا ہے قاتلِ تیغِ برانِ بیکر
 ہی بجا۔ نے ہو جو نالانِ لکونالانِ بیکر
 پوچھتے ہو مجھے میرا دل پریشانِ بیکر
 آج دل بیتاب ہو وحشت کے سامانِ بیکر
 خاک میں گل مل گئے قاتل کا دامنِ بیکر
 رو دیا تقدیر نے جھکو پر ارمانِ بیکر
 تیرا اندازِ روش کبکِ خرامانِ بیکر
 اور بھی وحشت بڑھی چشمِ غزالانِ بیکر
 پاؤں رکھ گلشن میں اوسرِ خرامانِ بیکر
 ہم کہاں جائیں اتنی کوئی جانانِ بیکر
 میرے دل میں سیکڑوں داغِ عزیزانِ بیکر
 پھر قفس میں آئینگے سیرِ گلستانِ بیکر

تاب کیا لاتا کلامِ برق و دم کی لے اثر

ہو گیا فی النار حاسد میرا دیوانہ بیکر

<p>قری ہی نہیں ہر دل نالان کی بڑا سنبھل نہیں گیسو سے پریشان کی بڑا ستے رہے صدے شب ہجران کی بڑا روضہ ہے مراد و ضہ رضوان کی بڑا ہر زخم بدن گل خندان کی برابر زاہد ہے مرا کفر بھی ایمان کی برابر ہو موسم گرما بھی رستمان کی برابر سیفی کا عمل بھی نہیں احسان کی برابر کافر نے جگہ پانی مسلمان کی برابر ہو ہر دہن زخم منکدان کی برابر دنیا ہے مرے واسطے زندان کی برابر لب یار کے ہیں چشمہ حیوان کی بڑا لے جان ہیں سر تیرا ہے قرآن کی برابر کیا روز جزا ہے شب ہجران کی برابر</p>	<p>ہے سرو کمان قامت جان کی برابر گل برگ نہیں جو لب خندان کی برابر اک دن بھی ہیں چین سے دنیا میں گزرا لے حور لقامیری زیارت کے لئے ہنس ہنس کے لگائی ہو جو اس شوخ نے لہو ہے عشق مجھے مصحف رخسار صنم سے لے آتش فرقت نفس سر جو کینچن درکار ہے شمشیر کرم قتل عند کو زلف آکے جمی ساتھ رخ یار کے دل میں قاتل مرے زخموں پہ یہاں تک ہو نکر کافر ہوں اگر ملتی ہو کچھ روح کو رحمت منت کشتی خضر کی حاجت نہیں لکو سر دینے کو حاضر ہیں تری سر کی قسم ہم فرداے قیامت ڈروں کس لئے زاہد</p>
--	--

اے گل ہی تری عزت و توقیر دروزو کھیا ایسے مسلمان کو مسلمان کہ کوئی یار اپنا اگر روزِ دیوار سے جہانکے آرام ملا بعدِ فنا فضلِ خدا سے جب داوِ محشر کو دکھانا ہے رحیمی	گلشن میں سمجھ آپ کو مہمان کی برابر جب تک کہ مسلمان ہو مسلمان کی بڑ ہر ذرہ بنے مہر درخشان کی برابر ہے گورسیہ مجھ کو شبتان کی برابر ہے طاعت زاد مرے عصیان کی برابر
---	--

گر جان ہی جائیگی تو ایمان کی کہنگی
ہوتی ہے اثر جان ہی ایمان کی بڑ

چاندنی تھی غش میں بنا وقتِ سحر دیوار پر کبک بھی دیتی ہر جان اس سر و خوش رفتار پر منہ کی کھائے جو گری اس خنجرِ خونخوار پر بام تک پہنچا میں چکر بکریا دیوار پر تارِ سنبل کا ہوا عالم نگہ کے تار پر درغِ خون کو کہن ہین دامنِ کھسار پر بہرِ خامہ دے مجھے اپنا جو موسیقار پر طاقِ کعبہ کا ہے عالمِ ابروی خمدار پر	پڑ گئی چشمِ قمر شاید رخِ دلدار پر قمری ہی عاشق نہیں ہو قامتِ لدا پر ہو دلِ نادان نہ مائل ابروی خمدار پر نا توانی کا ہے احسان میرے جہنمِ ناز پر شب جو انکسین پڑ گئیں لعلِ سیاہِ یار پر فصلِ گل میں یہ ہجومِ لالہ لے شیریں ہار پر اس فرنگِ ناز کو حالِ دلِ سوزانِ بیکار پر زادہ دن کے سر جھکے ہین بھرِ طاعتِ صنم
--	---

مین جو لکھتا ہوں غزل اوصافِ چشمِ یار
 تیرے کوچے میں جو ہیرا ستراحت کے لہو
 ظالموں کو شادمان کہتا ہی جیجِ ظلم و د
 اشکِ جنبش میں مژدہ کے ساتھ ہی تیرے حُسن
 قیس و یسٰی کی ہنیں اب اس مافیہ میں تیر
 چشم کی گردش جو شمشیر نگہ ہے نشان
 کعبہ سجدہ میں ہی گویا روبرو سے میکدہ
 ببل شیدا تو اپنے عشق کی تاثیر دیکھ
 رفتہ رفتہ خاکسار ہو کر تا ہی اوج
 خرمین ہستی اعدا کو جلا دیتا ہوں
 قدردان ہوتا تو کرنا قدر دانی سے شا
 رات بہر رہتی ہیں عاشقِ چشم کو کب کب طر
 دیکھ لے گل سپر میں کیا کیا جوانِ جاہل
 یان ہو کر تا ہی سودا نقد جان کا ہر گھڑی
 گردشِ ایام سے لے غافل و ڈرتے رہو

اہل جنبش صادق کرتے ہیں مری شعار پر
 سر سے لے بے ہر سایہ چڑھ گیا دیوار پر
 خندہ ہی آیا نظر ہر دم لبِ سو فار پر
 سامنے خورشید کے لرزان ہی شبنمِ خار پر
 عاشق و معشوق سب مرتے ہیں ہریار پر
 بارہ کی حاجت نہیں قاتل تری تلوار پر
 ابرو سے خمداریوں ہی چشمِ مست یار پر
 گل ہنسا کرتے ہیں تیری نالہائے زار پر
 سایہ چڑھ جاتا نہیں اکبار کی دیوار پر
 ہے یقین برق میری آہِ تشباہ پر
 آسمان عقدِ ثریا کلاک کو ہر بار پر
 آنکھ کھولے اعتبار وعدہ دیدار پر
 ہین گریبان چاک تیری لپٹی دستار پر
 فوق ہی تیری گلی کو مصر کے بازار پر
 اعتماد اصلاً نہیں اس گنبد و دار پر

ہوں نواسنج گلستانِ علی مرتضیٰ	فوق ہو محب کو نہ کیوں کر بلبل گلزار پر
پاس اپنے اور کیا ہے مومنو بہرِ شائ	جان و دل قربان ہیں آلِ احمد مختار پر
دامن اس ماورِ رسالت کا ہی اپنی پائے	آسمان صدقے ہے جسکے گنبد دستار پر

ہم فقیر وں کا سہارا ہے اتر کوئی نہیں
صرف تکیہ ہی جنابِ حیدر کرار پر

اپنی نظروں میں گئیے خود بخیزیا ہو کر	آپ کو دیکھتے ہیں آپ تماشا ہو کر
شوق سے پس تن زار کو میری اے حنیف	چشمِ عالم میں جگہ پاؤں نکاسد ماہ کو
دیکھتا بہت قدمی اہل وفا کی اپنے	تیرے کوچے میں ہی نقشِ کفن پا ہو کر
اپنی مطلب کا ہوا کرتا ہے دیوانہ بھی	قیس صحر اکو گیا کوچہ لیلے ہو کر
واہری یاد ترے چہرہ نور افشان کی	دل چمکتا ہے مرا عرش کا تارا ہو کر
طوریہ بھی ہی کوئی انجمن آرائی کا	انجمن سے ہونہان انجمن آرا ہو کر
پردہ داری محبت کی نزاکت دیکھو	چشمِ یوسف میں پیری خواب لیخا ہو کر
آدمی کیا ترے اعجازِ سخن سے شام	کلمہ پڑھنے لگے سنگ بھی گویا ہو کر
کہہ دے اعدا سے کہ ہوں شیرِ خدا کا کتا	شیر آتا ہے مرے سامنے کتا ہو کر
کیا ترے ساتھ ازل میں نہ ہوا تھا محکو	میں نہ پہچانوں تجھے تیرا شناسا ہو کر

دشت میں ٹھہرنے جب قیس کو لیلیٰ کی	رہنما شوق ہوا حبادہ صحرا ہو کر
ایک جانب سے محبت نہیں باقی انجام	میں ترا ہو کے رہوں تو رہی میرا ہو کر
سیرِ گلشن کو اگر جائیگا اے غنچہ دہن	گل پکارین گے تجھے بلبلِ شیدا ہو کر
طُور ہی طُور ہے صحراے طلب میں اپنے	ذره ذره ارنی کہتا ہے موٹی ہو کر
جمع اہلِ سخن میں جو شرفِ آئی ہیں ق	ہم ہی اس بزم میں آنکھ تینا ہو کر
ہم کو انکی کششِ کافِ کرم نے کھینچا	حرفِ مطلب بنی ہم جلوہ معنی کو
خضر و موسیٰ کی حکایت سے عیاں ہوتا ہے ق	جلوہ فرمایاں کہیں آنے کیا کیا ہو کر
آبِ حیوان کے چہار کہنی کو ظلمات نے	طُور پر آئے نظر برقِ تحتِ تلا ہو کر

آج کیون صحبتِ احباب پہ مرا ہوا اثر
زیرِ مدفن تجھے کل رہنا ہے تنہا ہو کر

زائچہ منقوطہ

جوش پر مہینِ دیدہ گریاں ہنوز	بھر غم میں ہی بپا طوفان ہنوز
لذتِ غم کا مزاج تانہ سین	دل ہی تیرے جو رکا خواہاں نہ ہو
دید کے ارمان اگر سٹکے تو کیا	دل میں ارمان ہیں بہت ہی جاہلو
زاہد و اپنی خبر لیتے رہو	ہے وہ کافر درپے ایمان نہ

<p>دن کھینکے ہجر کے کیونکر اثر پڑ ہین جدائی کے وہی سامان ہنوز</p>	
<p>وصل کی شب میں ہی یون مرغ سحر کی آواز فصل گل یاد دلاتا ہے خزان کا موسم شام ہی سے تھا شب وصل میں نا آہم اب تو پیری میں ہین اس طرح ہمارے نالے ہاتھ ٹوٹیں ترے گھڑیاں بجانے والے تخانہ یار میں کیا غیر ہین سرگرم کلام کب تک تلو پکارا کروں یاراں صدم</p>	<p>جس طرح ہو ملک الموت کی پر کی آواز حسرت انگیز ہے اوراقِ شجر کی آواز آج آتی نہیں کیون مرغ سحر کی آواز جس طرح وقتِ سحر کو سحر کی آواز یار پہلو سے اٹھائے گھر کی آواز آتی ہے خلد سے کیون اہل سفر کی آواز کیا ادھر کو نہیں جاتی ہے ادھر کی آواز</p>
<p>آخری شب میں کہیں گرمِ فغان تھا کوئی ہو نہوتی وہ شرر بار اثر کی آواز</p>	
<h2>سین مہملہ</h2>	
<p>جب نسیم صبح کہتی ہے کہ اے مرغِ قفس کیا تمنا سیرِ گلشن کی ترے جی میں نہیں اُس سے تب ذکر یہ کہتا ہوں کہ اویا بد صبا</p>	<p>جوش پر فیضِ بہاری ہی چمن میں اس برس کیا ترے دل کو نہیں ہوتی رہائی کی ہوس ہوں گرفتارِ قفس چلتا نہیں کچھ اپنا بس</p>

دستِ حسرت لختہ لختہ مینر غم ہچون گمیں اشکِ غم از چشم تر جاریست چمنِ روئیں سیکڑش کے لئے اتنا نہ اے نادان ترس چون بدامانِ گلِ مطلب نسا شد دسترس فانِ فریاد سے کیا جب نہو فریادرس	دور از گلشن فتادہ در ہوائے دیدِ گل ہر دم و ہر لختہ محوِ کریم ز جوشِ عشق او جب قلق بڑھتا ہی اپنے دکھوتیا ہون پا نہائیں در رو پر خارِ حسرت ابلہی است بے بسی میں خبر تھل اور کچھ چار نہیں
--	--

ہے اسیری میں اشرور و زبانِ قیول میں
دل گرفتہ ہوں مجھے یکساں ہر گلزار میں

دی ہی فطرت نے گلِ ترکو جبکہ خار کو پاس نقطہ خال ہو یا عارضِ دلدار کو پاس عذر کوئی نہ رہا تیرے گھسکار کو پاس سایہ دیکھنا نہ کہی یار کی دیوار کو پاس پھول صیاد نہ رکھ مرغِ گرفتار کو پاس دیکھ لو سبجہ ہی گردن میں ہی زنا کر پاس دلف آتی ہی ہو اسی جو رخ یار کو پاس کبھی زاہد کے قرین ہوں کبھی سخا کو پاس	یار کیونکر نہ رہے غیرِ دل آزار کو پاس ہر زحل ماہ کے رخسار کا پہلو دے پاس دیکھ کر مائل بیداد تجھے اے طغالم ہین جو غورِ شید قیامت کے نموداروں جان دیدیگا پھر ک کر ہو سِ گلشن میں ہم سے آرزو تم اے شیخ و برہمن کیوں اڑتی ناگن کا گمان ہوتا ہی ڈر جانا ہوا نزدِ ہبِ عشق میں تخصیص نہیں صحبت کی
---	---

کس خرابی سی اگر مہینچے بھی گرتے پڑتے جب مری پاس نہیں میرے لئے ہر پیکار حرکت میں ہر گ شوق شہادت میری قفل میں دیر نہ کر کہینچ کمر سے تلوار	گر ٹپے صورتِ دیوار دریا رکھ پاس ساتھ دس بس کے ہوں آپ کے چاکر پاس سر جھکائے جو کھڑا ہوں تیری تلوار کو پاس یا مجھے بھیج دے جلا دجھا کار کو پاس
---	---

چشم بیمار کی جواثر یاد آتی ہے ہم عیادت کو گئے نگر بس بیمار کو پاس
--

لین ہاتہ ترا ہاتہ میں غبارِ صد افسوس تو مجھے رہا بر سرِ انکارِ صد افسوس جیسے بھی مداوا کے لئے آنی فلک سے کیا ہوتا اگر غیر کو ہمراہ نہ لاتے کس شوق سے ہم سر کو جھکائی رہی تھا جس سے کہ کہیں اہلِ جان تکو شکر اغیار کی خاطر وہ ستمگار ہمیشہ ٹھوکر کہیں لگ جائے نہ دشمن کی محو	حسرت سے ملین ہاتہ ہم اے یارِ صد افسوس نکلی نہ تمنائے دل زارِ صد افسوس تو بھی نہ جیا ہجر کا ہم یارِ صد افسوس تم آئے مری دید کو بیکارِ صد افسوس نکلی نہ کمر سے تری تلوارِ صد افسوس تم کام وہی کرتے ہو ہر بارِ صد افسوس رہتا ہے سرِ درپے آزارِ صد افسوس اے یارِ بُری ہی تری رفتارِ صد افسوس
--	---

روزن سے ذرا دیکھ اثر مر گیا شاید

اک لاش پری ہر پس دیوار آفس

شین معجب

<p>کیونکر نہ ہوتی دل کو اس لرزبا کی خواہش رہتی ہر تجکو اسکی زلف و تا کی خواہش خالم وہ کون ل ہو جسمین نہیں بھری ہے لائے تھے نقد دینی ہم اپنے لعل د لکو خون جگر جو کہا کر آسودہ ہو رہا ہو لے خالق دو عالم یہ کیا معاملہ ہے باقی ہر روح بیشک فانی نہیں ہر گز پا مال جو رہم ہیں باغ جہان میں ورنہ کو کھلا کر روئے رنگین لے غیرت بہار لے شیخ و برہمن تم کچھ تو ہمیں تباہ ہی موت ہی سیجا ہی درد ہی مداوا آغاز عشق چن لے دل بیان مطلب سنہ دیکھ کر یہ کا خاموش رہ گیا میں</p>	<p>ناصح ہر سب پہ بالارب لعل کی خواہش خواہش ہی ایسی خواہش ایدل بلا کی خواہش تیرے ستم کی حسرت تیری جفا کی خواہش لیکن نہیں نہیں تھی جنس فاک کی خواہش ایسے مریض غم کو کیا ہو غذا کی خواہش آنکو جفا کی خواہش تجکو وفا کی خواہش وابستہ اس لہو ہر اس سے بقا کی خواہش تیرے قدم سے نکل کیا کیا خاکی خواہش کر دے نخل چمن کو ہے یہ صبا کی خواہش کیا ہی بتوں کی خواہش کیا ہی خدا کی خواہش تیرے مریض غم کو کیا ہو شفا کی خواہش لایا زبان پہ نادان کس انتہا کی خواہش پہنچی کہاں بان تک مجھ پر نور کی خواہش</p>
---	--

دنیا طلب کا شیوہ ہاتھوں کا ہی اٹھانا	دل میں خدا کو رکھ کر کیا ہودعا کی خواہش
--------------------------------------	---

ہم نے اثر سنا ہے اہل رضا کو کہتے
اپنی وہی ہے خواہش جو ہر خدا کی خواہش

<p>بتو کچھ غم نہیں تم ہو جو ناخوش خدا آباد رکھے اے شہ حسن فقیری بھیس آخر کام آیا بتو کیا تم رکھو گے خوش کی کو نہیں معلوم کچھ مرضی مولے مبارک ہو خوشی اُس کو کہ جس سے رقیب آیا ہے لیکر نامہ یا عدو کے سامنے کی پرستش حال کوئی دم کا ہے مہمان موسم گل</p>	<p>تمہاری ناخوشی میں ہر خدا خوش بہت تو نے فقیروں کو کیا خوش صد اسنکر ہماری وہ ہوا خوش رہے وہ خوش جسے رکھو خدا خوش بخوش کس سے ہر کس ہی وہ ناخوش خدا خوش مصطفیٰ خوش مرتضیٰ خوش کوئی ایسی عنایت پر ہو کیا خوش کیا تم نے ہمیں بے انتہا خوش نورنگ چمن پر اے صبا خوش</p>
---	--

یہ دنیا اے اثر دور المحن ہے

بھی اس میں نظر آتے ہیں ناخوش

اب کوئی دم میں ہر سفر پریش

شب منزل کو ہر سحر درپیش

<p>دشت پڑ ہول ہی مگر درپیش اُسکی صورت تھی رات بہ رات ہی سفر دور کا سحر درپیش نفع کی جا ہوا ضرر درپیش سخت بیان ہو گئی نامتہ بردرپیش ریج ہوتے ہیں بیشتر درپیش اک لڑائی ہے اُنکے گھر درپیش جلد ہے عالم دگر درپیش</p>	<p>رہروان عدم ہر سان ہیں دن کو جس شوخ کا قصورتیا رات ہی سے رہو مکر بستہ مفت جاتا رہا مستلعل سدرہ ہر قدم پہ ہونگے غیر عیش دنیا کے ساتھ ساتھ مدا غیر کا کچھ کلام اُنکا کچھ چوٹنے کو ہے عالم ہستی</p>
---	--

بے خدا ہی کرے تو یہ طے ہو
جیسی منزل ہے اے اثر درپیش

صا و مملہ

<p>اپنے سینے میں لگا دل کرنے بیتا بائیں ہاتھ میں اُسکے نہ کرتی سوجھ صد دانہ شمع اے گلزدہ گری صورت پروانہ اے فرنگن زاد مغل میں تراستانہ</p>	<p>دیکھ کر اُس شوخ کا مغل میں معشوقانہ گرتاں بست کو زائد نہ کرتا دل میں با دست رنگین سے اگر تو نے لیا گل بزم صاحب عقل و خرد کے ہوش کو چکر میں</p>
--	---

مستی توحید اپنی گرد کہا میں ہم تجھے	وجد میں آکر کرے لے برہم تجانہ قص
تیری آمد کی خبر ساقی جو پہنچی بزم میں	شیشہ فقہ کراٹھا کرنے لگا پیا نہ قص
مستی وحشت جو اسکی جوش پر ہوا پری	گرد بادوں کو دکھاتا ہی ترا دیوانہ قص
تو اگر جائے گلستان کو کہ آئے بزم میں	کرتے ہیں تیری خوشی میں بلبل و پڑانہ قص

جنشِ پایار کی کرتی ہے خونِ اہلِ بزم
اے اشر کیونکہ کہنے اسکو سفاکانہ قص

صا و معجمہ

عاشقوں کو و غطا کیا باغِ رضوان غرض	روح کو بعد فنا ہے کوئی جانان غرض
دشتِ صحرا چاہے کوہ و بیابان چاہے	کیا مری وحشت نہ دل کو گلستان غرض
پھر مرے دلو ہو اہل لذتِ اندکاشو	پھر میں کہتا ہوں کیسی کوں مرگان غرض
کیا وطن کی آرزو میرے دل نالان کو ہو	کب سنا نے کو کہ کہتی ہو نیتان غرض
ہیں لب لبابِ بخش جانان چشمہ آبِ حیات	ہے مبارک خضر تلو آبِ حیوان غرض
موسمِ گل ہو کہ ہو عیدِ خزان اے مصفیہ	ہم اسیرانِ قفس کو کجا گلستان غرض
تجکوارِ رشکِ سیما چوڑ کر جاؤں کہنا	میں ہوں بیمارِ محبت تجکو دربان غرض
اہلِ دولت سے ہیں تغنی تری در کے فقیر	مور ہیں لیکن نہیں رکمتی سلیمان غرض

زندگی کشتی ہے میدانِ مین درختوں کی تلوار کیون سنے تیری عبث کہتا ہوں غافل	ہم فقیر و کمزور نہیں ایوانِ بستانِ سرخ کافرِ عشقِ صنم کو دینِ ایساں سرخ
اسکی چشمِ کفر پر دور کو ہو کیا پروا زاہدِ حبتِ طلب کو آدمی سی ہے گریز	ما مسلمان کو نہیں ہوتی مسلمان سرخ ورنہ انسان کو ہو کرتی ہر انسان سرخ
سینہ شانہ کی صورت ہو رہا ہے چاک چاک پاس تیرے عارضِ روشن کے ہو خالِ سیاہ	ہر دل غناک کو گیسوئے جانان سرخ ہندو کی کفرِ آتشنا کہتا ہر قرآن سرخ
اہلِ عصیان سے ہوا ہے رحمتِ حق کا طہور پاکے ثروت گہر نہ ہو لے آدمی پرستین	رحمتِ حق کیوں رکھی اہلِ عصیان سرخ مصر میں باقی رہی یوسف کو کنعان سرخ
کھدو میری چشمِ تر لیجائے اپنی کشتین پھر کہاں عاشقِ فروغِ حسنِ جبِ ازل ہوا	مردمِ دہقانِ عبث کہتا ہر باران سرخ ہوتی ہی پروانے کو شمعِ فروزان سرخ

سر جبکہ شوقِ شہادت میں کیونکر لے اثر
گردنِ خم گشتہ کو ہر تیغِ جانان سرخ

طاہرے محلہ

ہم تو لکھیں شوقِ مین سو با خط کب پہنچنے دیتے ہیں اغیا خط	ایک ہی ہکونہ بھیجے یا خط لکھتے ہیں ہم یار کو بیکار خط
---	--

<p> ہو گیا بس زار پڑ بکریا خط نکلا آخر بر سر رخسار خط جائے لیکر مرغ آتشخوار خط ڈر ہی ہے پڑھ نہ لین اغیار خط روز لکھتے ہیں اُسے دو چار خط لیچلا رکھ کر تیر دستار خط لکھ نہیں سکتا تراہیا خط لائے یارب قاصد دلدار خط لے اگر اُس پر تری تلوار خط جس طرح لکھے کوئی میخوار خط جائے قاصد لیکے جائیاد خط کیا لکھیں تیرے جگر افکار خط بیہجے ہم نے کتنے نامور تار خط رنگ لایا ہے سر رخسار خط </p>	<p> پہنے کیا لکھا بحال خط صحن گلشن میں ہر کانٹوں کی نمونہ سوزش دل کے مضامین دین راز دل کیونکر لکھیں ہم یار کو ایک کا بھی تو کبھی دیکھا جواب ہی برابر سر کے قاصد کو عزیز تار مسطر ہو گئی ہیں انگلیاں یہ دعار ہتی ہے ہر دم مجھ میں پہر نہ دکھلائے کبھی گردن عدد لکھتے ہیں یوں خط اُسی ہم شوق غیر کو لکھے ہیں زہیلے کلام تو نہیں لکھتا کلام استیام یک قلم پایا نہیں کوئی جواب بڑھ گئی سبزے سے گلشن کی بہا </p>
---	--

شرح غم سے مثل ناسخ لے اثر

ہو گیا ہے نامہ بر پر بار خط

طائے معجمہ

تیر و بکنے نے کیا مجکو تھی سرو غلط	اثر و غلط ہوا خاک نہ دل پر و غلط
دیکھ ہشیار ہو غصہ میں کرین نہ صاف	رند تجھے نظر آتے ہیں مکر و غلط
ذکر حوران ہستی کا ذرا چھڑ تو دے	ابھی میخانے سے ہم آئے ہیں پکڑ و غلط
اس توقع پہ کہ جنت میں ہیں مگر کی نہیں	تارک بادہ کشتی کوئی ہو کیونکر و غلط
مے کا کیا ذکر کرے آب بھی تو اچھا	رند شامت سی جو مہمان ہوں گی گھر و غلط
کس قدر پیر میں حوروں کو پڑا ہی تو بھی	مے جنت کی ترے سر میں ہی چکر و غلط

نہ ڈرا آتش دوزخ سے اثر کو نادان

وہ تو ہے سید و مداح پمیں غلط

عین مہملہ

ہر تیرے آنے جانے کی دشمن کو اطلاع	جس طرح راہ رو کی ہو رہزن کو اطلاع
تن میں ہی جان اور نہیں تن کو اطلاع	راکب کی ورنہ ہوتی ہی تو سن کو اطلاع
اصنام دیر کلمہ تو حید پڑتی ہیں	اتیک نہیں ہے اسکی برہمن کو اطلاع
لیتا کبھی نہ نام مسیزہ کی چاہ کا	ہوتی جو قید چاہ کی بیزن کو اطلاع

<p>واقف نہیں ہیں آہ شرر بار سے قریب دو چار دن میں فصل بہاری کا کوچ ہے سرشار کو ہے طوق نہ زنجیر کی خبر رسی ملی ہے بال سنوارے ہیں باریے کیا فتنے اٹھ رہے ہیں مافیہ میں ہر طرف روتا ہمارے واسطردہ دوست کی طرح</p>	<p>پہنچی نہیں ہی برق کی خرمن کو اطلاع اسکی نہیں ہی بلبیل گلشن کو اطلاع دونوں کی ہے نہ پاؤں نہ گردن کو اطلاع سنبل کو ہے خبر نہ ہی سو کوئی اطلاع اسکی نہیں ہی باری کے جو بن کو اطلاع ہوتی جو اپنے حال سے دشمن کو اطلاع</p>
---	---

سینے کو چاک کر کے اُتر کیا دکھائے
ہے داغ دل کی اس میں روشن کو اطلاع

<p>صبح دم روتی جو تیری بزم سی جاتی ہے جس طرح کالم کے من کے روبرو گل چلچل صرف پروانہ ادب سے دم بخود رہتا ہے گھیر لیتے ہیں تجھے پروانے اسکو چہر کر کار بند عدل ہوتی ہیں جو ہیں روشن ما پروہ فانوس سے باہر نہیں کہتی قدم</p>	<p>صاف میری سوزِ غم کا رنگ کھلاتی ہے دیکھ کر تعذیر لے یا رنج جاتی ہے شمع تیرے رعب حسن سے محفل میں تہرتی ہے جسمین تو ہو کب فروغ اس زم میں پاتی ہے بزم میں ہر سمت یکساں نور پہنچاتی ہے روبرو تیرے رخ روشن کے شرما تی ہے شمع</p>
--	--

جائے گریہ صحبت اہل تماشا ہے اُتر

ہر یکا روتی ہوئی جو بزم میں آتی ہر شمع

رہتے تھے جس میں یہ انسان جمع	۱	لے فلک لب بان ہیں حیوان جمع
کیون نہو خاطر پریشان جمع	۲	آج ہیں سیکشی کے سامان جمع
شبِ مہ میں ہیں ماہتابی پر	۳	ساقی و مطرب خوش الحان جمع
جام و میناے مریہ جو بن ہے	۴	میخوری کو ہوئے ہیں خوبان جمع
نہیں حلقہ کئے ہیں تکیا حسین		تارے ہیں گرد ماہ تابان جمع
کیا خدائی تبون نے دکھلائی		ہیں صنم خانے میں مسلمان جمع
زخمِ دل کی خبر جو لیں ناہو		پہلے کر لیجئے منکدان جمع
ہے کیا پوچھتے ہو احوالِ حساب		دل نہیں ہر طرح کے ارمان جمع
چشمِ بد و دوز بزم میں خوش چشم		آج ہیں صورتِ غزالان جمع
جسے سوداے زلفِ یار ہوا		نہوئی حنا طر پریشان جمع

اے اتر گورہی پریشانی

ہو گیا تو بھی اپنا دیوان جمع

عینِ معجمہ

دل بنا تا مگر براے داغ

عمر بہرِ کس قدر اٹھائے داغ

<p>اے فلک تجھے اتنے پائے داغ مرہم وصل ہو دے داغ اب نہیں دل میں اور جا داغ واہ کیا دل کے کام آئے داغ تیری فرقت میں اتنے کہاں داغ</p>	<p>داغ دل کم نہیں ہیں انجم سے اے طبیبو تمہیں نہیں معلوم داغ تان کسان جگہ پائیں سیر گلشن سمجھ کے وہ آیا دل پر داغ لالہ زار بنا</p>
<p>ہر اثر کی دعا یہی کہ خدا نہ کسی دوست کا دکھائے داغ</p>	
<p>کنجِ بحد میں ہیں مرے داغ جگر چراغ وہ گل جلائے ہاتھ سے اپنے اگر چراغ بے نور جیسے ہوتا ہی وقتِ سحر چراغ بیل کی طرح رکنا اگر بالِ چہر چراغ رہتا ہے غمگسارِ مرآت بہر چراغ بیوجہ رات بہر نہیں دہتا ہی سحر چراغ شب کی طرح جلائی نہ کیوں اپنی گھر چراغ نادان جلاتے ہیں درو دیوار پر چراغ</p>	<p>روشن کوئی کرے نہ کرے قبر پر چراغ بیل کا ہو هجوم ہمارے مزار پر یون تیرے روبرو نظر آتا ہی آفتاب اڑ کر پہنچتا اُس گل خندان کے روبرو جلتا ہے دل کے ساتھ شبِ ہجر باریا شاید لگی ہے کو کسی شعلہ عذار سے ہے میرے روزِ وصل سے روزِ وعدہ باریا جنگِ احد کی رات عبادت میں کب سبر</p>

ہم اپنے داغ دل کی طرف کرتوہیں گناہ	جس دم کی گوریہ آیا نظر چہراغ
بادِ سمومِ مرگ سے جان کو نہیں پناہ	دست ہوا سے پائین سکتا منہ چرخ

مومن کی طرح سوزِ جدائی سے لے اتر
جلتے ہیں تابہ صبح اور ہم ادھر چرخ

رویتِ فا

کیون دیکھئے نہ حسنِ خدا داد کی طرف	لازمِ نظر ہو گلشنِ ایجاد کی طرف
پائے جو تیرے گوشہ دستار کی ہوا	قمری اڑے نہ طرہ شمشاد کی طرف
بے اصل اے فلک نظر آتا ہو تو مجھے	کر تا ہوں غور جب تری بنیاد کی طرف
گلشنِ مین کون بلبلِ نالان کو دی پناہ	گلچینِ باغبان ہی ہیں صیاد کی طرف
منظوم ہوں مگر نہیں ملتا کوئی گواہ	ہیں اہلِ حشر اس ستمِ ایجاد کی طرف
نادان کہیں پناہ نہیں ہوتے تجھے	کیا دیکھتا ہو قطعِ فولاد کی طرف
ہمجنس کو ضرور ہے ہمجنس کا خیال	رغبتِ نبو بشہ کو پر نیراد کی طرف
مضمونِ کمر کا ہاتہ نہ آیا جو دہر میں	جانا پڑا مجھے عدمِ آباد کی طرف
تکلیف جو شیر کی دیکر جوتی خجل	شیرین نہ دیکھ سکتی تھی فریاد کی طرف
دیوانگی کا زور تماشا ہی لے پری	فساد کی نگاہ ہے حداد کی طرف

گردن جبکائے شوق شہادت پہن لیا امید وار چشم عنایت کا ہے عریب ناصح اگر ستم نہ سہین ہم تو کیا کریں بلبل سجدہ رہی ہو کہ گھمائی خندہ فضل خدا سے اپنی طبیعت کو نیا وا غلط سے سکے قامتِ طوبیٰ کی خوبیاں ہوئے ہوئے ہیں ساری زماں کی نعمتیں	دل لے چلا ہو کوچہ حسد کی طرف دیکھو تو اک نظر دلِ ناشاد کی طرف دل دوڑتا ہے یار کو بیدار کی طرف رکتے ہیں کان نالہ و فریاد کی طرف روئے طلب کہی نہ ہوا داد کی طرف دوڑا خیال اک قد آزاد کی طرف میلانِ جنہیں ہر تری یاد کی طرف
--	--

یا شاہ جن و انس اثر پہی اک نظر
رکتا ہے آنکھ آپ کی امداد کی طرف

منظر ذاتِ خدا ہے شہِ والا بخت ہو رضا اسکی وہی جو ہو رضا خالق ہم نصیری تو نہیں ہیں کہ کہیں اسکو خدا وہ نہوتا توفیقِ روح کو لاحق ہوتی اسکی تلوار ہوئی حاجی کفر و بدعت خدمتِ عقدہ کشائی اسے حق بخشی	نہیں معلوم کہ کیا ہو شہِ والا بخت مالک ملکِ رضا ہو شہِ والا بخت پر نہیں حق سے جدا ہو شہِ والا بخت سببِ شکلِ بقا ہے شہِ والا بخت حاجیِ دینِ خدا ہے شہِ والا بخت دافعِ رنج و بلا ہے شہِ والا بخت
---	---

<p>کر دیا حق نے اُسے نائبِ ڈارین درگزر کرتی ہے اعدا سے کریمی اُسکی لافقی روزِ احد جن ملک بول اُٹھے اُسکے در سے کبھی محروم نگزرا سائل عیب پوشی سے بلاخرقہ معراج اُسے جو ہر پاک بنایا ہے خدا نے اُسکو</p>	<p>مالک ہر دوسرا ہے شہِ والا بخت عافی جرم و خطا ہی شہِ والا بخت مردِ میدانِ غا ہی شہِ والا بخت مخزنِ جود و عطا ہی شہِ والا بخت منہجِ شرم و حیا ہی شہِ والا بخت معدنِ صدق و صفا ہی شہِ والا بخت</p>
<p>عرض کر حالِ دل زار اثر اُسکے حضور دردِ عالم کی دوا ہی شہِ والا بخت</p>	
<p>نہ دل کی طرف ہیں نہ تیری طرف ہمیں کیا ہی شیخ و برہمن ہو کام خطا ہے ہماری کہ ہر آپ کی مراسرہی صاحبِ عدو کا قصور</p>	<p>شکر نہیں ہم کی کی طرف نہ اسکی طرف ہم نہ اُسکی طرف ذرا دیکھئے اپنی دل کی طرف غضب کی نظر کیوں ہی میری طرف</p>
<p>کینون پہ غصہ نہ فرما سئے اثر دیکھئے آپ اپنی طرف</p>	
<p>پہر چلے ہم جوشِ دشت میں بایں کھنکھ</p>	<p>پاؤں پہر بڑھنے لگے غارِ مغیلان کھنکھ</p>

پھر جنون نے سر اٹھایا پھر ہی جھوٹی پہر تصور میں کسی کی ابرو و خد کے پہر وہی سودا ہوا گیسوی جانا نکالین یاد پھر آئی کسی کی نوکِ مژگانِ از پہر کسی کی چشمِ شہلا آفتین ڈھان لگیں پانی پانی پہر لگی کرنے کسی یوسف کی چا	ہاتھ پہر بٹہ بنے لگے جیب گریبان کیٹ اپنا سر جھکنے لگا شمشیر تیراں کیٹ سیر کو جانے لگے پہر ہلستان کیٹ خونِ دل بہنے لگا پہر جیب داماں کیٹ باس سے تھنے لگے پہر گرستان کیٹ پہر چلا کرنے کو دل چاہِ زرخندان کیٹ
--	---

ذوقِ ایذا پہر لگا کرنے جبکہ دل میں اثر
دیکھتے ہیں پہر کسی کی نوکِ مژگان کیٹ

روایتِ قاف

کیا بتائے کوئی کہ کیا ہے عشق دونوں عالم کی بقیہ ارضی کا دشمنِ عصمتِ زلیخا ہے اسکا عالم سمجھ سے باہر ہے کون دیکھوین کا ہوا ہی سبب جاگزا ہے کبھی کبھی جان سو	درد ہے رنج ہی بلا ہے عشق نام لوگوں نے رکھ دیا عشق چاک پیرا ہن حیا ہے عشق سارے عالم ہی سوجھا عشق ہر دو عالم کا مدعا ہی عشق کبھی جان بخش جانفزا ہی عشق
---	---

<p>دردِ دل کی کہی دوا ہے عشق کہی شکوہ کہی گلا ہے عشق کہی درمان کہی شفا ہے عشق کہی صورت و بقا ہے عشق دونوں عالم کا رہنا ہے عشق حق تو یہ ہے کہ خود خدا ہے عشق کشتی دین کا نا خدا ہے عشق</p>	<p>ہے کہی شکلِ صدمہ روحی کہی شکر و عطا و صبر و رضا کہی مرگ و قضا و درد و الم کہی شکلِ فنا و معدومی بادی و رہبر و تمپیر ہے اسکا رتبہ کوئی بنا ہے کیا ڈوبتوں کو نجات کی صورت</p>
<p>مرضِ جانِ گلِ اسے کہئے اسے اُتر دردِ لا دوا ہے عشق</p>	
<p>ہو نہ دشمن ہی مبتلا ہے فراق مین ہو اب جسے آشنا ہے فراق خونِ دل ہو گیا خدا ہے فراق خیر اک دن ہو منتہا ہے فراق کیون نہیں وصلِ انتہا ہے فراق مول لا دے کوئی دوا ہے فراق</p>	<p>عبرت آگین ہے ماجرا ہے فراق اپنے ہمد بنے غم و حرمان لذتِ غم تھا کہ کیا کہا میں و عن وصلِ حشر ہی پسی انتہا وصل کی فراق ہے جب نقدِ جان تک نہیں دریغ میں</p>

جب دعا کی ہو خدا شر کے ساتھ
کیون نہ مانگا کرے دعا فراق

<p> کر گئے گل کی طرح چاک گریبان عاشق تیری آواز پہ ہین مچ خوش الحان شق کر دے عالم میں بیابان نوح کا طوفان شق بتا لے نہ کوئی مسلمان عاشق سب جانان تجھ کرنے کو ہی مہمان شق اے لیکن انہو یوسف کنگان عاشق ہیں شہ حسن تری تابع فرمان عاشق تو سمجھتا ہی ستار کہ ہونا دان عاشق وہ پری تو ہی کہ تجھ پر ہے سلیمان عاشق میں وہ عاشق کہ ہی مجھ پر ہے ہجران عاشق میں وہ معنوں ہوں کہ مجھ پر ہی سیان عاشق کبک کیونکر نہو لے سرو خرامان عاشق ہو گیا تجھ پہ گلستان کا گلستان عاشق </p>	<p> جب کہی آئے پے سیر گلستان عاشق صرف رنگت پہ نہیں بلبل نالان عاشق جوش پر لائے اگر دیدہ گریان عاشق عمر ہر مردہ ہندو کی طرح جلتا ہی استخوان جسم کو وقت میں بنا کر گھا عزت ترسہ معشوق سے محروم ہی تو جو فرماے ابھی سر تیر خنجر کمد ہی تیرے ہر ظلم کے پہلو کو سمجھ جاتا ہی کیون تری قدر نہو ساری پر زانو نہیں تم وہ معشوق کہ دشمن ہی تمہارا معشوق میں کہیں جاؤں نہیں چوڑنی محکومت دیکھ کر صحن چمن میں تری رفتار کی سیر بلبل و گل ہی نہیں تیرے فدائی نکلے </p>
--	--

بزم میں دیکھ کر اے مہ تری رخسار کو	شکل پروانہ ہوئی شمع فروزان عاشق
روئے معشوق میں کیا اسکو نظر آتا ہے	شکل آئینہ رہا کرتا ہی حیران عاشق
عشق میں حالتِ انسان سو گزر جاتا ہے	تو بھی انسان پہ ہوا کرتا ہی انسان عاشق
نہ بیابان میں اُس چہین گلشن میں قرار	چوڑ کر جائے کسان کوچہ جانان عاشق
مدتوں تک جو اٹھتا تو رہی فرقت کے مزے	وصل کے نام سے رہتی ہیں گریز عاشق
کھیل ہی اُنکے لئے دارِ فنا سے جانا	زیست سے جانتے ہیں مرگ کو آسان عاشق
شہل فرماؤ فدا کرتے ہیں جان شیریں	سر پہ لیتے نہیں جلاؤ کا احسان عاشق
عرصہ حشر میں اب اپنی جھا کار سی	تو پشیمان ہو ستگر کہ پشیمان عاشق

دلبری تیرے سخن میں ہے کچھ ایسی کہ اثر
تیرے اندازِ سخن کے ہیں سخنِ دل عاشق

کافِ عربی

ہو ساتھ اشک کو نختِ جگر تک	نہ کی اُس نے مری جانبِ نظر تک
عبثِ صیاد کو ہو بد گمانی	نہیں بازو میں اپنی ایک پر تک
خبر آئی مریض درِ عیش کی	کہیں پہنچے خبر اس سخت تک
نزاکت سے لگی بل کر ڈکھایا	ابھی کیونہ پہنچے تھے کمر تک

<p>نہ کچھ باقی رہیں گے ہم سحر تک مگر ہولے سے آئے میری گھر تک پہنچتے بختِ دل کیا چشمِ تر تک</p>	<p>جلے جاتے ہیں شکلِ شمعِ سوزِ دل اگر میں یاد ہوتا تو نہ آتے دمِ گرہ یہ تھی غالبِ ناتوانی</p>
<p>خدا جانے اثر کو کیا ہوا ہے رہا کرتا ہی چپ دود و پتھر تک</p>	
<p>انکھایہ زور سے خدا کب تک دیکھتے کرتی ہے وفا کب تک کرمِ صبرِ آرزو کب تک کوئی مانگا کرے دعا کب تک ستمِ صبرِ آرزو کب تک دیکھتے آتی ہے قضا کب تک</p>	<p>بت رہیں برسرِ جفا کب تک عمر رکھتی ہے یار کا انداز پریش حال روز کرتے ہو بے نیازی کی حد نہیں ملتی امتحانِ جفا تم کرو ہجر کی ہر گھڑی قیامت ہر</p>
<p>شکر کا کام لے زبان سے اثر شکوہ بختِ نارسا کب تک</p>	
<p>ہو جانیا زپیشِ خدا سر سے پاؤں تک آشفہ حال ہی یہ گدا سر سے پاؤں تک</p>	<p>بندہ صفت ہو وقتِ عاسری پاؤں تک اے شاہِ مجہ فقیر یہ بھی رحم کی نظر</p>

<p> تن ہی ہیر بندِ بلا سر سے پاؤں تک طرفہ وہ بت ہی نامِ خدا سر سے پاؤں تک پہنچی جو تیری زلفِ ساسر سے پاؤں تک پر نور جسمِ یار بنا سر سے پاؤں تک ایسا جلا کہ خاک ہو اسر سے پاؤں تک کیا کیا جلی حد سے خاسر سے پاؤں تک پھولوں سے ہر شجر ہی لدا سر سے پاؤں تک نامِ خدا وہ بت ہی حیا سر سے پاؤں تک دورانِ خون کو تیز کیا سر سے پاؤں تک ہی مبتلائے حرص ہو اسر سے پاؤں تک </p>	<p> رگِ گم میں زلفِ یار کی اُلفت سما گئی حسنِ ادا و ناز کو شرم میں ایک ہی سنبھل حد سے خاک پہ غلطانِ چمن میں کیا قدرتِ خدا ہی کہ مانندِ آفتاب محفل میں سوزِ شمع کو پروانہ دیکھ کر دیکھا جو تیرے پنجہ رنگین کو باغ میں صحرائین چلے دیکھے آتشِ بہا پوشاک سے حجاب میں رہتا ہی سکان تیری نگاہِ مست کے بادہ نے ساقیا تراہ کو حسرتوں سے نہ آزاد جانے </p>
---	---

دل مانگتا یار نے تو دیا کس لئے اثر
 ہی اس میں آپ ہی کی خطا سر سے پاؤں تک

کاف فارسی

<p> اچا نہیں ہی بلبلِ رنگین نوا کا رنگ لے شوخ اُسکے سامنے کیا ہے خا کا رنگ </p>	<p> بدلا ہوا ہی جبے چمن کی ہوا کا رنگ خوشتر کہیں ہی گل سے تری دستِ پاک </p>
--	--

ہم جانتے ہیں آپ کی ناز واداکار رنگ	رنگین مزاج رکھتے ہیں ہر بات کی تیز
بدلانہ آسمان نے اپنی قبا کا رنگ	پہنی ہزار رنگ کی پوشاک دہرنے
پایا ہوا زلفِ یار نے کیا ہی بلا کا رنگ	رنگت میں میرے بخت سے کتنی ہی ہسٹریا
کچھ اندنوں ہوا وہی بادِ صبا کا رنگ	جیسے بہا آئی ہوا ترانی پھرتی ہی
مٹا ہے زعفران سے تھے بتلا کا رنگ	کیونکر نہ غیر لے گل خندان ہنسائے
بگڑا شبِ صال مرے مدعا کا رنگ	سننے ہی میری عرض ہوا لال انکھائیں
گل غرق خون ہو دیکھ کے تیری قبا کا رنگ	لاہ شہید ہی تری دستاؤں سے سنج کا

بیشک کوئی ولی تھا اثر میر نکلتے سنج
سب شاعر دے خاص ہی اُس با خدا کا

ردیف لام

دشمن کو بھی اللہ ندے ایسا مراد ل	اک آفتِ جانناہ مرے حق میں ہا دل
آرام مری روح کو ہی جسے گیا دل	اچھا ہوا تم لے گئے اُس آفتِ جان کو
تیرے ستم ناز کے قابل نہ رہا دل	جس دل پہ ہمیں ناز تھا ظالم وہ کہاں
پہر تو ہی تبا چاہے کسے تیری سوال	اے جانِ جہان اور کوئی جب نہیں تجھ سے
دنیا کی کسی چیز سے نادان نہ لگا دل	اک روز ہی جانا تجھے اس دار فنا سے

<p>بیدار تو کرتا ہے مگر اے بتِ ظالم جز عشقِ تباہِ سہمین نہ پایا کسی شے کو وہ آؤر ہی کچھ آگ تھی اے حضرتِ مونس دل توڑ نہ میخوار کا اے واعظِ نادان جاتی نہیں مہم بھر ترے کوچہ کی تمنا ہم عقل کی کہتے ہیں وہ کہتا ہی جنوں کی</p>	<p>کچھ اسکی خبر بھی ہے کہ اللہ ہی عادل شہورِ جہان میں ہی گزر گا وہ خدا دل پروانہ صفت جسکی تجسلی پہ جلا دل لازم ہے تجھے پاس بڑا یا سو بہلا دل جنت میں پس مرگ لگے خاک مڑل ہم دل سیویا آزدہ تو ہی جسے خدا دل</p>
--	---

دنیا کے بکھیرے ہیں اشرجان کی خجال
پھر چوٹا معلوم اگر نہیں ہنپا دل

<p>سببِ عشقِ زلفِ یار ہی دل غمِ فرقت سے داغدار ہی دل کیون نہ رکھو صفایِ حیرت خیز کھکے عکسِ عذارِ رنگین سے اُسکے پھلو میں غیرِ مہیشا ہی جیسا جی چاہتا ہے کرتا ہے اُنکی تیغِ مرہ کو مست پو چو</p>	<p>تیرہ بخت و سیاہ کار ہی دل اے گلِ اندامِ لالہ دار ہی دل آئندہ دارِ روئے یار ہی دل غیرتِ عارضِ ہمار ہی دل ور نہ کیون آج بتیوار ہی دل سختِ کمبخت و نابکار ہی دل سینہ مجروح ہے نکار ہی دل</p>
---	--

آج سرگرم تھنسا رہی دل	ہے خبر گرم کسی آہ کی
غم سے پاتے نہیں فراغ اثر	اک نہ اک رنج سے دو چار ہو دل
شعلہ رو صورت سیما ہے دل روکش لالہ شاداب ہو دل غالب صحبت احباب ہو دل خون کا حلقہ گرداب ہو دل	گرمی ہجر سے بقیاب ہو دل کثرتِ دلخ سے لے رشکِ چین مضطرب ہو غم تنہائی سے اونچکڑھوق تیوی گردن میں
جسے اُس ہجرِ ملاحیت سے چٹا	لے اثر ماہی بے آب ہو دل
روایتِ میم	
ایک مدت سے نہیں ہر ناقص آرام ہم روزنِ مدفن سے تکتے ہیں کسب کا نام ہم برہن ہم بہت شکن ہم کفر ہم اسلام ہم زارِ ہزارِ مزم یہ دہولین جامۂ احرام ہم ابتداء میں جانتے گر عشق کا انجام ہم	ہو رہے ہیں مبتلا گر دشِ ایام ہم نکلے ہیں خاک میں اسپر ہی عالی نظر ہم دیر و مسجد میں یہی کہتا ہے جلوہ پاک ہم طوف کعبہ میں نکر عجب خد کیو اسطہ ہم ناصح مشفق وہی کرتے جو فرماتے ہیں ہم

ہوم میں ہو جاتی ہیں آسان اپنی ساری مشکلیوں
لے اتر لیتے ہیں جب مشکلات کا نام ہم

کر و تم نہ اتنا ستم پر ستم نہیں اُنکے وعدے کا کچھ اعتبار ہمارا بیابان ہے کچھ اور قریب ہو آؤدی ہو ہی آہ و نالے کی فوج کرین آپ اختیار پر ہر گھڑی جواہل و فاحش میں ہمہر مدارم	میں کہیں چون کہاں تک الم پر الم اگر لاکھ کہائیں قسم پر قسم نہ رکھنا ہمارے قدم پر قدم نشان پر نشان ہیں علم پر علم نوارشش عنایت کرم پر کرم جنا پر جہنا ہو ستم پر ستم
---	---

علیٰ نے نکالا انہیں اسے اثر
تھے کعبہ میں در نہ صنم پر صنم

بسر کر تو تھے کس فراغت سے ہم ترے فتنہ قامت ناز کو نہ راحت چمن میں نہ صحرا میں چمن یہ کیا جانتے تھے کہ ہر غیر شوم بٹھاتے رہی وہ عدد کو قریب	پر اب تنگ ہیں دل کی حالت ہے ہم فزون دیکھتے ہیں قیامت ہے ہم بہت تنگ ہیں دل کی وحشت سے ہم تری بزم میں آئے شامت سے ہم رہی دور اکیلی عنایت سے ہم
--	--

<p>اگر کام لین صبر و ہمت سے ہم گزر ہی گئے آدمیت سے ہم فزون پاتے ہیں اپنی طاقت سے ہم جو مایوس ہوں تیری رحمت سے ہم نظر کرتے ہیں چشمِ حسرت سے ہم سک جان ہوئی اسکی رحلت سے ہم نہیں دیکھتے انکو غیرت سے ہم</p>	<p>جھائے عدد کو نہ خاطر میں لائیں کجا عشق نے ہمو خانہ خراب ترے بارِ فرقت کو لے ناؤں ہنیں کسکی رحمت کے اُسید و آ حدو کی طرف حاصل یار میں بہت چین سے ہیں گیا جبے دل وہ کیونکر ملاتے ہیں دشمن آکھ</p>
<p>اثرِ بقدر ہے تھتقیق کی : ہوئے کچھ نہ واقف حقیقت سے ہم</p>	
<p>بلبل بھی ناکہ کش ہو مگر اسقدر کہ ہم دنیا میں قدر پاتے ہیں اہل نہر کہ ہم اس سے فروغِ یاب ہی چشمِ قر کہ ہم اسمیں قصور وار ہے توفت نہ کر کہ ہم سرگرم نالہ غیر ہارات بہر کہ ہم رکھتا نہیں ہی ابر بھی وہ چشمِ ترکہ ہم</p>	<p>آنا ہے کون خستہ درِ جگر کہ ہم بے جوہرون کا دعویٰ تو قیرِ عیبت بالائے بامِ آپکے سونے سے ہمو کیا جادوے چشم سے ہمیں دیوانہ کر دیا تیرے گھلی میں لے رہا تابانِ شبِ فراق انکو نہیں جائے اشکِ لبوہین بہرِ عیبت</p>

<p>پہرتی ہر اے نسیم تو آشفۃ سرکہ ہم بلبل رہی ہے ناکہ کستان تا سحر کہ ہم کرتا ہے یوں عدوسی کوئی درگزر کہ ہم اسے دل بلبائیں لایا ہی تو جان پر کہ ہم رکتے ہو بات چیت میں تم منہ ادا ہر کہ ہم رکتے ہیں آہیں دخل قضا و قدر کہ ہم کہاتے ہیں کئے زخم پہ جو فیشتر کہ ہم فریاد کش ہے بلبل شوریدہ سرکہ ہم بوئے کہ اسکے واسطی ہی شیشہ گر کہ ہم دشمن رہا ہی آپکا مد نظر کہ ہم تم سر جو کائے رہتے ہو دود و دہر کہ ہم</p>	<p>اُس گل کی کوئے زلف میں تیرا گز نہیں حال شبِ فراق ذرا باغبان سے چوچہ آئے کرم سے پیش ستم کے جواتین مرگان و چشم دابر و و گیسو کے عشق سے روی سخن کا ہے گلا کیوں ہی غیر کو دشمن کی موت کا ہین الزام دیتے ہو اسکے مزے سے ہے رگِ مجنون کی خبر کوئی گل دمیدہ ہے گلزار میں کہ تو حال دل شکستہ جو میں نے بیان کیا کیا اُن نگاہ شوخ سے اے یار پوچھئے دل غیر کے سپرد نہ کرتا تھا جان من</p>
---	--

کہتے نہ تھے کہ دل کا لگانا عذاب ہی

اب بقرار ہجر میں تم ہوا اثر کہ ہم

روایت نون

<p>عدو کار شک ہے ہنگامہ محشر کے سانپا</p>	<p>قیامت ہو نہاں اُنکے تبسم ہاؤ نہاں</p>
---	--

جودل قیاب ہوتا ہی خیالِ ردی جانا	جگر تھامے نکل آتے ہیں ہم صحنِ گلستان
مری راہِ طلبِ شوارہی دشوار ہی ہو	ہر اک ذرہ پہ حکمِ طور ہے اپنے بیاہن
ایسی جادو نے اربابِ نظر کو مار رکھا ہی	کہ شوخی ہی حیا کے ساتھ اسکی چشمِ فانی
خدا یا مرگ دشمن کی خبر پا کر نہ رویا ہو	نمی سی دیکھتا ہوں آج اس ظالم کو مرقا
بسوی گل زربکفت گلشن میں ہیں انصاف کرنا	غضب ہے ہر نہ خالی ہاتھ ہوں فصلِ ہلاکت
کیا کیوں ذکر اُسکے دشنہ خونِ زمرِ مشکاں کا	چہو یا تو نے نشتر چارہ گر میری رگِ قبا
غزلِ نصیحتِ پچھین۔ باغبانِ ہی کا کٹکا	عبثِ بلبیلِ فطوحِ آشیانِ الی گلستان
وہی سے پائی ہو شیرازہ کوئین نے بند	دو عالم کی ہو جمعیت تری زلفِ پشیمان
بھوئی جاتی ہے یارب پار کیونکر سینہ دے	درازی یوں تو کچھ ایسی نہیں ہے بکری خرا

ہوا ہی راہِ کعبہ میں اثر کا ہمسفر ہی ہو
وہ کافر جس سے سو خنر پڑیں میں مسلمان

نواہنجی اثر کی دیکھ کر بزمِ مخندان میں	طبیعتِ اربول اٹھے کہ بلبیل ہر گستاخ
نہیں قہر پاتا آدمی چشمِ عزیزان میں	برادرِ لستین دیتی رہے یوسف کو کنعان
عدو کیا سامنا میرا کرے بزمِ مخندان میں	کہیں نامرد وہی لڑیا ہی سنگم ہو کر میدان
حقیقتِ شمعِ روشن کی نہیں شہابی چھڑ	کہ وہ ایک سوزنِ گم گشتہ ہو اپنی شبستان

طبیعت تہی جی برہم خیال زلف جانان
مرے حسن بانیے اک جہان تصویرِ حیرت
مراج آسمان میں اعتدال آتا تو کیا آتا
نظر میں ہوتے ہیں آہویہ وحشت کی ترقی
جنون میں بھی مری زکین مزاجی گل کھلاتی ہے
لبِ لعلین و چشمِ سرمہ سا کا ہی جو یہ عالم
کوئی دیکھو تو اضع پیشگی ہم خاکساروں کی
نہیں اک رنگِ رمہی طبیعتِ وحشت دے
یہ چون آزار کشن اک شعلہ رو کی سرد مہر کا
دل صد چاک سا شانہ میسر پہ نہ آئیگا
زراعت جگہ کی ساری ہوا ہو قحطِ آبِ سیا
نمک ریزی نہیں کل فی ہر قافل دگر زخون ہے

پہر کر تا ہوں سودا کی صورتِ سہلستان
مرقع یار کا ہی جو غزل ہے اپنی دیوان میں
مرے خورشیدِ طالع نے نہ پایا دخلِ زیرین
تماشا دشت کا ہم دیکھتی ہیں کنجِ زنداں
بجائے سنگِ گسل ہوتے ہیں لڑکھنوی داناں
چلے گی ایک دن تیغِ صفا ہانی بدخشان
جڑیں نکلتیں درِ غرِ شکرہ پر شوقِ مہمان
کبھی ہم ہیں گلستان میں کبھی ہم ہیں بیابان
تپ غم سے بدن پاتا ہی آسائشِ رستان
پرنیچے پیچ کیا کیا بعدِ میرِ زلفِ جانان
کہ سوزِ غم سے آنسو تک نہیں اب چشمِ مہمان
ملا کر سودہ الماس ہی بہرہ و نمکدان میں

دیا دل تو نے کس کو اے اشتر حیرت پہ حیرت ہے

کوئی دیتا ہی آئینہ بھی نادان دستِ نادان

رہی گی روح کیونکر بعدِ مردن باغِ صنویں

اتنی عمر گزری ہو ہو اے کوئی جانان

حرا یوں کو نہیں آرام دم بہر باغ و بہار
 گرا تھا خوبی قسمت سے یوسف چاہ کنگا
 ترا مجنون رہی محبوس کیونکر کنج زندان
 عدد کو ہمیں میں داخل ہوئی ایوانِ جان
 تمہاری عارضہ کیسوں کیوں داخل ہوئی
 نہاد ہو کر بکھرنا ہی وہ بد حسن و سیاہی
 خدا پر چوڑی ہر کام کے انجام کو انسان
 ہوا ہی ناموافق موج زن بحر حوادث ہی
 ہمیں تو چوڑا کر گریان کمان ای بار جاتا ہی
 تماشای بیابان کی نکالی راہ وحشت نے
 کرم قتل حد کو کیواسطے اک تیز آگ ہے
 رفو کوئی کرے کیا جامہ صد چاک کو میر
 برا ہو بقیاری کالے پہرئی ہو عاشق کو
 طمانی ہو گئی زنجیر آہن تیرے مجنون کی
 گوارا کر رہا ہو تو ابھی تک رست کی تلخی

ملو زیر شجر راحت قناعت ہو جوانان میں
 نکلتا ہی نہیں گرتا اگر چاہہ زرخدان میں
 وہ لاغر ہے سماتا ہی نہیں چشم نگہبان
 عجب صورت کے ڈالی خاک ہنر چشم دربان
 خدا کھاتا ہی قسین آفتاب شب کی قرآن میں
 کہ جیسے ماہ کامل بعد بارش فصل باران
 وہی جب میر سامان ہو رہی کیوں فخر سامان
 پڑی ہو یا آتھی میر کی کشتی دوشیزا قرآن میں
 نکلتا ہی کوئی گھر سے ہی باہر خوش باران میں
 مرے نالوں سے رخنے پڑ گئی دیوارِ زمان میں
 کہ سیفی سے زیادہ کاٹ ہی شیر احسان میں
 جنوں اک تار تک ثابت نہیں جیت گریبان میں
 گلستان سیاہان میں بیابان گلستان میں
 کوئی پارس کا ٹکڑا تھا مقرر نگہ طفلان میں
 مگر لے خضر تھا دہر آب شامل آجیوان میں

<p> ارادہ ماخت کا کہتی ہیں آنکھیں کشورِ دل پر جو ہیں عاشق طبیعت اصل کی توقیر کرتے ہیں سیاہی تیری بالون کی نہیں ابرسیہ کہتا قباے آسانی کی رعایت یار لازم تھی کہیں نام و نشان پر اہل جو ہر ناز کرتے ہیں سرک بجلی کی بادل کی گرج موونکی چٹکھار میں برسنا مینہ کا جسم چلوم ہو اکی تیز یا تھم </p>	<p> کہنچی ہیں تیغیں ابرو کی صفت رانی ہو گمان نہ باند ہو آشیان قمری کہی سرو چرخا نہیں درخسانی ترے رخ کی نہیں مہر درخشاں لگانا تھا تجھے کنشامہ نوگا گریبان میں کہ نوابی و خانی ہو اضافی امر انسان اندھیری رات بہادری کی قیام اپنا بیابا اتنی یہ سمان ہی کچھ سمان ہی ہجر جاناں </p>
---	--

دل مردہ مردہ کا پاک ہو کیونکر کثافت سے
 اثر جو سیدگی ہوتی ہی پیدا جسم بیجان

<p> آہ سے شکرِ جفا ہم تو ادا کرتے ہیں خاک ہو کر درِ جانان پہ رہا کرتے ہیں کیوں دم فوج وہ منہ پہیر لیا کرتے ہیں جانِ ایمانِ دین سب کو فدا کرتے ہیں زورِ روجی سے نہیں طالبِ زور کو بہرہ حشر کا نام نہ لو انکی گلی کے آگے </p>	<p> اے شکر نہ سمجھنا کہ کلا کرتے ہیں مر گئے پر ہی وفا اہل وفا کرتے ہیں ہائے عشاق سے کس وقت حیا کرتے ہیں بیوفا کیا نہیں اربابِ وفا کرتے ہیں نفس کو زیرِ حکومت فخر کرتے ہیں ایسے فتنے تو وہاں روزِ اٹھاتے ہیں </p>
--	---

اے بتو تم مری تربت پہ نہ آؤ نہ سہی
 کچھ مقدر سے بھی اعمال بلا لیتے ہیں
 آپ رندوں کو برا کہتے ہیں ایو غلط
 ابنِ مریم جو ملیں مجھ کو تو اتنا پوچھوں
 اے شکر نہ برا مان مرے نالوں کا
 کوئی پنہان ہی پس پردہ سامان بہا
 ہجر قسمت میں لکھا ہی تو برنگِ سایہ
 رو برو انکے فرشتوں کی زبان کتی ہی
 خبر دیوں کی بُری بات بھی ہوتی پہلی
 دستِ پاکل سے بھی خوش رنگ ملو چنگو
 انکی مصل میں نہیں جلتی ہی تو ہی اشمع
 بار آور شجرِ عشق جو ہوتا ہے ولا
 ہم فقیر و نئے نہ ای خسر و خبانِ مہر
 ایسے نقشوں کو بنانے کی ضرورت کیا
 نیک بُرا کو جانے سے مجھ کی مطلب

با خدا طوفِ فرازِ شہد کرتے ہیں
 یہ فرشتے جو سرِ دوش لکھا کرتے ہیں
 کہیں آلودہ زبان بھی صلی کرتے ہیں
 مرضِ عشق کی بھی آپ دوا کرتے ہیں
 یہ تو در پردہ تعاضاے جفا کرتے ہیں
 گل چمن میں نہیں بیوجہ ہنسا کرتے ہیں
 ساتھ رہتی یہ الگ اُن سے رہا کرتے ہیں
 ہی بشر کیا جو کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں
 آپ بجا بھی جو کرتے ہیں بجا کرتے ہیں
 کیا غضب ہی کہ تنائے خا کرتے ہیں
 ہم ہی بیٹھے ہوئی اک سمت چلا کرتے ہیں
 نا اُمیدی کے ثمر اُس میں لگا کرتے ہیں
 ایک مدت سے تری حق میں دعا کرتے ہیں
 جب بگڑنے کو اتنی یہ سنا کرتے ہیں
 کیا وہ سُنتے ہیں مری میرا کہا کرتے ہیں

کیا خبر ہے تجھے طالبِ نیاؤں دنی
کام کیا کیا نہیں مردانِ خدا کرتے ہیں

خو برو یوں سے محبت نہیں کرتے قفل

اے اثر آپ جو کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں

<p>اپنی در سے جو اٹھاتے ہیں ہمیں ہی جو منطورِ جفا اور پردہ غیر کو پاس بٹھا رکھتے ہیں گر میانِ غیر کو دکنِ لاد کھلا شبِ فرقت میں فلک کے تارے انکے اندازِ سخن ہیں معلوم پھر کسی گل پہ ہوا دل مائل چوڑ دین آپ کی ہمار ہی ہم تو ہمیں راہ بتائے جس سے عطر گل سے نہیں جب لہتا</p>	<p>خاک میں آپ ملاتے ہیں ہمیں منہ وہ غیروں میں دکھاتی ہیں جب کبھی آپ بلاتے ہیں ہمیں بزم میں آپ جلاتے ہیں ہمیں دلِ غِ دلِ یاد دلاتے ہیں ہمیں غیر کو کھینچتے ہیں ہمیں داغِ تانِ نظر آتے ہیں ہمیں واہ کیا راہ بتاتے ہیں ہمیں غیر وہ راہ بتاتے ہیں ہمیں اپنا رومال سنگھاتی ہیں ہمیں</p>
---	--

شب کو افسانہ دل کھینچے اثر

آپ روتے ہیں رلاتے ہیں ہمیں

<p> دیا تو نے وہ دل خدایا ہمیں مومے پر کسی نے نہ پایا ہمیں رخ گور دل نے دکھایا ہمیں یہاں تک بتوں نے ستایا ہمیں نہیں دل کو پروا مرے درد کی مومے پر اگر ساتھ دل بھی گیا بہت اسکے ہاتھوں سے آئے تنگ یہ بتیا بیان غیر کے واسطے خدایا دآیا جسے دیکھ کر ابھی پسند آئی تھی مرغِ سحر مسلمان کا مردہ جلاتے نہیں </p>	<p> لہو جسے ہر دم ر لایا ہمیں یہاں تک ترے غم نے کھایا ہمیں اسی نے ٹھکانے لگایا ہمیں کہ آخر حنایا دآیا ہمیں یہ اپنا ہوا ہے پرایا ہمیں تو پہر گور میں چین آیا ہمیں کوئی اور دل دے خدایا ہمیں تجھے دیکھ کر صبر آیا ہمیں وہ جلوہ بتوں نے دکھایا ہمیں کہ نالوں سے تو نے جگایا ہمیں مگر تو نے زندہ جلایا ہمیں </p>
	<p> اثر شکل اپنی ہوئی میر کی رہا دیکھ اپنا پرایا ہمیں </p>
<p> پوچھے کوئی ہزار مگر بولتے نہیں زانغ و زغن ہیں طیر جو گھر بولتے نہیں </p>	<p> ہو جنکو راز حق کی خبر بولتے نہیں بے درد دل محال ہو آتشیں کلام </p>

<p>جاتا ہے مرغِ فکرِ کمان سے کمانِ مگر طولِ شبِ فراق نے سرمہ کھلا دیا نمکن نہیں جوابِ کلامِ مجید کا صبر و رضا طرقتِ اہل طریق ہے کیا سبز باغِ غیر نے انکو دکھایا ہی ساتی سے بے زری میں تقاضا کیا بازارِ عشق میں ہی عجب عاشقوں کی بتا کرتے صفتِ تیغِ روشن کی شوق سے کیا عازمانِ شہرِ خموشان سے چوتھی دل میں جو آج دُہن ہی نہیں میری قلی</p>	<p>پر واز وہ سبک ہی کہ پر بولتے نہیں کیا آج ہے کہ مرغِ سحر بولتے نہیں یہ وہ زبان ہے کہ بشر بولتے نہیں راہِ حسد میں دیتی ہیں سر بولتے نہیں بدلا ہوا ہے رنگِ نظر بولتے نہیں بزمِ جان میں دستِ مگر بولتے نہیں پہنچے ہزار طرح ضرر بولتے نہیں پر کیا کریں کہ شمس و قمر بولتے نہیں باند ہے ہوئی ہیں رختِ سفر بولتے نہیں باند ہے ہوئی ہیں چستِ مگر بولتے نہیں</p>
--	---

وہ حضرت اشتر ہیں جو بزمِ نگار میں
بیٹھے ہوئے ہیں تہائی جگر بولتے نہیں

<p>وہ سروِ خرامان جواد ہر آئے تو جانیں لے جذبہ دل اسکو بلاتے تو ہیں لیکن یوں تو دل شیدا میں تنائیں ہیں لاکھوں</p>	<p>طوبائے تنائیں ثمر آئے تو جانیں کنہتھا ہوا وہ شوخ اگر آئے تو جانیں انہن سے اگر ایک ہی برائی تو جانیں</p>
---	--

وہ یوسف گم گشتہ جو کہ آئے توجا نہیں دل اسکا اگر دوسے بہر آئے توجا نہیں لیکن وہ کمر نکو نظر آئے توجا نہیں ہاتہ اُنکے جو مضمون کمر آئے توجا نہیں گلشن کی صبا لیکے خبر آئے توجا نہیں آنسو کے عوض تم سے شر آئے توجا نہیں آغوش میں وہ رشک قمر آئی توجا نہیں	یعقوب صفت منتظر بارہن لاکھون ہم آہ تو کرتے ہیں مگر اے اثر آہ لے اہل نظر دیر سے ہوا نکمہ لگائے اوصاف کمر کھنے میں کد ہی شعر کو مرغانِ قفس گوش بر آواز ہیں لیکن اے دیدہ ترسورشسِ فرقت میں مژپڑ گرماہ ہوا ہالہ نشین کیا ہی تکلف
--	--

آئے ہیں مداوا کے لئے عیسیٰ مریم
راس مائگی دوا دل کو اثر آئے توجا نہیں

تیری ہوا میں گلچین دامن پسارتی ہیں غیرت کے تازیانے سبیل کو مارتی ہیں انبارِ گل سے گلچین صد اتارتی ہیں جنکو بگاڑتے ہیں انکو سنوارتے ہیں پہرہ نہیں کہیں کے ہمت جو ہارتی ہیں گہر بیٹھے شیخ صاحبِ شیخی بگھارتی ہیں	دھوکے میں گل کے بلبل بکھو پکارتی ہیں صحیح چمن میں جب وہ گیو سنوارتی ہیں تجہ چمن میں بلبل صیاد دھارتے ہیں کیا کار سازیاں ہیں کیا شان ہی بکھاتی ہیں مشکل کا سامنا کر لے دل نہ ہار ہمت اکُن بھی بزمِ میمنہ کی نہ وال گلتی ہیں
---	---

<p>کرتے ہیں وصفِ خوبانِ میرا بیانِ ناکبر کیا کیا رقیبِ بدگو آنکو ابھارتے ہیں ملکِ عدم میں کیا ہی جسکی طرفِ خدایا لاکھوں ہی تیرے بندے ہر دم سدا کرتے ہیں</p>	
<p>بزمِ سخن میں اعدا رو باہِ خوف سے ہیں مضمونِ اثر نہیں ہیں ضیفِ دمِ کارِ نہیں</p>	
<p>صحنِ گلشنِ ادی پُر خارِ دونوں ایک ہیں چشمِ عاشقِ روزِ دیوارِ دونوں ایک ہیں دینِ خوابِ سیدہ و بیدارِ دونوں ایک ہیں میکدے میں غافل و ہشیارِ دونوں ایک ہیں برقِ سوزانِ آہِ تیشبارِ دونوں ایک ہیں آسکا ہاتھ اور آپکی دستارِ دونوں ایک ہیں پیشِ حق ہیں زائد و منجورِ دونوں ایک ہیں وحقیقتِ سجدہ و زناہِ دونوں ایک ہیں چشمِ عاشقِ ابرِ دریا بارِ دونوں ایک ہیں لبِ ہیں دو لیکن دمِ گفتارِ دونوں ایک ہیں</p>	<p>راحت و غمِ ہجر میں لے یارِ دونوں ایک ہیں مشکلی دونوں کی کیساں کوچہ دلبر میں ہے جب حقیقت میں نہیں اہلِ نظر کی نگاہ میں ہر خراباتِ جہان میں کیفیتِ بکی خراب الحذر لے خرمن ہستی اعداِ الحذر حضرتِ اعظا اگر اچھے کسی منجوار سے یہ مے جنت کا طالب مے دنیا کا ست فرق ہوتا ہر نقطہ ہموار و ناہموار کا ایک پل میں ہر طرفِ جل تہل نظر آئی لگ کام کیا انسان کا نکلے ہو نہ جب تک اتھا</p>
<p>نکاح بھی سے اپنا یہ عقیدہ ہے اثر</p>	

مصطفیٰ وحید کرار دونوں ایک ہیں

<p>اے یار دل میں آئیں نہ کیوں بد خیالیاں آنکھیں نہیں ہیں خونِ جگر کی ہین نالیان رکمتی ہیں جکے سامنی پھولوں کی ڈالیاں غنجے چٹکتے ہیں کہ بجاتے ہیں نالیان مستی میں جوم جوم کر پھولوں کی ڈالیاں بوسہ جو مانگتا ہوں تو دیتا ہے گالیاں روحون میں اہل زر کے فراروں کی جالیاں شیریں بھی کھائے شوق سے اس گل کی گالیاں</p>	<p>انجمن ہوئی ہیں زلفونین کا نون کی بالیاں ہر دم غم فراق میں ہم روتے ہیں لہو وہ رشک گل ہر یار کے گلشن میں بلبلین بلبل کے چہے ہیں کہ تانین بہار کی ق اکھلا رہی ہیں لطفِ مجربشش بہا اس بے رخی کا یار کے کوئی بھی جواب چشمِ خرد میں دینِ عبرت سے کم نہیں لاریب گل شکر سے سوا ہیں مہاسن</p>
---	---

کعبے کو میفرودش سد بارے اثر کے بعد

وہ مر گیا خراب پڑی ہیں کلا لسیان

<p>مری جانِ خرین کو واسطے دشمن ہی پہلو نثر لاتی نہیں فصلِ بہاری شاخِ آمون بجائے مشک انکار سے بہری ہیں ناؤں آمون نہ وہ طاقت ہی سچے میں نہ وہ قوت ہی بازو</p>	<p>دل اپنا ایک مدت میں ہے اپنے قابو نصیبِ قسمتِ فیضِ ہر دنیا میں محرومی دلایہ وشت ہر تفتید کاں سوزِ الفت کا جو رستم تھے جوانی میں وہ ہیں نابال</p>
---	--

انکلی ہو گئی شمشیر جہدم اسہین بال آیا	اگر موجو ہر عاشق کشتی ہیں تیغ ابرو ہیں
برنگ شانہ دست غم سے دل صد چاک ہوتا ہے اثر شانے کو جب میں دیکھتا ہوں اس کی گتیاں ہیں	
زبانِ حال سے ہم شکوہ بیدا کرتے ہیں سمجھ کر کیا اسیرانِ قفس فریاد کرتے ہیں عذابِ قبر سے پاتے ہیں راحتِ عشقِ محرم نہ گھ بھر خدا تو بندگانِ عشق کو کافر زرا صیاد چل کر دیکھ تو کیا حال ہر مٹکا بتانِ سنگدل کو ہاتھ سے دل ہی نہیں لانا بناتے ہیں ہزاروں زخمِ خندانِ خنجرِ عجم ملے لذتِ جواں سے تو باز آتے ہیں ایذا سے	دیاں زخمِ قاتل و مہدم فریاد کرتے ہیں توجہ بھی کہیں فریاد پر صیاد کرتے ہیں پس مردن جنائین یار کی جب یاد کرتے ہیں بتوں کی یاد میں زارِ خدا کی یاد کرتے ہیں اسیرانِ قفس فریاد پر فریاد کرتے ہیں برابر دیر میں ناقوس بھی فریاد کرتے ہیں دلِ ناشاد کو ہم اس طرح پر شاد کرتے ہیں ستم ایجاد ہیں طرزِ ستم ایجاد کرتے ہیں
اثر کو دیکھ کر کیا روح کو صدمہ پہنچتا ہے خدا سمجھے بتوں سے کس قدر بیدا کرتے ہیں	
گل تمہارے غدار ہیں دونوں	رنگ روئے بہار ہیں دونوں آنکھیں اس آفتِ زمانہ کی فستہ روزگار ہیں دونوں

<p>ہجرین ناگوار ہیں دونوں لالہ رودا غدار ہیں دونوں دل کے ڈسنے کو مار ہیں دونوں جگر و دل فگار ہیں دونوں اے جنون تار تار ہیں دونوں لعل و گوہر نثار ہیں دونوں ورنہ آپس میں یار ہیں دونوں</p>	<p>نغمہ دے کا ذکر مت چھیڑو جگر و دل تری جدائی سے دونوں زلفیں نہیں ہیں سنیو پر اسکی تیغ نگہ کو کیا کہیے تیرے ہاتھوں سے جامہ دوستا لب و دندان پہ تیرے اے لبر دیدہ و دل ہیں جان کے دشمن</p>
<p>دے کے دل ہم تو وہ اثر لیکر اے اثر بے تار ہیں دونوں</p>	
<p>گوش و لہا سے بتان مود الزام نہیں در خورِ قہر و غضب یہ دلِ ناکام نہیں لائقِ طوفِ حرم جامہ احرام نہیں طلبِ رنج و الم رسمِ ورہ عام نہیں کوچہ زلفِ بتان رگبزرِ عام نہیں بے سے جور و جفا جان کو آرام نہیں</p>	<p>اثرِ آہ الم جب دلِ ناکام نہیں جسکے کام آؤ اسی پر یہ ستم ڈھاؤ تم داغ مے دھونی سے زمزم پہ بھولے زائے ہو تقاضائے جفا اہلِ محبت کے لئے رہرو راہ الم ہے دلِ خاصانِ خدا عادتِ لذتِ آزار بُرا ہوتی رہا</p>

<p>اثرِ آہ کی ہر چند حقیقت معلوم دے ندے ہر کوئی مختار ہی مجبور نہیں دیکھ گزشتگیِ چرخِ بچشمِ حق بین طلبِ عفو نہیں اہلِ ستم سے شایان</p>	<p>پھر ہی محزون کو ترے اسکے سوا کام نہیں دل طلب کرنے سے بتِ قابلِ الزام نہیں عادتِ رنج وہی صورتِ آرام نہیں عذرِ قصیر بجزِ خجالتِ الزام نہیں</p>
--	---

وہ ظرافت سے اثر ہے کہا کرتے ہیں

لذتِ بوسہ بہ از لذتِ دشنام نہیں

<p>کیا تجھے کام بجزِ نالہ و فسر یا نہیں کوہِ غم پر سرِ جانبازِ متاعِ رفعت مدتِ عمرِ جنونِ عمر سے کچھ توڑی ہی حکمتِ آموز نہیں اہلِ جفا کی تسلیم طوقِ آہن ہی بنے کچھ تو ہو تذویرِ جن طلبِ درد سے غافل نہو ایدلِ دم آتشین آہ سے جلتی ہی زبانِ سوزان کیون اُجھتا ہی تری زلفِ سیاہی سروان ہر گلِ اندام سے نفرت ہی تجھے کیون ناہ</p>	<p>شغلہ اور کوئی او دلِ ناشاد نہیں نارِ ششِ عشقِ سبکدوشی فرما د نہیں دشتِ سرِ پر کے کمانِ جائیں گے گمراہ نہیں لطمہ جو رہِ عدو سیلی اُستاد نہیں کوئی حداد سہی جب کوئی فساد نہیں واقفِ لذتِ غم وہ ستم ایجا د نہیں شعلہ شمعِ سرِ رگہذرِ باد نہیں دلِ صد چاک مرا شانہ شمشاد نہیں قابلِ سیرِ گارِ گلشنِ احباب نہیں</p>
--	---

<p>سیر نہ یاد تہ خنجر حبلا نہین یاد آ جائے ستم تجکو اگر یاد نہین اس سے مقصود دلی شکوہ بید نہین نغمہ سنجی سے خیال طلب نہین</p>	<p>دستگیری دگر تیشہ بحق عاشق یہی فریاد سے مطلب ہی کہ انی ظلم سرت نالہ کرتا ہے تقاضائے جفا ترازہ ہی نہ پروا ی تالش نہ غم نفرین ہے</p>
<p>شکوہ غربت کا اثر کرتے ہو غالب کی طرح تسکو بے مہری یاران وطن یاد نہین</p>	
<p>مرض ہجر کا ہے اسے کیا کرین ترے روی روشن کو دیکھا کرین کہا تک ترے غم میں بویا کرین عبث ہی جو تم پر بہر وسا کرین وہ کیونکر ہم ایسوں کی پروا کرین قیامت قیامت میں برپا کرین جو دل ہی نہین کیا مت کرین انہیں ساری محفل میں بسوا کرین</p>	<p>کوئی روگ جو تو مداوا کرین یہ دل چاہتا ہی کہ اے حبیبین لو کہا اپنی صورت خدا کے لئے نہین خو برویوں کا کچھ استبا شکایت فقیرون کو زیبا نہین عجب کیا وہ قامت سے محشر کے دن ہوس عیش کی دل پہ موقوف ہے بحسرت کرین سوئی دشمن نظر</p>
<p>اثر ضبط گریہ کو کہتے ہیں آپ</p>	

مکرول کی تکلیف کو کب کرین

ہو عکس زلف یا رجو طرف شراب میں افسوس رو برو مری آنکھوں کے وہ نہیں لے نور سیدگان جوانی زرا سنو ق اک دن وہ تھا کہ ساتی موش تھا اپنی پک وہ جام زرخار و مطلا صراحیان وہ بت کہ دلو حلقہ دارم بلا میں لائیں آنکھوں کے سامنے سے آئی کہ ہر گئے احباب بزم جتنے تھے سب ہو گئی ہوا	بال آئے رشک سحر قہج آفتاب میں پوشیدہ جبکا چہرہ جو د لکے نقابت میں مقا تھا لطف رست ہمیں بھی شبایت میں پیتے تھے ہم شراب شب ماہیت میں زردی ہو جھنے رنگ رخ آفتاب میں زلفین تھیں جنگی تابکر چیچ و تاب میں اب تو نظر بھی آتے نہیں کہ خواب میں گویا شراب پتی تھے جام حباب میں
--	---

ہر خطہ انکی یاد میں رو میں نہ کیوں اثر

تصویریں انکی بھرتی ہیں چشم پر آتیں

منا حال دل پر کہا کچھ نہیں مقدر میں جو تھا وہ تمنے کیا شب ہجر ہوتا چلا میں فنا حسینو کہیں گل سے خوش رو ہوں	مگر کان دہر کر سنا کچھ نہیں تو تھے ہم کو گلا کچھ نہیں سحر ہوتے ہوتے رہا کچھ نہیں مگر تم میں بوئے وفا کچھ نہیں
---	--

<p>چمن کی وہ اگلی ہوا کچہ نہیں مگر تخب کو زبردِ حیا کچہ نہیں کہ نزدیک جنکے خدا کچہ نہیں جفا ہی جفا ہے وفا کچہ نہیں</p>	<p>نہ گل پر ہے جو بن نہ بلبل کو جوش عبادتِ خدا کی بہ اُمیدِ حور خدا اُن سے بند و نکو اپنے بچائے حسینوں کے اندازِ مست پوچھو</p>
<p>بتوں کی پرستش کہاں تک اثر مگر تخب کو خوفِ خدا کچہ نہیں</p>	
<p>وہ مری عرضِ تنہا کو گلاکتے ہیں ہم ہی کیا سادہ درون ہیں کہ بجا کہتے ہیں ماہ کو در کا ترے ناصیہ ساکتے ہیں جو تجھے دیکھتے ہیں صلِ علی کہتے ہیں رخ و گیسو کو ترے صبح و سہا کہتے ہیں اک کو کہتے ہیں جفا کو وفا کہتے ہیں</p>	<p>اور کیا ہوگی جفا جس کو جفا کہتے ہیں وہ اگر طعن سے دشمن کو بُرا کہتے ہیں بدر سے بندگی شوق میں ہوتا ہی ہل حسن کی شان ہی ہر کہ ٹہرے اس پر وہ ہم دورنگی زمانے سے جو کہتے ہیں خبر ہم ہیں عاشق نہیں معلوم ہمیں اُڑنا صبح</p>
<p>رندِ سیکش ہو مگر ستِ لاہی ہو اثر آپ اے حضرتِ داغِ اُسی کیا کہتے ہیں</p>	
<p>دل جلے سیر کو نکلتے ہیں</p>	<p>شام کو جب چراغ جلتے ہیں</p>

<p>تیری باتوں سے ہم بہلتے ہیں کچھ تو ٹھہر دکھ ہم بھی چلتے ہیں نہر گھڑی اپنے ہاتھ ملتے ہیں یوں ہی چشمے کہیں اُبلتے ہیں سنگِ سینہ ہیں کب بٹلتے ہیں آہن و سنگ تک پگھلتے ہیں کہیں ایسے درخت پھلتے ہیں دو قدم بھی جو ہم ٹہکتے ہیں گھر سے بھی ہم نہیں نکلتے ہیں</p>	<p>ذکرِ حور و قصور کر واعظ مضطرب کیوں ہو رہو اہلِ عجم کہو کے دل اب یہی ہو کام ہمیں بل بے جوشِ سرشکِ طوفانِ خیر کچھ نہیں کم پہاڑ سے غبار دل بتوں کو ہیں کیا خدا جانے شجرِ عشق کیا ثمر لائے بیٹھ جاتے ہیں ضعف کے مارے کوچہ گردی کا ذکر کیا ناصح</p>
<p>اسکی محفل میں اے اشرجبار حضرتِ دل بہت مچلتے ہیں</p>	
<p>ہم کیلجے کو تہام لیتے ہیں خضر کا دل سے کام لیتے ہیں جس ادا سے وہ جام لیتے ہیں آپ مالِ حرام لیتے ہیں</p>	<p>لوگ جب تیرا نام لیتے ہیں راہبر کی نہیں ہمیں حاجت بادہ بھی مستِ ناز ہوتا ہی شیخ صاحبِ بہت مریدوں سے</p>

<p>دل جو لیتے ہیں وام لیتے ہیں نام خسر الا نام لیتے ہیں کب وہ نام قیام لیتے ہیں گھر نیا صبح و شام لیتے ہیں جب گریون میں وہ تمام لیتے ہیں</p>	<p>مفت بورہ حسین نہیں دیتے آدمی کیا ملک درود کے ساتھ آنکو ڈھونڈ ہے کہاں کہاں کوئی فتنہ روزگار بن بسکر ضعف بھی کیف سے نہیں خالی</p>
<p>جانکر سیر کا کلام اثر لوگ سیر کا کلام لیتے ہیں</p>	
<p>پڑے تھے شیر کے ناخن مری طفلی کی سیکل میں مری آنکھوں کی نگینیں نہیں ساون کے باد میں عجب لذت ہے اے قاتل تیری شیر کے پھل میں اب امی پر میناں باقی نہیں اک گھونٹ پانی بتوں کو کیوں بکھین رہیں میرے مقفل میں صفادخواہ ہو سکتی نہیں محتاج صیقل میں نہ تھا معلوم ہو کوہِ کران تنکے کے اوچل میں نکلنے کا نہیں جو ہنپس گیا دنیا کی دلدل میں</p>	<p>مقدر تھا جو رہنا و جینا کو سانسہ بھل میں بجگر کے بخت آتے ہیں نظر اشکِ مسل میں ثمرِ باغِ جنان کے بھی نہ ایسے خوش مزہ سوا تیرے خبر لے کون مجھے ندبے زر کی گمانِ بیوفائی انکی جانب سے نہیں جاتا ترے چہرے سے آئینہ مقابل ہو کیونکر ہو عدو کو جو حقیقت اپنی نادانی سے سمجھے تھی قدم باہر نکالے کیا ہوا جاتا ہی گل دگل</p>

ہر اک جان باز کی جان جامہ تن ہی ہوئی
 نہ سمجھو آدمی ہوتا ہے پیوند زمین و کر
 قیامت کی خوشی مجھ دل شکستہ کو نہ ہو
 گھڑی کے پیر ہن میں ہم کو وہ راحت میسر
 دل اہل ہوس کبشال سی آرام پاتا ہے
 برابر طالبِ مٹے کے ہو کیا طالبِ دنیا
 درازی زلف کی المختصر باہر بیان ہے
 گوارا ہوتی ہو تلخی بھی انسان کو ضرورت
 شکوہ ظاہری کیا اہل معنی کو پسند آئے
 نظر سے نور ہو جاتا ہی غائب وقتِ نظر
 چلا ہوں میں پر آب لیکر کوئے جانان کو
 ہوا آخر کو زاد بھی مریدِ پیرِ حینانہ
 جو ہموقع ہو کالک ہو جو باموقع ہو کالک
 جوانی سے جدا انداز ہی اُٹھتی جوانی کا
 ہو میں جب عالمِ وحشت میں بادلِ شجائی

وہ جسم پہنچے شمشیرِ برہنہ لیکے مقتل میں
 امان پانا ہی غم سے مادرِ گیتی کے نخل میں
 تجھے ہی ایک دن لے آسمان پر ناہر پل میں
 کہ اربابِ دول پاتے نہیں کنجواں و محل میں
 تن درویشِ آسودہ کو آسائش ہو کمال میں
 زمین و آسمان کا فرق ہو اعلیٰ و اسفل میں
 یہ مضمون ہو کہ گنجائش نہیں جو مطلوب
 نہیں ہو انگبین کی کوئی لذت و غفلت
 نمائش کے سوا مطلب نہیں کچھ خطِ جد میں
 بلا کی ہو سیاہی یا کی آنکھوں کا جل میں
 مسافر بانی بھر لیتے ہیں چلتی وقت چھا گل میں
 نہایت پارسائی کی لیا کرتا تھا اول میں
 سیاہی کا نہیں کچھ فرق کالک اور کالک میں
 نزاکت و نہیں ہون میں جج ہوتی ہو کپڑے میں
 مری آنکھوں نے صحر کو سمندر کرد یا پل میں

<p>کدورت سے بری ہوتی ہے طہنیت پاکبازوں کی سوا تیرے کوئی ہو دوسرا تب تو نظر آئے</p>	<p>دھواؤں یکساں نہیں خس کی برابرہ کی مشعل میں دوئی کا دخل ہوتا ہے نگاہ چشم احوال میں</p>
<p>اگر ہو یا رجنجل میں تو پھر مگنل ہے جبنجل میں</p>	<p>گلستان بھی ہے خارستان اثر روزِ جدائی میں</p>
<p>کیا کیا نہ کہتے پھرتے ہیں اغیار کیا کہیں تجسس ہم اپنا حال دل زار کیا کہیں ہر بات پر وہ کرتے ہیں تکرار کیا کہیں ہر دم وہ دل کو دیتی ہیں آزار کیا کہیں وہ دل کا مول کرتے ہیں چپ شرم میں کیا دیتے نہیں سوال کا قصے کوئی جواب جیتے ہیں تانہ غیر کو وہ لائیں لاش پر ہم اُن سے عرض حال کریں بھی تو ہمدرد</p>	<p>کہنے میں شرم آتی ہے اے یار کیا کہیں کیا جی پہ آہنی ہے ستم کار کیا کہیں جھگڑا بڑھاتے رہتے ہیں بیکار کیا کہیں ہم زندگی سے رہتے ہیں بیزار کیا کہیں کہوٹا ہے مال پیش خریدار کیا کہیں اچھی نہیں ہے حالتِ ہمیا کیا کہیں آسان تھی موت ہو گئی دشوار کیا کہیں خیر غیر کی سنتے ہیں بیکار کیا کہیں</p>
<p>میری بھلی بھی اُنکو بُری لگتی ہے اثر جب سے ہیں وہ عدو کے طرفدار کیا کہیں</p>	
<p>کیوں نہ ٹوٹیں خود بخود میری نفس کی تیلیاں</p>	<p>ہوں گرفتار کمن ہیں سو برس کی تیلیاں</p>

برقِ حسنِ یار کا جلوہ ہر اک پتھر میں ہے
اے اثر ہر گز نہ کرنا قصد کو وہ طور کا

جو لطف لبون سے ترے ساغرِ اُٹھایا غلِ پُر گیس سرفتنہ محشر نے اُٹھایا کیون با گر ان سر پہ سکھرنے اُٹھایا اے گل جسے میرے دل مضطر نے اُٹھایا مردون کو ترے پاؤں کی ٹھوکر نے اُٹھایا الزامِ کمرِ لعنِ معبر نے اُٹھایا جو بیخِ برادر سے برادر نے اُٹھایا چہرے سے نقاب اُس مہِ انور نے اُٹھایا برجھا مرے سفاک کے تیور نے اُٹھایا دانہ کوئی اب تک نہ کہو تر نے اُٹھایا	شیشے سے کمان بادہِ احمر نے اُٹھایا عشاق کے آگے جو ہوا یا رتِ آرا رہنا بٹھا اُسے عمرِ دور و ن میں سبکدوش اُس داغ کی صورت بھی نہیں لالہ نے دیکھی قمِ کمینی کی حاجت نہوئی اہلِ حد سے آگشتِ نمائی سے بھی اُنکی نزاکت پوچھے کوئی یوسف سے ذرا اسکی حقیقت کیا چاندنی چٹکی مرے گہر میں جُڑیل اب دیکھئے کیا تانِ بلا آتی ہے سپر کیا محو ترے خالِ دہن کا ہوا جا کر
--	---

مومن کے سوا اور اثر کون اُٹھائے

جو بیخِ علی کے لئے بوڈرنے اُٹھایا

کے یہ اثرِ درِ اشخس نفسِ نکل نہ سکا

دہن سے مرگ کے بچکر کوئی نکل نہ سکا

فضا کے آگے طیبون کا زور چل نہ سکا
 چمن کی سیر کا کچھ حوصلہ نکل نہ سکا
 ابھی شباب کا غصہ فلک میں باقی ہے
 جو موسم ہی تھا دل اُسکا تو کس لہجہ میں
 کوئی ثمر نہ ملا اپنے دکھے داغوں سے
 اگرچہ راہ محبت ڈگانے والی ہے
 وہ کوہِ ہر کہ الم میں بھی ضبطِ گریہ رہا
 ہزار دشتِ نور دی میں ایک تنہا مجنون
 کیا مشیتِ خالق نے نار کو گلزار
 وہ ضبطِ گریہ کا پابند تھا ترا عاشق
 دل اپنا رکھ تو دیا مجھے اُسکے زیرِ قدم
 بڑا ہی مایہ ستم آگین ہی نفسِ امارہ
 گرا جو شوقِ شہادت میں پاکِ قاتل پر
 کترا ہی رہ گیا دعویِٰ قدشی کر کے
 زمانہ وہ دہن مار ہے جو میرے لئے

جو وقت موت کا تھا ٹالو سے مل نہ سکا
 اسیرِ غم تھا بہت دل ذرا سنبھل نہ سکا
 مزاج اسکا بڑا پے سے ہی بدل نہ سکا
 ہماری آہِ شرِ بار سے کچھل نہ سکا
 ہزار پہولنے پر بھی یہ باغ پہل نہ سکا
 وہ رستوارِ قدم ہوں کہ میں پہل نہ سکا
 ہماری آنکھ کا چشمہ کبھی اُبل نہ سکا
 ہمارے ساتھ مگر دو قدم بھی چل نہ سکا
 تنِ خلیل ذرا بھی کہیں سے چل نہ سکا
 کہ وقتِ مرگ بھی آنکھوں سے نیل نہ سکا
 مگر وہ فرطِ نزاکت سے اُسکول نہ سکا
 ہزار حیف کہ سر اسکا میں کچل نہ سکا
 وہ بالِ دوش تھا گردن پہ سر پہل نہ سکا
 چمن میں سر و ترے ہم قدم ٹل نہ سکا
 علاوہ زہر کے مہرہ کوئی اُگل نہ سکا

بدن ڈھلا ہی صفائی سے شمع مغل کا مگر تمہارے بدن کا جواب ڈھل نہ سکا

بہت سنبھالا دل بغیر کوہم نے
مگر وہ میرے سنبھالے اثر سہل نہ سکا

تمہیں اے بلبلو وقت امان سم ہی چٹکا
تری کی شکل پیدا ہو چکی تھی چشم گریبانے
کسی خورشید طلعت سے گہرا نیا ایسا روشن
نیا کچھ رنگ نکلا رو و آتش ناک دھو سے
ہمیشہ صبح کا دھوکا ر بادل کو نہ چین آیا
میں کیا جاؤ نکاح صحر اکو رہا ہی مجھ میں کیا
ہم اپنی زندگی میں شیر میدانِ محبت تھے
زبان ہی ہو خدانے آدمی کو نطق کی طاقت
بلندی اورستی ہر قدم پر ملتی جاتی ہے
مقید طائر رنگ چمن ہی تیری مٹی میں
مری جو ہر شناسی کیا کرین شامی قباؤ
محققین کن کو اہل دانش کب سمجھیں

نہ اندیشہ ہی گلچین کا نہ ہی صیاد کا ڈھرکا
مگر جب سے جگر بنے لگا نقشہ ہے کچھ ٹھکا
کہ ہر تار یک شب میں ہی نمایاں رہتا ہے
تماشا ہی جہان سے یہ شعلہ اور بھی ہڑکا
دکھایا عارضِ جانان نے شب بہر نور کا
جنون زنجیر پامیری نہ اتنی زور سے کٹکا
ترا تو سن جو اے قاتل ہماری قبر سے بڑکا
وہ دیوانہ ہی جو ہو معتقد مجذوب کی بڑکا
مسافر ملک دنیا کا ہی یار ہر دہی بہر کا
تو وہ صیاد ہی مرغِ صبا کا جسے دم پہر کا
شکستہ پیرہن میں ہو رہا ہوں لعل گوشت کا
درختوں کو گرا دیتا ہے جڑ سے کھودنا جڑ کا

آئے وہ دن قریب آئی کہ شوق میں تا خاکِ پائے یارِ رسانی محال ہی مدفن میں ہی ہو دشتِ دل اپنے حال حلقے تمہاری گیسوی شکین کے ہیں وہ دم پاپوش سے جو قدر نہیں پیش بے ہنر نا پاک اختیار کرین راہِ پاک کیا صحرا میں جستِ خیز کا عالم نہ پوچھئے کیونکر مزانہ قندِ مکر کا مے کلام لجا کر تری گلی سے پھر آنا محال ہے پانی لگن کا چشمہ خورشید ہو گیا کیا جلد چل گئی ہو چل چلاؤ کی	آنکھوں سے ہم لگائیں امامِ زمن کے پانو جب تک نہ سر چلے رو اُلفت میں بنو پانو ہیں اشتیاقِ دشت میں باہر کھن کے پانو جنسے نہ نکلیں آہوے دشتِ ختن کے پانو جو ہر شناس چوتی ہیں اہلِ فن کے پانو آلودگی میں رہتے ہیں زاغ و زغن کے پانو دشت نے میرے پانو بنائے ہر کج پانو دھوکہ پٹے ہیں غالبِ شیریں سخن کے پانو بوجہل بنے ہیں ایسے کہ ہیں لاکھ سن کے پانو رکھا جو اُس نے دھونے کو اندر لگن کے پانو کوئی برس جمو نہ بسا رحمن کے پانو
--	--

ہی کچھ نہ کچھ بتوں سے غرض لے اتر تمہیں

یوں دیر میں جو دابتے ہو برہمن کے پانو

رات کیا کیا نہ بڑا دردِ جگر مت پوچھو کچھ نہیں جانتی کب اُن نے ہوئی خیمت	کس خرابی سے کٹے چار پہر مت پوچھو اپنی حالت جو ہوئی وقتِ سفر مت پوچھو
--	---

<p> غیر کے سامنے یار و مرا گہر مت پوچھو اپنے بیاہر محبت کی خبر مت پوچھو اب ہمیں تاب نہیں بارِ دگر مت پوچھو رات جس رنگ سے وہ آئے نظر مت پوچھو مجھے اے اہلِ جان میری منزلت پوچھو کتنے عشاق گئے جانِ سرگزشت پوچھو ہمہ جیسی ہی عنایت کی نظر مت پوچھو میرا کیا حال ہے تم وقتِ سفر مت پوچھو جیسے وہ غیر سے ہیں شیر و شکر مت پوچھو دلِ غم میرے تم اے رشکِ قرمت پوچھو جیسے طوفان ہیں مری دینِ ترست پوچھو عمر کس رنگ سے ہوتی ہے بسر مت پوچھو </p>	<p> چوڑ دینگے مرے کوچے سے وہ آنا جانا کیا خبر پوچھتے ہو آہی چلی اُسکی خبر ہمدرد کہہ تو چکے حالِ دلِ خون گشتہ محفلِ غیر میں مرے کئے چہرہ گل رنگ جانِ لواہلِ ہنر کے لئے قسمت ہی شرط منزلِ عشق سے کوئی نہ سلامت نکلا چہرہ غیر ہے آئینہ ہمارے غم کا جانِ جانِ دیر نہیں میری گزر جانے میں کیوں نہ تلخ مری زبانت غمِ فرقت سے ہر شبِ ہجر نے سودا غم دے ہیں لہر حضرتِ نوح جو ہوتے تو بلا میں پرتے دل ہی سوکڑے تو مژگان ہیں بونٹوں </p>
---	---

کچھ خدا جانتا ہی جیسی بسر ہوتی ہے
 زندگی ہے کہ مصیبت ہی اثر مت پوچھو

وضعِ احبابِ جان و جہِ محن ہی ہر سکو
 شامِ غربت سے تیر صبحِ وطن ہی ہر سکو

غَمِ فَرَاغِ نَفْسِ مَرغانِ چمنِ ہر ہکو	سیرِ گلِ باعثِ اندوہ و محنِ ہر ہکو
تنگیِ حلقہٴ دمِ بندِ رسنِ ہر ہکو	دستِ خمِ گشتہٴ یارانِ مانِ گرِ گلو
خصیمِ دیرینہٴ بسرِ چرخِ کمنِ ہر ہکو	کیون نہ دے داغِ کسی ماہِ جبینِ کاپر
زخمِ ورنہٴ پئے فریادِ دہنِ ہر ہکو	بستہ کرتے ہیں بہ اخفائِ جفاۓ قتل
لطفِ دیدِ طلبِ سیرِ ختنِ ہر ہکو	پر تو کیسے شکین سے یہ آئینہٴ دل
پیرِ ہنِ تنِ پہ جنونِ مِشلِ کفنِ ہر ہکو	شوقِ عریانی و چپا رگی صنعتِ آہ
صورتِ شمعِ کمانِ تابِ سخنِ ہر ہکو	اشکِ ریزی سوتری بزمِ مینِ ایغیرِ شاہ
اکرمِ مغچہٴ توبہٴ شکنِ ہر ہکو	دشمنِ توبہٴ بہ فصلِ ہساری و غلط

جو را حباب و تمنائے سیاحت سے اثر
فکرِ ترکِ وطن و سیرِ دکن ہر ہکو

کہ ہونا ز جسرِ خریدار کو	وہ جنسِ وفا ہم ملے یار کو
بہت ہم ترستے تھے دیدار کو	بہلا اتہو دل میں نظر آئے آپ
ہم استہرارِ سمجھنے کے اسکار کو	جو برعکس ہے آچا قولِ فعل
اذیت نہ دو دل کے بیمار کو	دوا کیا پلاتے ہو ای ہمدرد
نہ پہنچا مری چشمِ خوار کو	بہت ابرو تا پھر ملک ملک

<p>غش آنے لگا بلبیل زار کو جگہ دیتے ہیں پانو میں خار کو حسد انجشتا ہے گنگار کو</p>	<p>چمن میں جو نالے ہمارے سنے بری ہیں عداوت سی اہل طلق ڈرانے سے واعظ کے ہم کیا ڈرنا</p>	
	<p>اثر بے زری میں کرور ہیں تم اپنی فضیلت کی دستار کو</p>	
<p>ہے یہ یقین کہ پھر کسی تدبیر سے نہو باہر صد ابھی خانہ زنجیر سے نہو جو ہو تری نگاہ سے شمشیر سے نہو خوشتر صدا میں یار کی تقریر سے نہو بنش کا کام دین تصویر سے نہو</p>	<p>جو کام دل کا آہ کی تاثیر سے نہو لازم ہی راز عشق جنون میں بنان ہی چاہی تو اک جہان کو کر یں پل میں خون مطرب کہاے لطفِ فرا میر جس قدر چشمِ محباز دیدِ حقیقت نکر سکے</p>	
	<p>پُر پیچ بسکہ عقدہ تقدیر ہے اثر وایہ کسی کے ناخن تدبیر سے نہو</p>	
<p>دل کی بھجن بڑھتی ہی جب لفظ کو سنجانی ہو کیسی ہی یہ بات کہو تو کیونکر مٹے کہلاتی ہو حضرت دل تم اپنے کئی پر آخر کو بجاتی ہو</p>	<p>یون ہی ابھی رہو دو کیون آفت سر لاؤ ہو چپ چپ کہ تم رات کو صبا غیر نگاہ جانی ہو سننے ہو کب بابت سبکی اپنی ہٹ پڑتی ہو</p>	

مدت پر تو آئے ہو ہم دیکھ لین تمکو جی بھر کے	آئے ہو تو ٹھیر دھار سا برور یہاں کیا آتی ہو
کیسا آنا کیسا جانا میرے گھر کیا آؤ گے	غیر ان کے گھر جانے سے تم فرصت نہ پاؤ گے
انہیں چسکی جاتی ہیں ستوار کی سی صورتیں	جاگے کسی صحبت میں جو بنیذ کو اترا ماتی ہو

دل سے اثر کیا کہتی ہو ہر جان کا سودا عشق تباہ

تم بھی تو دیوانے ہو دیوانے کو سمجھاتی ہو

تیرے شمشیرِ خفا شوق سے سر رکھتے تو	لیکن اغیار ہمارا سا جگر رکھتے تو
کیا اسیرانِ قفس سیر کے خواہاں ہوئے	آمدِ فصلِ بہاری کی خبر رکھتے تو
تو ڈراتا ہی ہین تیغِ ستم سے قاتل	عشق کرتے ہی نہیں موت کا ڈر رکھتے تو
مجرمِ عشق سہی دل تھا مگر مایہ ناز پہ	آبرو اسکی تم اے دینے تر رکھتے تو

دیکھے دل ہو گئے بیدل یہ کیا کیا تھے

مال کھوٹا ہی سہی تو بھی اثر رکھتے تو

ہر دم جو تیغ کھینچتے ہو امتحان کو	کیا دل لگی سمجھتے ہو عاشق کی جان کو
اشدِ روی ساکنانِ درد و دستِ داغ	نیچی نظر سے دیکھتے ہیں آسمان کو
زاہد بتوں کی دیدیں تو بدگمان نہو	ہم دیکھتے ہیں صانعِ مطلق کی لہجہ کو
وہ لہجہ بے فروغ جو ہو عشق سوتلی	زمین نہو بغیر مکین کے مکان کو

مضمون کو اوج ہر مری فکر بلند سے
پہنچی زمین غزل کی اثر آسمان کو

<p>دل خبردار کہ ہے کالی بلا آنے کو کوئی کہنے کو گیا ہے کوئی تجانے کو ایک دن بھی نہ گئے خیر کے سمجھانے کو کوئی ہشیار ہو ہشیار کو سمجھانے کو ہم تو تجھ سے سمجھتے نہیں تجھانے کو دور سے شمع جلاتی نہیں پروانے کو سربام آئے جو تم بالونکے سکھانے کو دونوں عالم نہیں کافی ترے بیچانے کو تو نے دیکھا بھی ہر اس حور کو کاشانے کو روح اک روز ہو قالب سے نکھانے کو بھر پیا پے گل رنگ سی پھانے کو محرم راز کوئی کرنا ہے بیگانے کو رنگ رخسار سے بلبل کرے پروانے کو</p>	<p>تو جہن گیسو کا تصور ہے جگہ پانے کو رسمتہ چاہو رہو دے کے پہنچ جانے کو دسبدم آتے ہیں ناصح مرا سر کھانے کو خاک سمجھائی گئے ناصح ترے دیوانے کو جلوہ گر تو ہو جان کیوں اسے کھینچنے کو قرب ہر مشرق ہو کرتا ہی انداز کا سبب ایک عالم کو ہوا مہر قیامت کا گمان تجھ سے یوسف کو کوئی مول کیوں نہ کر آیا لطف جنت مری آگے نہ بیان کر غلط قید خانے میں رہی یوسف کنعان کی تک دھوم سے آئی ہر گلشن میں بہار ای ساقی گل کا احوال کما تو نے صبا سے بلبل جلوہ فرما ہو اگر نرم مین وہ غیرت گل</p>
---	--

کثرتِ بادۂ گلرنگ مبارک رندو
 دل صد چاک کی تقدیر پہ رو دیتا ہوں
 مجھے بے زرنی بھی دو جام پئے اساقی
 سوزِ عاشق کے ہوا کرتے ہیں معشوقِ شیک
 مہربان تمکو کیا غیر نے کس حرقت سے
 ورد کا شغل تو اچھا ہے مگر اے زاہد
 اہل دنیا مجھے سرشار نظر آتے ہیں
 غیر کی لاش پہ تشہ زبان بند رہی
 شکوہ رزق زبان پر نہیں لاتے شق
 حورین نا جنس ہیں کیا آنسے مزا آئے گا
 عاجزی کشتِ تنہا کو ہر کرتی ہے
 بزم میں آئے جو تیرے رخ روشن کو قریب

اشرفی بوتل ابھی بکیتی ہی دو آنے کو
 گیسو یار میں جب بیکھتا ہوں شانے کو
 رکھے آباد اتنی ترے میخانے کو
 ساتھ پروانے کے ہی شمع بھی جل جانے کو
 اپنا افسانہ بنایا مرے افسانے کو
 کون گننا رہی تبیح کے ہر دانے کو
 خلق دیوانہ عبت کہتی ہی دیوانے کو
 لب جان بخش سے کیا آپ ہیں فرمانے کو
 دل دیا ہی انہیں اسد نے غم کھانے کو
 اپنے اعمال کی زاہد ہی سزا پانے کو
 خاک سے نشو و نما ہوتی ہی ہر دانے کو
 شمع پروانگی قتل دے پروانے کو

جس سے کل غینہ نہ آئی تھی اشرفی رت

آج آغاز کیا پر اسی افسانے کو

ہے خدا سے وصال کا پھلو

اُس بتِ بیشال کا پھلو

سوچ کر آدمی کرے وہ کام	جس میں ہو آہستہ سال کا پھلو
خال و ابرو میں یوں رمل جسطرح	ہو دباے ہلال کا پھلو
دیکھ کر رخ کسی کا اے موئے	ہمنے بد لا سوال کا پھلو
کیون نہ اُسکے دہن پہ حجت ہو	اس میں ہر قبیل و قال کا پھلو
ماہ کو تیس دن کی گردش میں	ایک شب ہر کمال کا پھلو
دشمن بد خیال کیا جانے	ہو جو اپنے خیال کا پھلو
مرد دنیا سے دور رہتی ہیں	خوش نہیں پیر زال کا پھلو
عشق اک بوفاسے کر بیٹھے	کچھ نہ سوچے مال کا پھلو
ماہِ کامل کو صبح ہوتی ہی	نظر آیا زوال کا پھلو
دل دیا محسوس کو نگاہ کے ساتھ	نہ بلا دیکھ بھال کا پھلو
ہفت کی مے ملے گی اے قاضی	ڈھونڈھ اسکے حلال کا پھلو
غیر کے گھر بجا سکے وہ رات	نہ بلا انکو چال کا پھلو
ہو جئے غیر سے نہ گرم سخن	اس میں ہوا اشتعال کا پھلو

تو جگہ پائے اُسکے پہلو میں

ہے اثر یہ محال کا پھلو

ہائے ہوز

موسیٰ کی طرح کرتی ہے ہر دم سوالی آنکھ	کر کہنتی ہو بس کہ حسرت دید جاں آنکھ
لاے کہاں سے طاقت دید جاں آنکھ	کب تک جو دیکھ سکتی ہو اے ذوالجلال آنکھ
بیوجہ عند لیب نہ مجھ پر نکال آنکھ	سیرِ حین کو آیا ہوں گلیچین نہیں ہو نہیں
صنیعہ کے رنگ رکھتی ہر خونی شہنشاہ آنکھ	تو نے جنون وہ دشت دکھایا مجھو جان
بے اختیار مہشتی ہو سوئے ہلاں آنکھ	مشاق کیوں نہ خلق ہوا بروئے یار کی

لب ہی سے لے اتر نہیں اظہارِ غم کی شکل
چہرہ ہے عرضِ رنج بیانِ ملاں آنکھ

قدرتِ حق دیکھتا ہوا اپنے گہر میں آنے	کیوں رہی حیران نہ دستِ سیر میں آنے
ہنگیا آنسو کا قطرہ چشمِ تر میں آنے	محو حیرت کس قدر اپنا دل محزون ہوا
آگیا ہر سو نظر دیوار و در میں آنے	روئی جانان جس مکان میں ہو گیا پر گز
جس طرح رہتا ہی حیران اپنے گہر میں آنے	اُسکے گہر میں ویسی ہی حیران پڑی تری ہر ہم
عکسِ تن سے ہنگیا خنجرِ کمر میں آنے	دیکھ لے قاتل صفائی حسن کی تاثیر کو
سنگِ خاک آلود ہو اپنی نظر میں آنے	جیسے دیکھا ہی ترے رویِ مصفا کو صنم

پھوٹ نکلا ہو کہاں اُسکی سیہ بختی کا رنگ

بنگیا اٹا تو دستِ اثر میں آئے

<p>گل آئے بھی گئے بھی بہارِ چمن کے ساتھ کیونکر نہ آئے ذکرِ مرا کو کہن کے ساتھ تیری طرف ہیں شیخ نہ ہیں برہمن کے ساتھ کیوں لاگ باغبان کو ہی مرغِ چمن کے ساتھ دل پر ہیں زخمِ تازہ بھی زخمِ کہن کے ساتھ نسبت نہیں مجھ کو دل کی جلن کے ساتھ چشک پُرانی دل کو ہی چرخِ کہن کے ساتھ تشبیہ تیری زلف کی مشکِ ختن کے ساتھ صحبتِ نباہی کوہِ مین بھی کو کہن کے ساتھ ہی روح کو دورِ روزہ تعلقِ بدن کے ساتھ قمری بھی جکے خاک ہو سرِ چمن کے ساتھ ہی بانک پن کیسیک عجیب سادی پن کے ساتھ رہتا نہیں ہما کسی زارِ غ و زغن کے ساتھ آخرِ پڑا معالہ دار و رسن کے ساتھ</p>	<p>بلبل رہی قفس میں بلا و محن کے ساتھ ہی دل کو ربطِ اک بتِ شیریں ہر کچ کے ساتھ ہم کعبہ و کفشت کر جبکڑے سے پاک ہیں ہی آشیان بھی صورتِ آبادی چمن قاتل نہ آیا باز ترا خنجرِ مرثہ وا غلظت میرے سامنے سرگرم و غلط ہو اک دن ضرور آہ کا عالم دکھائیگا جتنک چکٹ جائی خطا ہی خطا ہی یا صحرا ہی میں قمیس کے ہمدِ بنو ہے اعلیٰ سے ربط رہتا ہی اسفل کو کبٹام کھینچون جو گرم نالے ترے قد کی یاد میں درکار تیر و تیغ نہیں قتلِ حلق کو کرتا ہی اجتنابِ زیلون سے ہر شریف منصور تنجو اپنے کلامِ فضول سے</p>
---	---

<p>اللہ خیر کعبیو نازک بہت ہے دل گلگشت میں ہی چین نہیں اہل در کو اہل وطن میں جب نہو مہر و وفا کا نام از بسکہ محبو خاک میں ملے کا شوق ہی</p>	<p>رہنا ہوا سکو ایک بت دشمن کے ساتھ ہم ناکہ کش چین میں مین مرغ چین کے ساتھ کیونکر ہو آدمی کو محبت وطن کے ساتھ انگڑ کی طرح رہتا ہوں گور و کفن کے ساتھ</p>
<p>دل سے کیا پوچھتا ہوں زلف گرہ گیر چوچہ میری جان بازی کی جو ہر نہیں وشن تجھ پر پرستش حال کو جاتی ہو کہاں اے لیلی واقف راز نہیں پر مغان سا کوئی واقف لذت آزار نہیں ہر کوئی گر مے شوق نہیں ہو تو دہن میں امی شمع آہن کی کیون پڑتی ہو تدبیر یہ ہم کیا جانیں مجھے اے داوڑ مشر ہو یہ پرستش کیسی</p>	<p>دست جنون کو شغل پس مرگ اے اثر ہو گا کفن کر ساتھ جو ہے پیرہن کے ساتھ</p>
<p>اپنے دیوانے کا احوال تو زنجیر سے پوچھ کچھ کہلے ہیں تری شمشیر یہ شمشیر سے پوچھ قیس کی شکل ہو کیا قیس کی تصویر سے پوچھ ہی دلا پوچھنا جو کچھ تجھے اس پر سے پوچھ کیا مزا غم میں ہو یہ عاشق دگر سے پوچھ کس لئے تیری زبان لیتا ہو گلگیر سے پوچھ کون الٹ دیتا ہو اس راز کو تدبیر سے پوچھ پوچھنا ہی تجھے جو کچھ مری تقدیر سے پوچھ</p>	<p>اپنے دیوانے کا احوال تو زنجیر سے پوچھ کچھ کہلے ہیں تری شمشیر یہ شمشیر سے پوچھ قیس کی شکل ہو کیا قیس کی تصویر سے پوچھ ہی دلا پوچھنا جو کچھ تجھے اس پر سے پوچھ کیا مزا غم میں ہو یہ عاشق دگر سے پوچھ کس لئے تیری زبان لیتا ہو گلگیر سے پوچھ کون الٹ دیتا ہو اس راز کو تدبیر سے پوچھ پوچھنا ہی تجھے جو کچھ مری تقدیر سے پوچھ</p>
<p>یون تو استاد فن شعر بہت سی گزرے</p>	

کسکو کتنے ہین غزل گوئی اثر میر سے چھ

<p>بے چین ہین مرغانِ قفس اور زیادہ گرتی ہوں نجاست پہ گس اور زیادہ جب دے چکے دس دیچو دس اور زیادہ آنے لگی آوازِ جرس اور زیادہ ارشاد کی حاجت نہیں بس اور زیادہ عمر اپنی ہوئی چند نفس اور زیادہ مد تو لے ابر برس اور زیادہ تو اپنی کمرِ محبہ نہ کس اور زیادہ کہتے ہین وہ ہنکر کہ ترس اور زیادہ لازم ہو کرے گشتِ عس اور زیادہ مہینے سے ہو تیر فرس اور زیادہ دنیا میں رہیں چند نفس اور زیادہ</p>	<p>ہی جو شہس بہار اب کے برس اور زیادہ نہ ہونے پہ ہوتی ہوں سس اور زیادہ کر دیجے بوسون کے عدد بس میر جان ہشیار ہو مجنون کہ قریب آگئی لبے کیا ذکر عدو سے متی غرض جان گئے ہم کیا جائے مسرت ہو اگر عمرِ عدو سے جانے کو جو چاہی تو وہ بت جانے سکا آج میں تیری نزاکت سو ڈرا جاتا ہوں قاتل جب اپنی ترسنے کو بیان کرتے ہین اُنے ترکانِ حسین دزدی ل کرتے ہین گھر بڑھتی ہی سو اغم سے طبیعت کی روانی ہر پیر و جوان کو یہی ہوتی ہے تنہا</p>
---	--

پیری میں اثرِ شامتِ اعمال سے کثرت

ہوتی ہوں جوانی کی بوس اور زیادہ

یائے تختانی

اداولون کی یہ بھی اک ادا ہے	جفاکاری کے پردے میں فاجر
اسی مرنے میں جینے کا مزا ہے	کسی محبوب پر مرننا بجا ہے
خدا سے حشرِ ناپسند و سدا ہے	قیامت سے عبث تو ڈر رہا ہے
کمالِ حسنِ اُس مہ کا جوتا ہے	ربیکا اوج پر جبار رہا ہے
مگر بے مدعا ذاتِ خدا ہے	خدائی جلوہ گاہِ مدعا ہے
جسے ہم درد سمجھے ہیں دوا ہے	نپاؤ اہلِ رنج و غم قضا ہے
فنا ہو جافنا ہی میں بقا ہے	دوامی زندگی ہے ترکِ ہستی
خدا جانے کہ یہ ہنگامہ کیا ہے	جسے کہتے ہیں عالمِ اہلِ دنیا
زبانِ حال کہتی ہے خدا ہے	جہاں ہے جلوہ گاہِ ذوالارادہ
نہ ہم اُس سر نہ وہ مجھے جدا ہے	سمجھ کے پیر سے لاحق ہے دوری
عجب پر زور نقشِ بویا ہے	مراغرتبکہ ہے مرجعِ خلق
شکستِ شیشہ دل کی صدا ہے	فغان کہتے ہیں جب کوئے شکر
یہ تاثیر نگاہِ سرمہ سا ہے	فلک کو پیکرِ سرمہ بنا دے
زمین اسکی زمین کر بلا ہے	مقامِ امتحان ہے کوچہ عشق

طلبکارِ جفا کو لے جفا دوست
 قدم لیتے ہیں اپنا صاحبِ زر
 اُسے بادِ مخالفت کی ہی کیا ڈر
 کشتیٰ ہے چمنِ آنکھوں میں بویا
 ترا اک حرفِ اُلفت کی سنگمر
 قناعت ہے مجھے نانِ جوین پر
 کرو روئے نعمتیں ہیں اس جان میں
 بہم ہیں عالمِ اعلیٰ و اسفل
 اُسی کے ہیں۔ پہلے ہیں یا بُری
 جہان کو دیکھتا ہوں اکِ نظر سے
 نہیں موقوف مرنے پر حضوری
 خدا سے قول ہے اہلِ رضا کا
 بُری ہے ابتدا و انتہا سے
 سنو اے اہلِ معنی اس بیان کو
 جو دیکھے دیدہ حق میں سی کوئی

جفا سے باز آنا بھی جفا ہے
 ہماری خاکساری کیا ہے
 خدا جس بادِ بان کا ناخدا ہے
 نظر میں خار ہے جو گل کہلا ہے
 شکستِ دل کی خاطر موسیا ہے
 مگس جو یائے خوانِ غنیا ہے
 مگر دل اور ہی کچھ ڈھونڈتا ہے
 عجب ترکیب سے انسان بنا ہے
 خدا بندوں کو اپنے چاہتا ہے
 جو بیگانہ ہے وہ بھی آشنا ہے
 خدا سے ہر گھڑی کا سامنا ہے
 رضا میری ہے جو تیری رہنا ہے
 قدم وابستہ ذاتِ خدا ہے
 بتاتا ہوں محبتِ چنیر کیا ہے
 محبت ہر طرف جلوہ نما ہے

۳	محبت ہی بنائے ہر دو عالم	محبت سے ظہورِ ماسوا ہے
۴	محبت سے بنی ہیں عرش و کرسی	محبت باعثِ ارض و سما ہے
۵	محبت کا بہت برتر ہے پایہ	محبت کا بڑا ہی مرتبہ ہے
۶	محبت ہی صفاتِ کبریا سے	محبت عین ذاتِ کبریا سے
۷	محبت شانِ ہر مردانِ حق کی	محبت شیوہِ اہل و فاسی ہے
۸	وہ کافر ہی نہیں جس میں محبت	دل اسکا موردِ قہرِ خدا ہے
۹	اگر بالفرض زاہد ہی خدا دوست	محبت جب نہیں انسان کیا ہے
۱۰	خدائی میں جو ہے انسانِ اشرف	محبت کا شرف اسکو ملا ہے
۱	نہ پوچھو حال کچھ اہلِ ہوس کا	ہوس سرمایہٴ رنج و بلا ہے
۲	قیامت کی تمنا میں بہینِ دل میں	درونِ سینہ اک محشرِ بیا ہے
۳	جب اپنی فعل کا بندہ ہی مختار	پھر اس پر فہم بھی اسکو ملا ہے
۴	اگر حکمِ خدا کو میں نہ مانوں	خطا اسکی نہیں اپنی خطا ہے
دل بے غم اثر ہے مضنہ گوشت		
وہی دل ہے جو غم کا مبتلا ہے		
دولت نہیں ملتی ہرگز عزت نہیں ملتی	جس چیز کی طالب ہے طبیعتِ نیرنگ	

زاہد کو کہا کسنی کہ جنت نہیں ملتی
 پھر یسے تم سے چاند کی صورت نہیں ملتی
 نہ سچے جڑل ہی تری بیداد کا خوگر
 آتی ہو مگر اس گل رعنا کی گلی سے
 ہو دار پیالے جو تری تیغ جفا کا
 کیا غیر ہوا طالب آزار سنگم
 ایذا کا طلبگار رہا کرتا ہی ایدل
 رند و نکو بڑا کمتی ہو چپ بھی ہو غلط
 کیا ظلم ہو صیاد اسیرانِ قفسِ ر
 ثابت ہوا فرہاد تری کو کہنی سے
 سینہ تو مرارا نہ محبت سی بہا ہی
 گلزارِ جہان سیر کے قابل تو ہو لیکن
 کیا کوئی تیرے کہ میں آخر کو ہو کیا
 اب بسترِ غم پر ترے بیجا رجنہ کو
 دل کو نسی ساعت میں یا نہا تجھ کو

ہی کو نساوہ کام کہ اجرت نہیں ملتی
 زلفونے شبنم کی رنگت نہیں ملتی
 بے رنج سے جان کو راحت نہیں ملتی
 اے بادِ صبا تیری طبیعت نہیں ملتی
 ظالم مجھے دم لینے کی فرصت نہیں ملتی
 اب تیری جہا میں بہن لذت نہیں ملتی
 کیا شجواذیت میں اذیت نہیں ملتی
 اس سخت کلامی سی تو جنت نہیں ملتی
 فریاد کی بھی آنکھوا جازت نہیں ملتی
 کچھ کیجئے مزدوری اُلفت نہیں ملتی
 اغیار سے خالی تری صحبت نہیں ملتی
 کیا سیر کہ بن سیر کی فرصت نہیں ملتی
 جب گم شدگی کو مری تربت نہیں ملتی
 پہلو کے بدلنے کی بھی طاقت نہیں ملتی
 افسوس کہ اب مجھ کو وہ ساعت نہیں ملتی

<p>دنگو کہی ہوتا ہی نہیں دل سے تعلق اکبر سمجھ خاک در شاہِ نجف کو اے فلسفی تو عقل لڑا ساتھ ہمارے تشبیہ تو دین چاند کو چہرے تمہارے صحرائے محبت میں دل گم شد گانگو</p>	<p>جہت کہ طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی بے عشق علی فقر کی دولت نہیں ملتی اثبات دہن پر بہن حجت نہیں ملتی دخواہ مگر کوئی بھی نسبت نہیں ملتی کچھ آپسے اے خضر ہدایت نہیں ملتی</p>
<p>کیا حالِ دل زار اثرِ منجھو سنائے بیچارے کو گفثار کی فرصت نہیں ملتی</p>	
<p>سمجھایا بہت دنگو سمجھانے کو کیا کہئے آتے ہی چلے جانا کیا آنا ہی کیا جانا ہر شمع ستم آرا جو کہئے اُسے کہئے بتخانہ و کعبہ میں یکساں ہے ترا جلوہ</p>	<p>دیوانہ ہی دیوانہ دیوانے کو کیا کہئے اس آنے کو کیا کہئے اس جانے کو کیا کہئے پردانہ ہی پردانہ پردانے کو کیا کہئے کعبہ تو ہوا کعبہ بتخانے کو کیا کہئے</p>
<p>کیا کیا نہ کمال انسان کرتا ہے اثرِ پیدا صدِ حیف مگر اُسکے مرجانے کو کیا کہئے</p>	
<p>سمجھ کے دل نے مزی یار کی جفا کو لئے مزی سرشت ہر اسے یارِ بیوفائی کی</p>	<p>دیاں زخم کھلے شورِ مرجا کے لئے وفانہ تیرے لئے ہے نہ تو وفا کے لئے</p>

جہان کی خیر میں حال عاقبت معلوم
 جیم کیا ہے گھٹکار عشق کو و اعطیہ
 کھل کے سینے سے جائے تو پہر کمان جائے
 رقیب آیا ہے لیکر پیام دبر کا
 گئی نہ عشق حسینان میں اپنی خود داری
 خبر جو لیکتی گلشن میں تیری آمد کی
 مری طرف سے وعدہ کی طرف پرایا منہ
 طپان ہو محبس سینہ میں اپنا دل قاتل
 نہیں خبر نہیں کسی خاکساری کی
 مدار عالم اعلیٰ نہیں ہے اسفل پر
 نہ اپنے در سے اٹھا کھجولے شہِ خوبان

بتو نے عشق کرے کیوں کوئی خدا کو
 خدایا اور کوئی گھر مری سزا کے لئے
 یہ وسعت اور کمان نالہ رسا کو لئے
 بہانہ چاہے کچھ آمدِ قضا کے لئے
 ہلی زبان نہ کہی عرضِ دعا کو لئے
 تو بڑھ کے شوق میں گلِ ناز قدم صبا کو
 نکالا آپ نے یہ رخ نیا حیا کے لئے
 بنادے تیرے روزن کوئی ہوا کو لئے
 جو خاک چھانتے پرتے ہیں کمیا کو لئے
 ضرور جسم نہیں روح کی بقا کے لئے
 ستم روا نہیں رکھتا کوئی گدا کے لئے

زبان کھلی ہی نہیں اضطرابِ لہو اثر
 اٹھائے رکھو ہاتھوں کو ہم دعا کے لئے

یہی نہیں ہو کہ دلکی دھڑکن رہی جب تک کہ جان رہے گی
 یقین ہو سکا کہ بعدِ مردن خدا ہی اپنی تپان رہی گی

بہارِ عیش و نشاط کیسی شگفتہ کیا ہوں گلِ تمنا

تر و گلستان میں بلبلِ دل خزان رہی ہر خزان رہی گی

شبابِ شاعر ہی عہدِ پیری کلام کا زور کم نہوگا :

رہی گی جب تک کہ جان بدن میں طبیعت اپنی جوان رہی گی

وہ نعمتیں ہیں تری خدا یا کہ وجد ہوتا رہی جس سے دلکو

رہی گی فرطِ طرب سے رقصانِ ہن میں جب تک نہ بان رہی گی

چہاؤن میں لاکھ سوزِ غم کو فغان کا شعلہ بھڑک اٹھے گا

دل و جگر جب اثرِ جلیں گے یہ آگ کیونکر ہسان رہی گی

کشتیِ مری نجات کے ساحلِ سچا

چلائے ہم کہ ہم کو دلِ مبتلا

خوگر ہے جسکے ناز کا وہ ایخدا

جنت میں دل دکھانے کو وہ بیوفا

وہ غیر کی گلی میں لے بھی تو کیا

آنسو میں بخت ہائے دل زار آئے

کیا اے جنوں اسی کے لئے دستِ پا

یا رب ترے کرم کی موافق ہوا

روزِ ازل جو پوچھا گیا کس کو کیا

حورون سے دل کو لطف پس مرگ کیا

یا رب یہی سزا ہمیں روزِ جزا

انہا اسی کو کہتے ہیں اے بختِ نارسا

آیا خیال میں جو ترا خنجرِ مرثہ

چامے کو تارِ کرون دشت میں پہرہ

<p>ایسی کوئی شراب مجھے ساقیا ملے حضرت مجھے تو آپ بڑے با خدا ملے آنکھوں پہ رکھ لیں خارا گر زیر پا ملے تجکویہ عذر کیا ہے کہ عذرِ جفا ملے</p>	<p>بدست جاؤں دا اور محشر کے سامنے اس اتقا پہ شیخ جی حوروں کا اشتیاق دشمن کے دل کو بھی نکرین پائمال ہم ظالم تری جفا میں نہیں عذر کچھ ہمیں</p>
<p>عجلت سے رفتگانِ عدم کی ہم لے اثر پہچھے تو رہ گئے تھے مگر اُن سے جا ملے</p>	
<p>یہ سچ ہے کہ بادل جو گرے نہ برسے مگر لاشِ دشمن گئی ہے ادھر سے انہیں دیکھنے کو مری آنکھ تر سے لو کیوں نہ ٹپکے مری چشم تر سے کہ جیسے شجر کو ہے زینت ثمر سے لگاتا ہوں آنکھوں سے دل سی جگر سے بچی جان تیری بڑے در دِ سر سے فسانہ مرا کہتے ہیں آب زر سے بڑا کام نکلا دے عائنِ سحر سے</p>	<p>جتا تا ہے اُلفتِ عدو شور و شر سے وہ آتے ہیں روتے ہوئے اپنے گھر سے نظر وہ ملائینِ عدو کی نظر سے اکہاتے ہو غیروں کو دستِ خنائی جہان میں ہنر آدمی کا ہے زیور ترا نامہ شوقِ پاکر مری حبان سبکدوشِ غم سے ہوا کو کہن تو میں عاشقِ تہا رنگِ طلائی کا آنکے شب وصلِ دشمن کی جگہ ٹرے میں گری</p>

اگر موت لکھی ہے دستِ عدو پر
نہیں کوئی چارہ قصدا و قدر سے

اثر کی دعا رنگِ تاثیر لائی ہے
وہ گلِ کھنچ ہی آیا دعا کے اثر سے

وا حسرتا وہ بزمِ وہ صحبتِ نہیں ہی
جب دوستوں کو ہم سے محبتِ نہیں ہی
کھارِ مسیح شدتِ آزار نے کیا
واعظ کا ہر بیان کہ آئیگی ایک وز
وہ دلِ نہیں ہا وہ طبیعتِ نہیں ہی
ہم کو بھی اُن سے جائے شکایتِ نہیں ہی
اچھا ہوا علاج کی حاجتِ نہیں ہی
کس دن تری گلی میں قیامتِ نہیں ہی
اب شاد ہے کہ ضبط کی طاقتِ نہیں ہی
دلِ احتیاطِ وضع سے لے آہِ تنگ تھا

دل کو غنی طلب سے کیا یا س نے اثر
ملنے کی چاہ و صل کی حسرتِ نہیں ہی

دل ہر ترے ستم کا طلبگار اور بھی
تیرا قد کشیدہ ہر شمشادِ باغِ حسن
جاتا ہے تہذیب کے کو جو وہ طفلِ برہن
اہلِ دل کو گنجِ قناعت کی نصیب
اک ہاتھ کھینچ مرے دلدار اور بھی
طرہ ہو اُسے پٹوہ دستار اور بھی
کافر کو زیب دیتا ہے زنا اور بھی
رز کے حریف مہوتے ہیں زنا اور بھی
یارِ بے محو حیات دی اکبار اور بھی
پہر اسکی تیغِ ناز کے آگے جکاؤں میں

دانا فریب حسن سے پاتے نہیں امان	پہنتے ہیں دایم زلف میں ہشیار اذہی
دارالشفاسمجھ کے گئے کوئے یار کو	مٹی میں مل گیا دل سمیسا اور بھی
لے دل نہ پوچھ کشمکش بندگی عشق	ہے وصل یار ہجر سے دشوار اذہی

جائے اشکر کہاں تری سرکار چہرہ کر
ہے او مرے خدا کوئی سرکار اور بھی

آوازِ صورت کون سنے گا خار سے	میکش تو اٹھنے والے نہیں ہیں مزار سے
پٹایا اُس نے غیر کو اپنی کنار سے	یہ کم نہیں ہر محب کو عذابِ فرار سے
امسال ڈر ہر جوشِ فصل بہار سے	شاخیں نہ پہٹ پڑیں کہیں ہر پونہا ہر سے
لائی شمیم گیوے مشکین یار سے	یا اے نسیم آتی ہر دشتِ تار سے
گلشن میں آمد آمدِ فصل بہار سے	دل بلبلون کے جانے لگے اختیار سے
پیری میں دلکور بڑا ہر اک گلغزار سے	اپنی خزان بھی کم نہیں فصل بہار سے
ہر وہ مسیح دم مری لیلیٰ جو قم کے	مجنون کفن کو پہاڑ کے نکلے فرار سے
کیا ہی کیا ہے خشک مجھ تو نے ارجو	ڈرتے ہیں خارِ دشت مر چسیم زار سے
پہیلا کے پانچپن سے لیٹے جہاں شہر	اے دل کوئی مکان نہیں بہتر مزار سے
ہم خاک ہو کے کوچہ جانان میں بگہر	مرنے کے بعد بھی نہ ٹلے کوئی یار سے

<p>ہوتا ہے شرمسار خدا شرمسار سے مطلب نہ کچھ خزان سے نہ جہت ہمارے مایوس ہو نہ رحمت پروردگار سے</p>	<p>شرمسار کی جرم دلیلِ نجات ہے آزاد باغِ دہرین رہ سرو کی طرح اے دل تری مراد بڑائی کی ایک روز</p>
<p>کرتا ہوں ضبطِ آہ و گرنہ ابھی اثر جلنے لگے جہاں نفسِ شعلہ بارے</p>	
<p>اُن نگاہوں کا تصور تیر تر نشتر سے ہے مجبو بے مہر کی کا شکوہ اک مہ نور سے ہے</p>	<p>خونِ دل جاری جو ہر دم اپنی چشم تر سے ہے سارے عالم کو گلہ چنچ ستم پرور سے ہے</p>
<p>عجب روح کو تجھے راحت ہوئی اسی سے جدائی کی صورت ہوئی تجھے دیکھ کر سخت حیرت ہوئی خدا کی طرف سے ہدایت ہوئی بڑی تسے رند و کراست ہوئی نبوت ہوئی یا امامت ہوئی مددگارِ حیدر کی الفت ہوئی قیامت میں برپا قیامت ہوئی</p>	<p>بکھیر و نئے اے موت فرصت ہوئی بنا ماسوا کی محبت ہوئی یہ آئینہ روئی یہ تہر کا دل چلا بے خطر راہِ حق پر جو حرم پلا ہی دیا شیخ کو جامِ مے خدا کی طرف سے ہر غمِ عظیم دمِ مرگ جب مشکلیں آ پڑیں قد آرا ہوا وہ جو معشر کے دن</p>

<p>کہ کہوئے ہوئے مسکودت ہوئی عجب شمع محفل کی حالت ہوئی سیجا کو مرنے کی حسرت ہوئی</p>	<p>مے کیا دلِ گم شدہ کا سرِ غ مرا حالِ جانسوز جسدِ مٹنا ترے کشنہ ناز کو دیکھ کر</p>
<p>خدا کے تصرف میں ہرے اثر محبت ہوئی یا عداوت ہوئی</p>	
<p>بلبل و گل میں جا لگا آئی رات آئی کہ اک بلا آئی منہ آئی آئی سے تو کیا آئی جان ہونٹھون پہ بار ہا آئی کسکے کوچے سے اے صبا آئی ہائے کیوں اُس پہ انجھ آئی یاد جسدِ تری ادا آئی</p>	<p>راہ پر کب تو اے صبا آئی تیرے مجھ پر غمزدہ کے لئے موت کا اشتیاق جب کو تھا سخت جانی سے جی بجا ورنہ نکمتِ زلفِ عنبرین پہیلی یون ہی آنا جو تھا طبیعت کا صحبتِ حور میں کرنیکے کیا</p>
<p>اُسکی چٹون پہ تھی اثر کی نظر کہ اسی حال میں قصہ آئی</p>	
<p>مگر منہ سے نہ نکلی بات جس سے آرزو ٹپکے</p>	<p>محبت میں جگر ٹکڑے ہوا نکھوئی ٹپکے</p>

کسی گیسو کو سود میں چمرو وں بزم میں ساقی
 اگر نظارہ گلشن کروں اُس گل کی ذقت میں
 دل انداز سان کیونکر قرار آئے مجھے دم بہر
 تارے کی چاک ہو آشکارا قطری قطری سے
 ترا خنجر ٹہبائے پیاس اپنی شوق سی قاتل
 وہ ہی بے قدر رستی میں ہو جس سے راز فاش لیا
 تماشا ہم جو دکھلا میں بہار غم کا اسی کلرو
 مری احوال پر سی کر کے دو آنسو گر ادینا
 بتوں کے عشق میں ہم بے غرض آنسو بہاتے ہیں
 مری جانب سے گو بہر نار ہا دم دوستدار کیا
 تری شمشیر ابرو نے گراے تیغ زن کتنے
 پشیمانی ہمیشہ ہی نتیجہ سخت گوئی کا
 سو روتے نہ دیکھا بوند بھر بھی ابر گر بیان کو
 نہیں افشان گری تیری جبین نور افشاں سے
 صبا و ہولین جڑے گردہ تری رخ سو ملائی

بجائے اشک آنکھوں سے شراب مشکبوٹیکے
 چہبے وہ خار غم دل میں کہ آنکھوں سے لہوٹیکے
 سرا پا خون ہو کر میری آنکھوں سے جو توٹیکے
 جو تیرے روی روشن سے عرق ای ماہر ٹیکے
 یہ کیا ممکن کہ اک قطرہ لہو زیر گلوٹیکے
 نہیں مینا نے میں رکھنے کے قابل جو سوٹیکے
 لہو چشم عنادل سے چمن میں چار سوٹیکے
 لگا وٹا ایسی باتوں سے نہ کیوں ای حیلہ جوٹیکے
 وہ آنکھیں ہو پٹ جائیں جنبہ زار زوٹیکے
 مگر ہر بات سے ناصح کی انداز عدوٹیکے
 بہت ناوک فگن تیر مرثہ سے جنگجوٹیکے
 ہدایت تیری باتوں سے نہ کیوں ای تندرختوٹیکے
 مری مژگان سے ہر دم خون کو قطرے موٹوٹیکے
 فلک سے یہ تارے وصل کی شب ہر چوٹیکے
 پسینا بکے روے گل سے رنگ آبروٹیکے

<p>اشریوں تو رہی خاموش ہم آنکھیں کئے نیچے لگا آنسو کے قطرے سُکنے آنکھی گفتگو شپکے</p>	
<p>بیدلی سگور کا پہلو نظر آیا مجھے اپنے دل پر جب نہ کچھ قابو نظر آیا مجھے یا فرنگستان میں ہندو نظر آیا مجھے</p>	<p>غیر کے پہلو میں جدم تو نظر آیا مجھے یار کو قابو میں دیکر اُس کو قابو کیا گورے گوری کال پر آیا نظر خالی</p>
دیگر	
<p>تم اپنا کام دیدہ ناکام کر چکے ہم بقیہ افسوس میں آرام کر چکے</p>	<p>رسوا جہان میں خلق میں بدنام کر چکے مرنے پہ بھی رہا جو یہی اضطراب</p>
<p>بدنامیوں کا خوف جو یوں ہی لگا رہا ہے تب آپ عاشقی میں اشر نام کر چکے</p>	
<p>یوں نہ بیکار ہم جئے ہوتے ہم خطا اور بھی کئے ہوتے کس توقع پہ ہم جئے ہوتے جیب و داماں مری سئے ہوتے چند بوسے ہی دے دئے ہوتے</p>	<p>دل کیسے گواہ دیئے ہوتے کاش اے رحم داورِ محشر جب نہیں آس زندگی کیسی سوزِ خارِ تسکو لازم تھا دل گدا کا نہ مفت لیتے آپ</p>

کھٹے کیونکر اشربہ بار کے دن
مے سے توبہ اگر کئے ہوتے

<p>دعا ین مانگتے ہیں بادہ خوار ساون کی فضا ہے رنج فرا لے نگار ساون کی فلک کے سر پہ گمٹا ہے سوار ساون کی غزل ہی اپنی عجب آبدار ساون کی گلوں سے ہے جو ہوا ہمکنار ساون کی بہار رخ پہ ہو تیرے شاد ساون کی خاں جلے گی بزمگ چنار ساون کی ہوا ہوئی نہ مجھے ساز و ار ساون کی بنی ہے کالی گٹھڑ لہریاں ساون کی بہار دیکھتے ہیں گلزار ساون کی خزانہ اپنی نظریں بہار ساون کی گمٹا کرے نہ تجھے سنگسار ساون کی ہر ایک بوند مجھے ہے گمٹا ساون کی</p>	<p>نشاط خیر ہے ساقی بہار ساون کی ترے بغیر نہیں کچھ بہار ساون کی ہوا کے گھوڑے پہ ساقی چڑھی سستی شارجن پہ ہوں گوہر وہ میری مضمون ہیں مہاک ہی تیری گریبان کے بو کی انگلی تر جو زلف کھولی ہوئی میکشی کو باغ میں جا چمن کو پنچہ رنگین جو تو دکھائیگا بغیر بادہ گلگون جسکے باب رہا یہ وقت ہی کہ سیہ ست ہم ہی ساقی چمن میں پہرتے ہیں دریا کی سیر کرتے ہیں جو روبرو نہیں آنکھوں کے ساقی گلرو ہمارے شبیشہ دل کو نہ توڑے غلط ترے فراق میں ساقی لمو میں فنا ہوں</p>
---	--

خزانِ عمر میں کچھ ہی مزا نہیں دیتی
 جو زند کرتے ہیں غم مجھے بادہ پیا کا
 ترے فراق کی ساقی اگر خبہ رکھتا
 بغیر بادہ گلگون مزا نہیں اُٹھتا
 جو اشکبار ہوا میں فراق ساقی میں
 ہوا کے رخ پہ جو گیسو کھیلے ہیں جو کون
 کہیں ہیں میلے کہیں پاج رنگ کی حلبے
 نہ سبزہ زار ادھر ہے نہ آب کی کثرت
 غم فراق میں آنکھیں جو اشکبار ہوں
 بغیر بادہ کہاں چین دلو اے ساقی
 عجب نہیں کہ سرانجامِ عیش ہو پورا
 نہ سیرِ گل کی تمنا نہ بادہ نوشی کی
 فراق میں ہر ستمِ عیش باغ کا بھلکہ
 وہ اشکبار ہوں ساقی کہ میری آنکھوں سے
 ہوا یہ کہتی ہے اسن و امان سے موزین

بہارِ حیات کی ہو یا بہارِ سادون کی
 حد یہ بھی ہے گمشا اشکبار سادون کی
 نہ ہوتی دل کو ہو س نہینا سادون کی
 نشاطِ خیر ہوا ہو ہزار سادون کی
 گمشائیں رونے لگیں زار زار سادون کی
 تو منزلوں ہے گمشا اشکبار سادون کی
 خوشی مناتے ہیں شہر و دیار سادون کی
 بہار دیکھئے گنگا کے پار سادون کی
 جڑی لکائیگی اے گلغزار سادون کی
 ہوا ہے دشمنِ صبر و قرار سادون کی
 بنی ہے بنتِ عجب اہل کار سادون کی
 کھلائے غنچہ دل کیا بہار سادون کی
 ہے ایک بنتِ عجب نگار سادون کی
 گمشا مدام رہی شمسار سادون کی
 گمشا کرے بطرے کا شکار سادون کی

اشرفراق میں ابرو چمن کھٹکتے ہیں؛
بہارا نگہوں میں ہے خار خار ساون کی

ہوا لطیف فنا خوشگوار ساون کی
ہے بوند بوندِ درِ شاہوار ساون کی
منائیں خیر تدرو و ہزار ساون کی
بہار لائے ہیں پہولون کی ہار ساون کی
ہماری روح تھی ہمدرد ساون کی
گھٹا اٹھی ہے سر کو ہار ساون کی
بلائے جان ہر شب انتظار ساون کی
خبر طبع کی جزیرِ مزار ساون کی
بہار کرتی ہے کیا بہتد ار ساون کی
خا ہے رشک فزائے نگار ساون کی
عذاب ہو گئیں شبہائے تار ساون کی
گھٹا لبھاتی ہے بے اختیار ساون کی
عجب بہار ہی بالاختصار ساون کی

لبھائے دل کو نہ کیونکر بہار ساون کی
بجا ہے قدر کرے کاشتکار ساون کی
نہال طائرِ رنگِ چمن اسی سے ہے
گلے میں کوئی پہنتا ہے کوئی جڑ میں
ترے کرم سے برائی مراد اب ساقی
بجائے آبِ جواہر چمن میں برسین گے
جڑی میں راہ کسی ماہوش کی گمنا ہوں
برنگِ سبزہ کردِ نگامود بعدِ فنا
بغیر بادہ و مطرب نہیں مترا آتا
چمن میں نیچے رنگین سے گل نہ چلجائیں
ترے فراق میں لے ساقی قمر صورت
کھنچا ہی جاتا ہے دل سے کی سمتِ عزت
بیانِ سبزہ و ابرو ہوا ہی طولانی

نہ کشت زار نہ گلشن پہ ایک بوند پری	ق	گہٹا محیط ہوئی بار بار ساون کی
کہان کا مینہ جہان ہو رہا ہے خاکِ سیاہ	۲	زمین پر خشک ہو پر غبار ساون کی
وہ رند تو بہ شکن ہوں کہ تو بہ ہی تو بہ	ق	خزان ہے میرے عمل سے بہار ساون کی
فزون نہ پائین فرشتے میرے گناہوں سے		جو بوند بوند کرین بھی شمسار ساون کی
پھاڑ سبز ہوئے دشت لہلہا آٹھے	ق	جان میں شان ہوئی آشکار ساون کی
گہٹا میں شور سپہیوں کا مور کی جنگھاٹ		غضب مچاتی ہے آنکی پکار ساون کی
وہ سبزہ زار و گلشن وہ آج جو ہے چین		وہ سرد سرد ہو اوہ پہار ساون کی
شکست تو بہ نہ کرتے تو کرتے کیا زاہد		بہارِ خلد سے کم تھی بہار ساون کی
نہیں ہوا بر سے بارش ہے زلف کا سودا		قبا جنون سے ہوئی تار تار ساون کی
پلا شراب کہ جو میٹکے سا قیام مست		گہٹا میں جو موتی آتی ہیں یار ساون کی
گہٹا یہ ابر میرے گریہ ہائے پیہم سے		کہ جیت ہی مرے دیدن کی بار ساون کی
میرے صیام ہوا آ کے قفلِ میخانہ		گہٹا میں آتی ہیں کیوں بار بار ساون کی

جو ایک دن بھی اشرابِ آتشین نہ ملا

ہوئے سرد رہی ناگوار ساون کی

یہ نچی آنکھیں ہیں اوپر کجی سے

تمہیں شرمِ ستم ہو کب کسی سے

<p>کسی پر جب نہیں مرتے ہوا تمہاری کیا نہیں لے وا غلط ارم فردوس و جنت نام کے ہیں</p>	<p>تو حاصل کیا ہے ایسی زندگی نہیں رندوں کو فرصت یکیشی کوئی جائے کمان تیری گلی سے</p>
<p>خدا کی یاد سے غفلت کمان تک اثر باز آبتون کی بسندگی سے</p>	
<p>کہنچی ہے تیغ و دودم میرے امتحان کے لئے ہمیں تو عمرِ درونِ عذاب ہی لے خضر فروغ پائے نہ کیوں داغِ عشقِ سوسینہ نہیں میں شیخ کہ کہے کے در پہ سر گر وں نگاہِ ناز بستان کا خدا سے طالبِ محبت طریقِ عشق میں مالانِ ہنودلِ بتیاب زبانِ ہلاؤ خدا کے لئے پے تسکین ہمارے حق میں تری دوستی مفید ال دلیر بھی کہیں ڈرتے ہیں موت سے قاتل تمہارے دستِ جفا نے بتو معاذ اللہ</p>	<p>عدو پناہ طلب کیوں ہر اپنی جان کے لئے بلا میں تم نے سہیں عمرِ جاوداں کے لئے کہ آفتاب سو ہے روشنی جہان کے لئے صنم جبین ہے ترے سنگِ آستان کے لئے دعائیں مانگتا ہوں مرگِ ناگمان کے لئے جرس ضرور نہیں غم کے کاروان کے لئے تمہاری بات دوا ہو دلِ تپان کے لئے نہ اس جہان کو لئے ہے نہ اُس جہان کے لئے سنانِ جگر کے لئے ہے جگر سنان کے لئے ستم اُٹھانہ رکھا کوئی آسمان کے لئے</p>

<p>شبِ وصال ہی بے چین ہوا ذاک کے لئے یہ ہر تمام جفا مجھے نیجان کے لئے نشانِ قبر میں باقی نہیں نشان کے لئے سبق ہے نیک معاشی کا آسمان کے لئے شرفِ جود کے لئے ہے نہیں زبان کے لئے</p>	<p>کریم زادِ سیدر و کیون نہیں مرتا لگا کے تیغ و سپر تم عدد کو لائے ہو کہیں ہی اہلِ نشان کا نشان نہیں ملتا تری بدی سے سنگمرمری بد آموزی زبان پہ نام ہو دل میں تری جگہ ہے یار</p>
<p>اشرفِ فلک سے وہیں کو نکد کرے بجلی جولائین ڈھونڈ کے تنکا ہم آشیان کے لئے</p>	
<p>دین کو رکھو کسبِ آئے نظر کیا دیکھے پھر نہ گلشنِ کبیر فربہ لید دیکھے جز میں کل آئے نظر قطرِ مین دریا دیکھے دور سے نہر کو جیسے کوئی پیاسا دیکھے دُوب میں عاشق و معشوق جواک جا دیکھے اپنے دل ہی میں جبالِ رخ لید دیکھے کہ نہیں دشتِ محبت کا وہ رستا دیکھے پہاڑ کہ پر وہ محل مجھے لید دیکھے</p>	<p>آنکھ والا ترے جو بن کا تماشا دیکھے روے رنگین جو ترا او گلِ رعنا دیکھے دل اگر دیدہ وحدت سے تماشا دیکھے چشمِ لب کو ترے دیکھتے ہیں یون عاشق چشمیانِ رشکِ فیضِ دل میں ہمارے قاتل چشمِ مخنوں سے اگر پردہ غفلت اٹھ جائے کیا رکھیں خضر سے ہم چشمِ ہدایت ایدل میں ہوں یوقیس وہ مخنوں کہ چشمِ حیرت</p>

تجسے اے ناصح نادان یہ سمجھنے کا نہیں کوئی فردا ہی نہ فردا سے قیامت نکلا نیکو ہنگامہ محشر کا یقین ہے واعظ انتظار اسکا نہ دیدن کو کہیں لے ڈوبے	اور کوئی دل بیاب کو سمجھا دیکھے آتے جاتے بہت ان اکھنوس فردا دیکھے اُسکے کوچے میں یہ ہنگامہ کوئی جا دیکھے کب تک اے یار کسی کا کوئی رتا دیکھے
---	--

شہسوارِ سخن کا جسے دعویٰ ہوا اثر
تو سن طبعِ مری سا منے چمکا دیکھے

نہ صرف گل کی بدولت چمن میں آگ لگی فروغِ لالہ و گل سے چمن میں آگ لگی پس فنا بھی رہی جسم میں حرارتِ عشق بلند ہو جو مرانا لہ شرر افشان بتوں کے شعلہ رخسار کی حرارت سے نہیں یہ رنگ فروزان ہوا آتشِ غیرت ہر اہر انہو کیون خسلِ عشرتِ خسرو جو بوئے زلف کی گرمی صبا نے پہنچائی	پلاس پہولتے ہی بن کے بن میں آگ لگی خبر لے بلبلِ نادان وطن میں آگ لگی پہنتے ہی مرے سارے کفن میں آگ لگی ملک پکار بن کہ چرخِ کمن میں آگ لگی روانِ شیخ و دلِ برہمن میں آگ لگی ترے لبو نے عقیقِ مین میں آگ لگی نہالِ آرزوئے کوہکن میں آگ لگی دماغِ آہو دشتِ خن میں آگ لگی
--	---

مرے کلامِ شرر بار کے اثر سے اثر

عدو کے دعویٰ شعر و سخن میں آگ لگی

عبادت بھر فردوس برین ہے	جناب شیخ پر صد آفرین ہے
خبر کیا کون یہ زیرِ زمین ہے	حندِ یو مصر یا خاقانِ چین ہے
فلک ہر سمت بالائے زمین ہر	کوئی جائے کہاں راحت کہیں ہے
اسی باعث تو دل خلوت گزین ہر	کہ اُس بت کا تصور ہم نشین ہے
دل سنگین مقامِ بغض و کین ہے	جبل جائے پلنگِ خشکین ہے
زبان سرگرم آہِ آتشین ہے	کہون کیونکر کہ دل جلتا نہیں ہے
گر زاد کی دیکھی حور عین ہے	جو اسکے حسن کا عین الیقین ہے
جنون میں حاجتِ پوشش نہیں ہے	بدن کا پوستِ محکو پوشتین ہے
جو تسلیم سخن زیرِ نگین ہے	مرے آگے سلیمان کچہ نہیں ہے
بیانِ حشر کو وہ غط نہ دی طول	خدا جانے کہ کیا ہے کیا نہیں ہے
لگا دیتا ہوں انبارِ مضا میں	عدوِ غرمن کا میرے خوشہ چین ہے
لکھا کرتا ہوں نعتِ سرورِ دین	قلم میرا پر روحِ الا میں ہے
پناہِ انس و جان ہر بلا سے	علی کی دوستی حصنِ حصین ہے
امامِ اولین جسکا لقب ہے	امامِ اولین و آخرین ہے

<p>نظر آتا ہوں چوٹا دشمنوں کو عدو کی پرورش کرتا ہی ظالم تعجب ہو کہ اس افراطِ غم پر خدا و بت جنوں میں ایک ہی ہیں نپائی قیس نے جس دشت میں راہ نہیں کچھ کام خوانِ اغنیاء سے خدائی کو وہ بت کیونکر نہ بہائے مزے کیا کیا اٹھاتا ہے مراد شبِ تاریک میں وہ ماہِ کامل توحیرت سے خلایق کھڑے ہیں</p>	<p>نگاہِ اہلِ کین کیا خوردین ہے ارے نادان یہ مارِ استین ہے ابھی تک جسم میں جانِ حزن ہے ہمیں زاہد تمیز کفر دین ہے دلِ وحشی وہاں مسکن گزین ہے غذائے اہلِ دین نانِ جوین ہے حسین ہر نوجوان ہی نازنین ہے تصور اُن لبوں کا انگبین ہے جو اپنے بامِ پر سنزل گزین ہے اتنی چاند کی کسی اچود ہوین ہے</p>
---	--

اشکر کیون کر کمون حالِ دلِ زار
مجھے کفار کی طاقت نہیں ہے

<p>بیدار کر رہا ہے کوئی داد گرہی ہے سامانِ عیش آج مہیا ہے میکٹو گلشن میں آمد آمدِ فصلِ بہار کی</p>	<p>روزِ خزاہی ہے تجھے اسکی خبر ہی ہے گلشن بھی ہر شراب بھی ہوا بر تر ہی ہے اے ببلِ اسیر تجھے کچھ خبر ہی ہے</p>
--	---

راحت بنیر بچ میسر نہو کہی ۛ	داروے در دسر کہین بے در دسر ہی ہے
گکو کہون کہ ٹانگے لگا پہلے لے سیج	زخمی کسیکے تیر کا دل ہی جگر ہی ہے
منون سنگ ریزہ اطفال ہی نہیں	سر زیر بار منت دیوار و در ہی ہے

مقتل میں میری لاش کو سفاک دیکھ کر
کنے لگا کہ کشتون میں ہی ہوا اثر ہی ہے

کب بعد مرگ حاجت شمع فرار ہے	دل پر ہمارے داغ شب انتظار ہے
برق فروغ حسن ہے ناکامی نگاہ	نظارہ سوز عارض تا بان یا ہے
کمزوری بدن سے ہے بیکاری خون	دور نہ قریب سر کے تو دیوار یا ہے
کہنچا ستم سے ہاتھ جو اسے تو غم نہیں	اے دل یہ کم نہیں کہ وہ غفلت شعار ہے
کسب دل خیرین نہیں بیکار بعد مرگ	داغ شب فراق چہ داغ مزار ہے
خار خزان نے پانی جگہ رو بروے گل	وہ زمانہ خندہ صبح بہار ہے
اے یار تجھے خوب ملی مجھ کو داؤد مرگ	تو پوچھتا ہے غیر سے کسکا مزار ہے
بے ہے ہر کیا آتش حسرت کو التہاب	خورشیدِ حشر سایہ ابر بہار ہے
کس بکسی میں لے مری مالک پی ہی جان	دل پر ہے آختیار نہ قابو میں یا ہے

اگر می مرے کلام میں کو نہ کر نہوا اثر

سوزِ غمِ درون سے نفسِ شعلہ بار ہے

<p>زلف کا جب خیال آتا ہے غیر کا جب خیال آتا ہے بوالہوس کی تیز ہوتی ہے دل کی وسعت اگر نہیں جید ظلم کرتا ہے اے صنم لیکن عشق کی بدگمانیاں ہی ہر تو وہ زہرہ ہے رقص سے جکے دل سے جاتی نہیں کسی یاد آئندہ دل کا صاف کرنا دان کیون ہوشاکی مری شکایت کے</p>	<p>دل کے ٹپٹے میں بال آتا ہے تم سے دل میں ملال آتا ہے حسن پر جب زوال آتا ہے کیونکہ اس کا خیال آتا ہے کچھ خیالِ مال آتا ہے دل میں کیا کیا خیال آتا ہے شیخ صاحب کو حال آتا ہے خواب میں بھی خیال آتا ہے اس میں وہ ہمیشہ آتا ہے بے سبب ہی ملال آتا ہے</p>
---	---

گل چمن میں چمن باغ اثر
آج وہ نونہال آتا ہے :

<p>شرمندہ لبون سے جو عقیق مینی ہے شیرین جو تری قدر کرے ناشدنی ہے</p>	<p>ہر دانت ہی غیرت وہ درِ عدنی ہے فرما دیہ بیکار تری کو کہنی ہے</p>
--	---

ہے نوکِ مژدہ یا کوئی برچی کی آنی ہے
 لے رشک چمن کیا تری نازک بدنی ہے
 دل غنچے کا پر خون ہے وہ غنچہ دہنی ہے
 پامال تری چال کا سرو چمنی ہے
 ہر وقت مجھے مشغلہ سینہ زنی ہے
 بے تیرے مری جان پہ ای جان نبی ہے
 اک آفتِ جانکاہ وہ گردن زدنی ہے
 ہوگا وہی جو نا صبح نادان شدنی ہے
 مرنے پہ کفن ہوگی جو فن پر کفنی ہے
 دل تیرے گدایانِ محبت کا غنی ہے
 اے اہلِ وطن ہکو وطن بی وطنی ہے
 وہ بت جسے تو چاہتا ہی رام جنی ہے

زخمی ہی جگر خستہ ہو دل جی پہ بنی ہے
 کاشا سی چسبی ہر گنگل بستر گُل پر
 ہے غرقِ خجالت گُل ترکانوں کے آگے
 وارفتہ تری ناز کی رفتار کا ہی کبک
 کیا دیکھ لیا ہے کہ جسے دیکھے اے شوخ
 لے جلد خبرا تو بُرا حال ہے دل کا
 پرتا ہے اُبھارے جو تجھے غیر سیہ رو
 ہم ترک کرین یا نہ کرین یار سے ملنا
 کام آئیگی اک روز غریب الوطنی میں
 اے بادِ شہ حسن تقاضا و طلب سے
 دم بہر بھی نہ آرام سے رہنے دیا تھے
 اللہ کرے رحم ترے حال پہ اے دل

باتون میں لکھا لیتے ہیں شیریں ہنوں کو

حصے میں اشرآپ کے شیریں سخن ہے

تو سر پر ہے ظالم جد ہر جا کوئی

فلک تجھے بچکد کہ ہر جائے کوئی

<p> پر اُٹھے نہ اشکِ چکیدہ کی صورت قیامت ترا قد صفا تیری بکھین رہی خاک ہو کر اُسی سر زمین کی کرم کا خدا کی یقین جب ہو واعظ گلی میں تو اغیار کرتے ہیں جگڑے اگر کوئے قاتل کا ہو شوق دل میں یہ کہہ دو کہ ہلکے ہی ہمراہ لے لے اڑیں اُسکے پرزے وہیں خطا کی صورت خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے </p>	<p> تری آنکھ سے جو اُتر جائے کوئی بجا ہے اگر تجھ پہ مر جائے کوئی تمہاری گلی میں اگر جائے کوئی تمہارے ڈرائے سے ڈر جائے کوئی غضب ہو اگر اُنکے گھر جائے کوئی دہرے ہاتھ پر اپنا سر جائے کوئی عدم کی جولانے خبر جائے کوئی اگر اُنکے گھر نامہ بر جائے کوئی ستم زیر دستوں پہ کر جائے کوئی </p>
<p> جسے کچھ تعلق نہ ہو مال و زر سے ستانے اُسے کیون اُتر جائے کوئی </p>	
<p> یاد کر اُنکو جو تیرے عشق کے مار و نہیں تھے مصل اغیار میں شہجے جو وہ رونق فروز گھل چڑھائے بلبلِ شیدا ہماری قبر پر جرمِ الفت پر کیا قاتل ہمیں تو نے ہلاک </p>	<p> ذکر کیا فرما دو مجنون کا کہ آوار و نہیں تھے تاسحر ہم تہشِ غیرت سے انکار و نہیں تھے ہم بھی اک رشکِ چمن کے ناز بردار و نہیں تھے کیا ہمیں تعزیر کے قابل گنہگار و نہیں تھے </p>

تو چمن ہن بھی ترے دامِ محبت کو اسیر	وان ہی اسے صیاد ہم تیرے گرفتار نہیں تھے
غیر کے کہنے سے ہوں اے بانی بیدار بند	ہائے وہ روزن جو تیرے گھر کی دیواروں

صوفی صافی بنے ہن اے اثر کچھ خیر	بات کل کی ہے کہ حضرت آپ منجوار نہیں تھے
---------------------------------	---

کیا کہیں ہمد کہ کیا نقشہ دل سہل کا ہے	آہنی ہے جان پر عالم بڑی مشکل کا ہے
خون کا دعویٰ کروں مجھے یہ ہو سکتا نہیں	سر پہ احسان داؤدِ محشر مرے قاتل کا ہے
خوابگاہِ دہر میں کیسی ہن یہ سرستیان	کچھ خیال اے اہل غفلت گور کی منزل کا ہے
ہن قرینِ یاس اربابِ وفا تو کیا عجب	اب قرینہ اور ہی اُس شوخ کی مصل کا ہے
تشنہ کا مانِ ازل اے خضر کیا سیراب ہونا	لب لب دریا ہو تو بھی خشک لبِ ساحل کا ہے
رحم کہا کر یار کے در سے ہٹا دیتی نہیں	مجھ پر اسکے پاس نون کو یقین سائل کا ہے
آج وہ خورشید رو کیا جلوہ گر ہو بامِ پ	شام سے اُترا ہوا چہرہ مہ کامل کا ہے

پائمالِ یاس ہی ہوتی رہی کشتِ وفا	اے اثر حاصل یہ تیری سعی لا حاصل کا ہے
----------------------------------	---------------------------------------

شکایتِ بوسب ہو آسمان کی	سرشتِ اچھی نہیں اہلِ جہان کی
ہوئی شہرت جو میرے امتحان کی	عدو نے خیر مانگی اپنی جہان کی

لئے پھرتی ہو گردش آسمان کی
 اثر دل تمام کر سہنے فغان کی
 نفس میں تنگ کیا چنتی ہو بلبل
 کیسے در سے جائیں تو کہا جائیں
 کہا ناک دل کو روئیں سر کو پیشین
 ہوا اس کیوئے مشکین کا سوا
 عجب بخود کیا اے عشق تو نے
 گئی بالا کو کی آو سوزان
 سمجھ کر رکھ قدم گلشن میں بلبل
 ترا خورشید محشر کیا ہے و غلط
 نہیں روکے سے رکنی ایک دم بھی
 رہے گا تا ابد گسراہ زاہد
 کیا کرتی ہے ہر دم قتل عشاق
 لگاتی ہو پایا پے دل پہ ناوک
 خدا را کر نہ ذکر حور و غلط

خدا جانے کہ ہو مٹی کہاں کی
 فرشتے خیر مانگین آسمان کی
 اسیری میں تمنا آشیان کی
 خوشامد کر رہے ہیں پاسبان کی
 ضرورت ہی ہمیں اک نوحہ خوان کی
 بلا نازل ہوئی سر پہ کہاں کی
 خبر محب کو نہ تن کی ہے نہ جان کی
 صدا ہے آسمان پر لا مان کی
 روش اچھی نہیں ہو باغبان کی
 خبر ہی ہے مرے داغ نہان کی
 عجب رفتار ہے عمر روان کی
 اگر بیعت نہ کی پیر مغان کی
 بت سفاک تیری وضع بانگی
 گناہ نازاک ابر و کسان کی
 طبیعت ہو بری اک بد گمان کی

<p>خبر کیا تھی کسی کو کاروان کی نہیں حاجت زبانِ استخوان کی سفیدی مانگ میں ہر کمشان کی کرے منت کھانک ساربان کی خبر کیا تھی بلائے ناگمان کی بُری اُجھن ہے گیسوِ تَبان کی کردن کس سے شکایتِ اُزدان کی غلامی مصطفیٰ کے خاندان کی تنت کیا ہو عمرِ جاودان کی مبارک بلبلو آمدِ خزان کی</p>	<p>بُری افتاد تھی یوسف کی لیکن کلامِ نرم سے کرشاد دل کو ترے گیسو ہین رنگت میں شبِ تار پس ناقہ کھانک دوڑے مجنون تری محفل میں آئیگا عدو بھی خدا اس پیچ میں ہرگز نہ ڈالے نہیں رکھتا ہر کچھ بھی طاقتِ غم سجہ ایدل حقیقی بادشاہست نہیں اے خضر نہ پاں آپکا حال گیا صیاد کے ہمراہ گلچین</p>
<p>تری صورت سے ظاہر ہے ترا حال اثر حاجت نہیں کوئی بیان کی</p>	
<p>وہی ایدل بخت ہوتا ہے تیری تدبیر سے کیا ہوتا ہے اس میں خالق کا گلا ہوتا ہے</p>	<p>جو مقدر کا لکھا ہوتا ہے آگے تقدیر کے اے دشمنِ عقل کر نہ قسمت کا گلا اے نادان</p>

<p>جامِ مے منہ سے لگا دے ساقی غمِ مرے دل سے بھلا دی ساقی ساغر و جامِ اُٹھا دے ساقی کر چکے خانہ خسار تھی رنبد بے زر کی خبر لیتا ہے نشے میں ذکرِ سنون حوروں کا مے پرستی میں ہر گلشن کی ہوس محتسب بنِ معینا نہ ہو ہوش آنے لگے جدمِ محبو کو</p>	<p>ہاتھ سے اپنے پلا دے ساقی مجھے سرشار بنا دے ساقی خم کا خم منہ سے لگا دی ساقی میکشواب تمہیں کیا دی ساقی اور تو منیق خدا دے ساقی کوئی دوا غط کو بلا دے ساقی زلفِ چہرے سے ہٹا دی ساقی چشمِ سیگون جو دکھا دی ساقی تھوڑی مے منہ میں چڑا دی ساقی</p>
<p>کیا یہ مستانہ اثر کی ہر غزل مے پرستوں کو سنا دے ساقی</p>	
<p>آخر اس عمر کو نا فہموں نے سمجھا کیا ہے عمر آخر ہوئی جینے کا بہرہ سا کیا ہے کیا خبر طالبِ دنیا کو کہ دنیا کیا ہے مطلبِ اس عالمِ فانی کا خدا یا کیا ہے</p>	<p>سببِ شور و شغف اہلِ جہان کا کیا ہے عہدِ پیری میں طلبِ گاری دنیا کیا ہے پوچھے تارکِ دنیا سے بُرائی اسکی ہائے بن بکے بگڑ جانی ہیں سنگھلین کیا کیا</p>

لذتِ ہستی و اندازِ لذتِ معلوم	اور کچھ روزِ جنینِ اسکی تنہا کیا ہے
دل گرفتہ نہونا سازیِ دنیا سے اثر	ہے غلامِ شہِ مردانِ تجھے پروا کیا ہے
<p>اسقدر شوقِ شہادت جو دلِ زار میں ہے ساتہ سرخی کے صباحتِ تیرے رخسار میں ہے نہ تو اثر نہ تو ناگن نہ کسی مار میں ہے کیون فرے لون نہ تجھو چہیڑے کے شیریں لب قصرِ جنت میں نہ زاہد کو میسر ہو گا دمِ رفتارِ قیامت کی صدا آتی ہے حقِ فیرِ بی کی ہونیتِ سرطاعت کیسا اے شہِ حسن بھی کہتے ہیں اربابِ تمیز خونِ فرما دکی ہر جلوہ گری و شیرین جانِ فرا ہوتا ہر دم میں نفسِ بادِ بہا تابِ رخ سے جو ہر خورشیدِ قیامتِ وزن ظاہری وضع سے ہوتی ہر بشر کی عزت</p>	<p>لذتِ آبِ بقا یار کی تلوار میں ہے ایسی زنگت کا کوئی گل نہیں گلزار میں ہے زہرِ ظالم جو ترے گیسویٰ خدار میں ہے لذتِ قندِ مکر تری تکرار میں ہے بحکمِ جو چین ترے سایہ دیوار میں ہے کیا قیامت تری پازیب کی جنگار میں ہے حسرتِ حورِ دلِ زاہدِ مکار میں ہے تیرے دانتوں کی صفا کب شہوار میں ہے کثرتِ لالہ نہیں دامنِ کُہسار میں ہے ناز کی کیا ہی ترے اترے ہوئے بار میں ہے گر مگر حشر ترے سایہ دیوار میں ہے بے سبب شمعِ نہیں جتہ و دستار میں ہے</p>

<p>اُسے بھی دیکھ لئے ہیں دردِ دندان تیرے جب لگتا ہوں ہر اہوتا ہی زخمِ ای قاتل چاہئے دینِ بسنا چمنِ عالم میں بندِ مٹی سے نہیں کام نخلتِ انعم آہ کی تیغ کو نافہم نہ سمجھے بیکار اس خراباتِ جہان میں ہی خرابی سبکو فرش ہو جاتا ہر مہمان کے قدم کے آگے</p>	<p>میری آنکھوں کا سماں اب گرہِ بار میں ہے زنگِ خنجر کا گھر ہم زنگار میں ہے چہرہ گل کا تماشا سر ہر خار میں ہے زرِ نہیں کام کا جب تک کفِ زردار میں ہے سرتِ سلم و شمنِ خونخوار کا اک دار میں ہے نام کا فرق فقط غافل و ہشیار میں ہے کیا تواضع کی صفت سایہ اشجار میں ہے</p>
--	--

ہم صفرِ ان چمنِ گوشِ بر آواز رہو
زمزمہ اور بھی باقی مری منتِ دار میں ہے

<p>کیا عجب روح ابھی تک جو تنِ زار میں ہے میرے آزار کی لذتِ دلِ اغیار میں ہے سامنا مجھ کو قیامت کا ربا کرتا ہے بختِ خستہ مجھے کیا ہجر کی شب سونے دے کیون تجھے کوئی سیحا کسے لے جانِ جان اچکی ہر بات پہ خم ہے سرِ تسلیم اپنا</p>	<p>زیست کا لطف شکر ترے آزار میں ہے پر جفا جو وہ کمان جو مجھے آزار میں ہے دیر سی دیر ترے وعدہ دیدار میں ہے طالعِ غیر مرے دینِ بیدار میں ہے اب تو کچھ بھی نہیں باقی ترے بیمار میں ہے عینِ مرضی ہو وہ میری جو دلِ یار میں ہے</p>
---	--

<p>قولِ واعظ کو خدا یا کہی باور نہ کیا مخل غیر میں جانے کو ہمیں کتنا ہے ہائے کیا دشمن جان صبر کی فرمائش ہے زور پر واز اسیری میں کہاں لے صیاد ہر قدم پر ترے عشاق کا خون ہوتا ہے غیر کے وصل سے انکار جو تو کرتا ہے مدعا ایک سہی کا ہے جسے شاد کرو</p>	<p>واہ کیا بات بڑی تیرے گنہگار میں ہے کوئی مطلب تو سنگم ترے اصرار میں ہے نہیں معلوم کہ کیا خاطر غمخوار میں ہے تابِ جنبش ہی نہیں مرغِ گرفتار میں ہے کاٹ تلوار کا قاتل تری رفتار میں ہے صاف اقرار سنگم ترے انکار میں ہے میرے دل میں ہی وہی جو دل اغیار میں ہے</p>
---	---

دلفروشی کو اثر آپ کہہ رہ جاتے ہیں
قدرِ اس مال کی کچھ ہی نہیں بازار میں ہے

<p>رُشخ کے حال پر تاسف ہے جسکی اوقات ہو تصوف پر جنکو دعوائے حق شناسی کا نہ تو عرفان کے امن میں ہن انداز کیسی تمسیل حکیم خالق کی کوئی نہ امرِ دین کو کوئی کہے</p>	<p>شکلِ روزی کی اک تصوف ہے اسکے اس روزگار پر تفت ہے اُنے بندے کو بھی تعارف ہے معرفت سے نہ کچھ تشریف ہے کیسا اسلام صد تاسف ہے دین کا دین ہی تصرف ہے</p>
--	--

<p>وہی اس عہد میں تصوف ہے شیخ کا مال بے تکلف ہے</p>	<p>دین احمد سے ہو جو باہر بات مال جو کچھ ہے بیوقوفوں کا ۛ</p>
<p>ہے اثر یہ تصرفِ حیا اور کوئی نہیں تصرف ہے</p>	
<p>ترے کرم کے اتنی اُمید دار آئے چمن میں دھوم سے جب موسمِ بہار آئے ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے عدو کو ساتھ لئے وہ سرِ مزار آئے چمن میں موسمِ گلِ جوش پر ہزار آئے یہاں جو آئے تو کیا لیکے اختیار آئے اسی لئے تری محفل میں اشجار آئے کہ مشکِ نمانے لئے آہو و تار آئے کہیں جو مرنے ہیں کیا انکو عتبار آئے مگر نہ خاطرِ نازک پہ اُنکے بار آئے حنورِ دادِ محشر گناہ گار آئے</p>	<p>یہ کہتے حشر میں زاہد گنہگار آئے قص میں مبطلِ نالان کو کیا قرار آئے غمِ سراق میں کیونکر مجھے قرار آئے حد میں کیا دلِ قیاب کو قرار آئے ہمارے حشرِ حذران ہو گئی تو پہرے دل ہم اپنے فعل کے کیونکر ہیں ایذا مختار برنگِ شمعِ ہین پیشِ غیرِ جلتا تھا کیسی زلفِ مغبر کی بوسہ بالائی ہیں تو مرگ نے بے اعتبار کر ڈالا گلہ بجا ہی سہی اُنکی سہ گرائی کا پکاری رحمت حق و اغلو کسان ہو تم</p>

خدا نے جب تمہیں دی اس طرح کی پیاری شکل
 نکال لینگے شب وصلِ حسرتیں دل کی
 جو دن بہار کے ہین گل سے مل لے ایو بلبل
 آہنیں سنائیں ہم افسانہ بیعتِ داری کا
 شمار ہو نہیں سکتا مرے گناہوں کا
 نہ اپنی گرم کلامی سے دل جلوں کو چھیڑ
 کہنچی تھی ساتھ میں کیا مے کے کوہکن کی روح
 عدد کو خاک بنا دے کہ تیرے کوچے سے
 ہمارے دل غجگر سوز کا وہ عالم ہے
 عدد کو کیوں نہیں سمجھاتے حضرتِ ناصح
 رہا جو ہم عدد و شب تو اُنکے کوچے میں
 ہزار شکر بہر و سار کہا نہ طاعت پر
 عدد کے مرگ سے کیوں کر نہ ملال ہمیں

تمہیں بناؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے
 خدا کرے بھی تو وہ دن کہ اپنا یا آئے
 یہ انتظار کسان کا کہ پہر ہمارا آئے
 اگر تجھے تو دل مضطرب قرار آئے
 کریں شمار فرشتے اگر شمار آئے
 سر زبان نہ کہیں آؤ شعلہ بار آئے
 یہ ابر آئے ہین ساقی کہ کوہ سارا آئے
 غبارِ رخ لئے تیرے خاک راز آئے
 کہ جسکو دیکھ کے خورشید کو بخارا آئے
 کہاں کے آپ میرے دوستدار آئے
 ہزار بار گئے ہم ہزار بار آئے
 جو تیرے سامنے آئے تو شرمسار آئے
 ہمارے پاس وہ آئے تو اشجار آئے

اثر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہرِ شکار

بہادری سے کئی شیر جا کے مار آئے

چارہ دل چاہ گرو شوار ہے صبر سے تسکین دل کیونکر کریں تہی کہی ہکو بھی جینے کی ہوس شیخ کے اسلام میں نہ پان ہی کفر لاگ کوئی ہے نہ ہے کوئی لگاؤ نور و حدت جلوہ گر ہی ہر طرف اپنی کشتی کا خدا ہے نا خدا میکدے میں ہاتہ آئی مجھ کو رات	عشق ہی آزار سا آزار ہے دشمن جان کس قدر غمخوار ہے زندگی سے اب تو دل بیزار ہے سچ کے اندر نہ مان نہ مار ہے آسمان کیون در پئے آزار ہے کون کس کا طالب دیدار ہے وہ اگر چاہے تو بیٹرا پار ہے شیخ جی یہ آپ کی دستار ہے
پہلے تو نہ تھی شدت در و جگر ایسی اس گریہ ہر لحظہ سے اک ہول ہر دین تا دیکھ سکے یار ترے موے کمر کو دنیا کی خرابی ہو نہ عجب کی مضرت شمشیر حوادث سے جو انسان بچائے	رہتی تھی غشی محب کو نہ دو دو پہر ایسی آنکھیں نہ رہا کرتی تھیں اشکو نے تر ایسی لائے کوئی باریک کہاں سے نظر ایسی پیدا کرے اوقات کی صورت بشر ایسی جز الفتح حیدر نہیں ایدل سپر ایسی
ہے اگر دشمن قوی کیا غم اثر تیرا حامی حیدر کرار ہے	

<p>جو کچھ کہیں شاعرِ مہین لے یار بجا ہی کیا تاب کہ ہو یار کے دانتوں کے مقابل ہے رنگ ترے چہرہ روشن کا زلا اغیار کے ہوں کان کٹرے سنتے ہی جکبو چل نکلے تجھے چوڑ کے ہم قافلہ ترے ہم خاک نشینوں پر رکھے چشم توجہ ہے شانِ خدا اُس بت کجرو کی طبیعت مرغانِ قفس مر گئے دم بہرین پڑک کر ہم تیرے جفا دین کمان دیکھ سکیں گے اُس گل سے لگا آئیگی یوں میری طرف سے</p>	<p>ایسا نہ دہن دیکھا نہ دیکھی کس ایسی پیدا تو کرے پہلے صفائی گہرا ایسی پائے نہ صباحت کہی روی سحر ایسی کہنا نہ وہاں بات کوئی نامہ بر ایسی سوتا ہے کوئی نمیند ہی لے بیخبر ایسی گردون نے کمان پائی ہے عالی نظری بے راہ تھی اور آئی ہے اب راہ پر ایسی کیا لائی صبا جا کے چمن سے خبر ایسی اغیار پہ ہے چشم غایت اگر ایسی اُمید نہ تھی تجھے نسیم حسر ایسی</p>
---	---

ہے میر کے انداز کو حستہ جگر ہی شرط
 مان پائی ہے کہ تم نے طبیعت اشرابی

<p>جیسا تھا حسن یار باقی ہے روز کہتا ہوں تجھ پہ مرنا ہوں دم کے جانے میں کوئی دہنیں</p>	<p>وہی اگلی ہمار باقی ہے میرا کیا اعتبار باقی ہے اک ترانہ ظنار باقی ہے</p>
--	--

<p>اب بھی لچل چمن میں لے صیا کر چکا میری خاک تک برابر قبر میں بھی ہیں کان آہٹ پر وہ عروجِ نشاطِ بزمِ کمان</p>	<p>توڑی فصل بہار باقی ہے اب تجھے کیا غبار باقی ہے یار کا انتظار باقی ہے میکشی کا خسار باقی ہے</p>
<p>اور کوئی نشان اثر کا نہیں کچھ نشانِ مزار باقی ہے :</p>	
<p>دل یہ کہنا ہے صنم تجھ پر خدا ہو جائے دستِ قاتل چوسے صرف دعا ہو جائے قید ہستی سے فنا ہو کر رہا ہو جائے ہے پیامِ مرگ میں مضمونِ فیدِ زندگی ہے دل بے آرزو ہونا کمالِ بندگی کیجئے معدومیِ تن سے علاجِ رنجِ دل ہو تبوں سے بے نیازی غیر سے شکرِ تنہو تاکہ عجب عشقِ سیہ چشمان میں رو یا کیجئے جب نہیں دلو حسینوں کی پیمانی ہو گا</p>	<p>جان کہتی ہے مرے اسے کیا ہو جائے ساتھ غیروں کے شریک مر جا ہو جائے نکست گل بنکے گلشن ہی ہوا ہو جائے تابعت کی شکل پیدا ہو فنا ہو جائے بندہ بے مدعا ہو کر خدا ہو جائے نیستی سے درہستی کی دوا ہو جائے بے غرض ہو جائے بے مدعا ہو جائے کشتہ تیغ نگاہ سرمہ سا ہو جائے کس توقع پر طلبگا رہنا ہو جائے</p>

پاشکستہ ہو کے خونِ آرزو کیون کیجئے	دستِ جانان تک پہنچنے کو خا ہو جائے
مان مین مان ہرگز نہیں ہر شیوہ اہلِ وفا	گمبہ گردن کی صورت بے صدا ہو جائے
سوزِ دل سے چشمِ جانان تک رسائی کیجئے	جسمِ خاکی کو حبِ ناکر تو تیا ہو جائے
غیر اٹھائے بھی اگر ایدل تو اٹھنا ہو محل	آنکھ کے خاک آستانِ نقشب پا ہو جائے

اے اثر اپنی ہی ہے غمٹائے آرزو

کر بلا مین مر کے خاکِ کر بلا ہو جائے

اس رحیمی پہ وہ عذاب کرے	تجکود اعطافِ خدا خراب کرے
سب ہی موقوف اسکی مرضی پہ	لطف فرمائے یا عتاب کرے
لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے	بات کی بات مین خراب کرے
کچھ نہیں دور اسکی قدرت سے	ذرہ کو رشک آفتاب کرے
ناتوان کو اگر وہ بخشے زور	بھر سے ہم سہری حباب کرے
بیخودی کا بھی ایک عالم ہی	ترک کیونکر کوئی شراب کرے
حسرتوں کے ہجوم کا ہی وقت	کوئی کیون حسرتِ شباب کرے
دینِ تر سے سامن کیسا	مشقِ گریہ ابھی سحاب کرے
سب بتوں کا ہی ایک ہی انداز	انہیں کیا کوئی انتخاب کرے

اے اشر تیرے شورِ نالہ سے
کس طرح کوئی سبیل خواب کرے

<p>انہیں اپنے اعمال یاد آ گئے ہمیں دیکھ کر آج شرم آ گئے ہم اپنے کئے کی سزا پا گئے مری لاش کے ساتھ اعدا گئے وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے سرِ طور بیکار موئے گئے عجب کیا جزا بد کو یاد آ گئے</p>	<p>فسانہ مرا سنے لگے گہرا گئے وہ کل غیر کی دید کو کیا گئے مصیبت شبِ ہجر کی کیا کہیں ستم تو نے مردے پہ رکھا روا جنہیں لوگ رہتے تھے گہر و بھوک ہر اک سنگ میں جلوہ یار ہوتا کبھی تم بھی کہے میں تھے اے تو</p>
--	--

اشر کو سمجھ لو کہ مہمانِ مہناب
وہ امروز یا تا بہ ہند دا گئے

<p>وہ تو ہنس ہنس کے سوئے غیر نظر کرتا ہے غافل و نکلو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے ڈرتے ڈرتے ترے چہرے پہ نظر کرتا ہے کسکا جلوہ دلِ عاشق میں گزر کرتا ہے</p>	<p>نالے کس منہ سے تو دعوائے اثر کرتا ہے کوئی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے سور و لطف سہی غیر مگر اسپر بھی دل شکن باز بھی آ فکر شکستِ دل سے</p>
---	--

<p> لرن آتا ہے اُسے دیکھ کے وحشت میری عشق کو دل میں چپا کر کناہنت آسان ہے طالبِ نذر ہو اور دئے مصفا کسا غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہی عشق کی خانہ خرابی ہے توقع کا سبب مر رہا ہے ترا بے سارِ محبت تو بھی اپنے دامن کو شبِ تاری بچائے رہنا بید مجنون مرے سائے سے حذر کرتا ہے کارِ غمت از مکر دینِ تر کرتا ہے مشقِ آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے میرے کوچے میں جو رو رو کے سحر کرتا ہے کہتے ہیں دل میں جبینوں کی بھی گھر کرتا ہے ہوش آنے پہ نظر جانبِ در کرتا ہے نالہ صد چاک گریبانِ سحر کرتا ہے </p>	<p> کسکا آزار کشیدہ ہو کہ راتوں کو اثر نالے کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرنا ہی </p>
--	--

<p> کسی طرح غمِ بنِ بسر ہو گئی جان سے چپائے رہی عشق کو کسی نے جان نام تیرا لیا ہوا عشق دلو پڑی جان پر وہی چشمِ عالم کا سرمہ بنا نہ دنیا تھا خط آنکو پیشِ حدو شبِ ہجر آخرِ سحر ہو گئی مگر آنکے دل کو خبر ہو گئی وہیں اشک سے چشم تر ہو گئی بلا کسی تہی کے سر ہو گئی عنایت کی جس پر نطفہ ہو گئی خطا تجھے لے نامہ بر ہو گئی </p>	<p> کسی طرح غمِ بنِ بسر ہو گئی جان سے چپائے رہی عشق کو کسی نے جان نام تیرا لیا ہوا عشق دلو پڑی جان پر وہی چشمِ عالم کا سرمہ بنا نہ دنیا تھا خط آنکو پیشِ حدو </p>
---	--

<p>اُسے بھی دیکھ لئے ہیں دردِ دندان تیرے جب لگتا ہوں ہر اہوتا ہی زخمِ اِی قاتل چاہئے دینِ بسنا چمنِ عالم میں بندِ مٹی سے نہیں کام نکلتا منعم آہ کی تیغ کو نافہم نہ سمجھے بیکار اس خراباتِ جہان میں ہی خرابی سبکو فرش ہو جاتا ہر مہمان کے قدم کے آگے</p>	<p>میری آنکھوں کا سماں اب گرہ بار میں ہے زنگِ خنجر کا گھر ہم زنگار میں ہے چہرہ گل کا تماشا سر ہر خار میں ہے زر نہیں کام کا جب تک کھڑا رہا میں ہے سرتلم دشمنِ خونخوار کا اک وار میں ہے نام کا فرق فقط غافل و ہشیار میں ہے کیا تواضع کی صفت سایہ اشجار میں ہے</p>
---	---

ہم صفرِ ان چمنِ گوش بر آواز رہو
زمزمہ اور بھی باقی مری منتار میں ہے

<p>کیا عجب روح ابھی تک جو تن زار میں ہے میرے آزار کی لذت دلِ اغیار میں ہے سامنا مجھ کو قیامت کا رہا کرتا ہے بختِ خستہ مجھے کیا ہجر کی شب سونے دے کیون تجھے کوئی سیحا کسے لے جائے جان اچکی ہر بات پہ خم ہے سر تسلیم اپنا</p>	<p>زیست کا لطف شکر ترے آزار میں ہے پر جفا جو وہ کھانا جو مجھے آزار میں ہے دیر سی دیر ترے وعدہ دیدار میں ہے طالعِ غیر مرے دینِ بیدار میں ہے اب تو کچھ بھی نہیں باقی ترے بیمار میں ہے عین مرضی ہو وہ میری جو دل یار میں ہے</p>
--	---

<p>قولِ واعظ کو خدا یا کہی باور نہ کیا مخل غیر میں جانے کو ہمیں کتنا ہے ہائے کیا دشمن جان صبر کی فرمائش ہے زور پر واز اسیری میں کہاں لے صیاد ہر قدم پر ترے عشاق کا خون ہوتا ہے غیر کے وصل سے انکار جو تو کرتا ہے مدعا ایک سہی کا ہے جسے شاد کرو</p>	<p>واہ کیا بات بڑی تیرے گنہگار میں ہے کوئی مطلب تو سنگم ترے اصرار میں ہے نہیں معلوم کہ کیا خاطر غمخوار میں ہے تابِ جنبش ہی نہیں مرغِ گرفتار میں ہے کاٹ تلوار کا قاتل تری رفتار میں ہے صاف اقرار سنگم ترے انکار میں ہے میرے دل میں ہی وہی جو دل اغیار میں ہے</p>
---	---

دلفروشی کو اثر آپ کہہ رہ جاتے ہیں
قدرِ اس مال کی کچھ ہی نہیں بازار میں ہے

<p>رُشخ کے حال پر تاسف ہے جسکی اوقات ہو تصوف پر جنکو دعوائے حق شناسی کا نہ تو عرفان کے امن میں ہن انداز کیسی تمسیل حکیم خالق کی کوئی نہ امرِ دین کو کوئی کہے</p>	<p>شکلِ روزی کی اک تصوف ہے اسکے اس روزگار پر تفت ہے اُنے بندے کو بھی تعارف ہے معرفت سے نہ کچھ تشریف ہے کیسا اسلام صد تاسف ہے دین کا دین ہی تصرف ہے</p>
--	--

<p>وہی اس عہد میں تصوف ہے شیخ کا مال بے تکلف ہے</p>	<p>دین احمد سے ہو جو باہر بات مال جو کچھ ہے بیوقوفوں کا ۛ</p>
<p>ہے اثر یہ تصرفِ حیا اور کوئی نہیں تصرف ہے</p>	
<p>ترے کرم کے الہی اُمید دار آئے چمن میں دھوم سے جب موسم بہار آئے ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے عدو کو ساتھ لئے وہ سر مزار آئے چمن میں موسم گل جوش پر ہزار آئے یہاں جو آئے تو کیا لیکے اختیار آئے اسی لئے تری محفل میں اشجار آئے کہ مشک مانے لئے آہو و تار آئے کہیں جو مرنے ہیں کیا انکو عتبار آئے مگر نہ خاطرِ نازک پہ اُنکے بار آئے حنورِ داد و محشر گناہ گار آئے</p>	<p>یہ کہتے حشر میں زاہد گنہگار آئے قص میں مبطلِ نالان کو کیا قرار آئے غمِ سراق میں کیونکر مجھے قرار آئے حد میں کیا دل قیاب کو قرار آئے ہمارے حشرِ حذران ہو گئی تو پہرے دل ہم اپنے فعل کے کیونکر ہیں ایذا مختار آئے برنگِ شمع ہیں پیشِ غیر جلنا تھا کیسی زلفِ مغبر کی بوسہ بالائی ہیں تو مرگ نے بے اعتبار کر ڈالا گلہ بجا ہی سہی اُنکی سہ گرائی کا پکاری رحمت حق و غلو کسان ہو تم</p>

خدا نے جب تمہیں دی اس طرح کی پیاری شکل
 نکال لینگے شب وصلِ حشر تین دل کی
 جو دن بہار کے ہین گل سے مل لے ایو بلبل
 آہنیں سنائیں ہم افسانہ بیعتِ داری کا
 شمار ہو نہیں سکتا مرے گناہوں کا
 نہ اپنی گرم کلامی سے دل جلوں کو چھیڑ
 کہنچی تھی ساتھ میں کیا مے کے کوہکن کی روح
 عدد کو خاک بنا دے کہ تیرے کوچے سے
 ہمارے دلِ غجگر سوز کا وہ عالم ہے
 عدد کو کیوں نہیں سمجھاتے حضرتِ ناصح
 رہا جو ہم عدد و شب تو اُنکے کوچے میں
 ہزار شکر بہر و سار کہا نہ طاعت پر
 عدد کے مرگ سے کیوں کر نہ ملال ہمیں

تمہیں بناؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے
 خدا کرے بھی تو وہ دن کہ اپنا یار آئے
 یہ انتظار کسان کا کہ پہر ہمارا آئے
 اگر تجھے تو دل مضطرب قرار آئے
 کریں شمار فرشتے اگر شمار آئے
 سر زبان نہ کہیں آؤ شعلہ بار آئے
 یہ ابر آئے ہین ساقی کہ کوہ سارا آئے
 غبارِ رخ لئے تیرے خاک رار آئے
 کہ جسکو دیکھ کے خورشید کو بخارا آئے
 کہاں کے آپ میرے دوستدار آئے
 ہزار بار گئے ہم ہزار بار آئے
 جو تیرے سامنے آئے تو شرمسار آئے
 ہمارے پاس وہ آئے تو اشجار آئے

اثر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہرِ شکار

بہادری سے کئی شیر جا کے مار آئے

<p>عشق ہی آزار سا آزار ہے دشمنِ جان کس قدر غمخوار ہے زندگی سے اب تو دل بیزار ہے سجھ کے اندر منساں نما ہے آسمان کیوں درپے آزار ہے کون کس کا طالبِ دیدار ہے وہ اگر چاہے تو بیٹرا پار ہے شیخ جی بہ آپ کی دستار ہے</p>	<p>چارہٴ دل چاہے گردِ شوار ہے صبر سے تسکینِ دل کیونکر کریں نتی کبھی ہلکو بھی جینے کی ہوس شیخ کے اسلام میں نہ پان ہی کفر لاگ کوئی ہے نہ ہے کوئی لگاؤ نورِ وحدت جلوہ گر ہی ہر طرف اپنی کشتی کا خدا ہے ناخدا میکدے میں ہاتھ آئی مجھ کو رات</p>	
	<p>ہے اگر دشمن قوی کیا غم اثر تیرا حامی حیدر کرار ہے</p>	
<p>رہتی تھی غشی محب کو نہ دو دو پہر ایسی آنکھیں نہ رہا کرتی تھیں اشکو نے تر ایسی لائے کوئی باریک کہاں سے نظر ایسی پیدا کرے اوقات کی صورت بشر ایسی جز الفتح حیدر نہیں ایدل سپر ایسی</p>	<p>پہلے تو نہ تھی شدتِ دردِ جگر ایسی اس گریہ ہر لحظہ سے اک ہولِ ہولِ مین تا دیکھ سکے یار ترے موے کمر کو دنیا کی خرابی ہو نہ عجب کی مضرت شمشیرِ حوادث سے جو انسان بچائے</p>	

<p>جو کچھ کہیں شاعرِ مہین لے یار بجا ہی کیا تاب کہ ہو یار کے دانتوں کے مقابل ہے رنگ ترے چہرہ روشن کا زلا اغیار کے ہوں کان کٹرے سنتے ہی جکبو چل نکلے تجھے چوڑ کے ہم قافلہ ترے ہم خاک نشینوں پر رکھے چشم توجہ ہے شانِ خدا اُس بت کجرو کی طبیعت مرغانِ قفس مر گئے دم بہرین پڑک کر ہم تیرے جفا دین کمان دیکھ سکین گے اُس گل سے لگا آئیگی یون میری طرف سے</p>	<p>ایسا نہ دہن دیکھا نہ دیکھی کس ایسی پیدا تو کرے پہلے صفائی گہرا ایسی پائے نہ صباحت کہی روی سحر ایسی کہنا نہ وہاں بات کوئی نامہ بر ایسی سوتا ہے کوئی نمیند ہی لے بیخبر ایسی گردون نے کمان پائی ہے عالی نظری بے راہ تہی اور آئی ہے اب راہ پر ایسی کیا لائی صبا جا کے چمن سے خبر ایسی اغیار پہ ہے چشم غایت اگر ایسی اُمید نہ تھی تجھے نسیم حسر ایسی</p>
---	---

ہے میر کے انداز کو حستہ جگر ہی شرط
 مان پائی ہے کہ تم نے طبیعت اشرابی

<p>جیسا تھا حسن یار باقی ہے روز کہتا ہوں تجھ پہ مرنا ہوں دم کے جانے میں کوئی دہن نہیں</p>	<p>وہی اگلی ہمار باقی ہے میرا کیا اعتبار باقی ہے اک ترانہ ظنار باقی ہے</p>
---	--

ابھی لچل چمن میں اے صیبا کرچکا میری خاک تک برابر قبر میں بھی ہیں کان آہٹ پر وہ عروجِ نشاطِ بزمِ کمان	توڑی فصل بہار باقی ہے اب تجھے کیا غبار باقی ہے یار کا انتظار باقی ہے میکشی کا خسار باقی ہے
اور کوئی نشانِ اثر کا نہیں کچھ نشانِ مزار باقی ہے :	
دل یہ کہتا ہے صنم تجھ پر فنا ہو جائے دستِ قاتل چوسے صرف دعا ہو جائے قید ہستی سے فنا ہو کر رہا ہو جائے ہے پیامِ مرگ میں مضمونِ فدا ہو جائے ہے دل بے آرزو ہونا کمالِ بندگی کیجئے معدومیِ تن سے علاجِ رنجِ دل ہو تبوں سے بے نیازی غیر سے شکرِ نیت تاکہ عجب عشقِ سیدِ چشمان میں رو یا کیجئے جب نہیں دلوں حسینوں کی پیمانی ہو گا	جان کہتی ہے مرے اسے کیا ہو جائے ساتھ غیروں کے شریک مر جا ہو جائے نکست گل بنکے گلشن ہی ہوا ہو جائے تابعت کی شکل پیدا ہو فنا ہو جائے بندہ بے مدعا ہو کر خدا ہو جائے نستی سے درہستی کی دوا ہو جائے بے غرض ہو جائے بے مدعا ہو جائے کشتہ تیغ نگاہ سرمہ سا ہو جائے کس توقع پر طلبگا رہنا ہو جائے

پاشکستہ ہو کے خونِ آرزو کیون کیجئے	دستِ جانان تک پہنچنے کو خا ہو جائے
مان مین مان ہرگز نہیں ہر شیوہ اہلِ قفا	گنبدِ گردون کی صورت بے صدا ہو جائے
سوزِ دل سے چشمِ جانان تک رسائی کیجئے	جسمِ خاکی کو حبِ ناکر تو تیا ہو جائے
غیر اٹھائے بھی اگر ایدل تو اٹھنا ہو محل	آنکھ کے خاک آستانِ نقشبس پا ہو جائے

اے اثر اپنی ہی ہے غمتائے آرزو

کر بلا مین مر کے خاکِ کر بلا ہو جائے

اس رحیمی پہ وہ عذاب کرے	تجکودِ اعطافِ خدا خراب کرے
سب ہی موقوف اسکی مرضی پہ	لطفِ فرمائے یا عتاب کرے
لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے	بات کی بات مین خراب کرے
کچھ نہیں دور اسکی قدرت سے	ذرہ کو رشک آفتاب کرے
ناتوان کو اگر وہ بخشے زور	بھر سے ہم سہری حباب کرے
بیخودی کا بھی ایک عالم ہی	ترک کیونکر کوئی شراب کرے
حسرتوں کے ہجوم کا ہی وقت	کوئی کیون حسرتِ شباب کرے
دینِ تر سے سامن کیسا	مشقِ گریہ ابھی سحاب کرے
سب بتوں کا ہی ایک ہی انداز	انہیں کیا کوئی انتخاب کرے

اے اشر تیرے شورِ نالہ سے
کس طرح کوئی سبیل خواب کرے

<p>انہیں اپنے اعمال یاد آگئے ہمیں دیکھ کر آج شرم آگئے ہم اپنے کئے کی سزا پا گئے مری لاش کے ساتھ اعدا گئے وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے سرِ طور بیکار موئے گئے عجب کیا جزا بد کو یاد آگئے</p>	<p>فسانہ مرا سنے لگے گہرا گئے وہ کل غیر کی دید کو کیا گئے مصیبت شبِ ہجر کی کیا کہیں ستم تو نے مردے پہ رکھا روا جنہیں لوگ رہتے تھے گہر و بھوک ہر اک سنگ میں جلوہ یار ہوتا کبھی تم بھی کہے میں تھے اے تو</p>
---	--

اشر کو سمجھ لو کہ مہمانِ مہناب
وہ امروز یا تا بہ ہند دا گئے

<p>وہ تو ہنس ہنس کے سوئے غیر نظر کرتا ہے غافل و نکلو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے ڈرتے ڈرتے ترے چہرے پہ نظر کرتا ہے کسکا جلوہ دلِ عاشق میں گزر کرتا ہے</p>	<p>نالے کس منہ سے تو دعوائے اثر کرتا ہے کوئی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے سور و لطفِ سہی غیر مگر اسپر بھی دل شکن باز بھی آفکر شکستِ دل سے</p>
---	--

<p> لرن آتا ہے اُسے دیکھ کے وحشت میری عشق کو دل میں چپا کر کناہنت آسان ہے طالبِ نذر ہو اور دئے مصفا کسا غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہی عشق کی خانہ خرابی ہے توقع کا سبب مر رہا ہے ترا بے سارِ محبت تو بھی اپنے دامن کو شبِ تاری بچائے رہنا بید مجنون مرے سائے سے حذر کرتا ہے کارِ غمت از مکر دینِ تر کرتا ہے مشقِ آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے میرے کوچے میں جو رورو کے سحر کرتا ہے کہتے ہیں دل میں جبینوں کی بھی گھر کرتا ہے ہوش آنے پہ نظر جانبِ در کرتا ہے نالہ صد چاک گریبانِ سحر کرتا ہے </p>	<p> کسکا آزار کشیدہ ہو کہ راتوں کو اثر نالے کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرنا ہی </p>
---	--

<p> کسی طرح غم میں بسر ہو گئی جان سے چپائے رہی عشق کو کسی نے جان نام تیرا لیا ہوا عشق دلو پڑی جان پر وہی چشمِ عالم کا سرمہ بنا نہ دنیا تھا خط آنکو پیشِ حدو شبِ ہجر آخرِ سحر ہو گئی مگر آنکے دل کو خبر ہو گئی وہیں اشک سے چشم تر ہو گئی بلا کسی تہی کے سر ہو گئی عنایت کی جس پر نطفہ ہو گئی خطا تجھے لے نامہ بر ہو گئی </p>	<p> کسی طرح غم میں بسر ہو گئی جان سے چپائے رہی عشق کو کسی نے جان نام تیرا لیا ہوا عشق دلو پڑی جان پر وہی چشمِ عالم کا سرمہ بنا نہ دنیا تھا خط آنکو پیشِ حدو </p>
--	---

<p>گراں باری سرمہ چشم یار نہ پائی شب وصل پھر غیر نے زرا بھی جو بدلی بتوں کی نظر عدو نے کوئی وار جدم کیا</p>	<p>سیاہی داغ جگر ہو گئی دعاے سحر کارگر ہو گئی ادھر کی حسدانی اُدھر ہو گئی محبت علی کی سپر ہو گئی</p>
<p>پہنچ جائیگے خدمتِ شاہِ مین جو تقدیر یا وراثر ہو گئی</p>	
<p>کھان کھان نہیں عزت مآب ہو کر پری دعاے بادہ کشان ستجاب ہو کے پری ہر اک کو ساقی میکش نے مست کیا آڑا کے کوچہ جانان سے لیگی جو صبا رہی نہ شوقِ شہادت کی نشنگی باقی وہ نوجوان جو بلا عہے عہدِ پری میں وہ فورِ شوق سے آنکھوں پہ پڑ گیا پردہ ہماری خاک ترے آستانِ روشن کو بجائے نامہ و قاصد دیارِ جانان سے</p>	<p>جہان میں اپنی غزل انتخاب ہو کے پری وہ فورِ رحمتِ حق سے سحاب ہو کے پری لکھا ہر زمین دورِ شراب ہو کے پری ہماری خاک جہان میں خراب ہو کے پری مرے گلے پہ تری تیغِ آب ہو کے پری ہماری عمر گزشتہ شباب ہو کے پری مری نظر ترے رخ سے نقاب ہو کے پری برنگِ ذرہ گئی آفتاب ہو کے پری ہماری یاس بھی خط کا جواب ہو کے پری</p>

<p>پسند آئی کچھ ایسی کہ سب نے لکھ رکھی یہ ظلم ہے کہ زبانِ بریدہ قاصد کی گئی جو کو چہ گیسو میں تیرے اے گلر و خیال آیا جو دنیا کی بے ثباتی کا نظر سے کیا رو عرفان میں کام لیتا میں خیال جو رہتا تیرا جو سرگزشتِ عدو ہوئی سیاہی اعمالِ زمینتِ پیری جد ہر جد ہر تو گیا بہر سیرِ گلگون پر</p>	<p>جہان میں میری کہانی کتاب ہو کے پری پیام وصل کا میرے جواب ہو کے پری چمن کو بادِ صبا مشکنا ہو کے پری نظر میں صورتِ ہستی حجاب ہو کے پری کہیم عقل ہی میری حجاب ہو کے پری مری نظریں دمِ خواب خواب ہو کے پری سفید بالوں پہ رنگِ خضاب ہو کے پری نسیم صبح تری ہجر کا ہو کے پری</p>
---	--

اثر خیال میں اُسکے دہان شیریں کے
مری زبان مرے لب پر لعاب ہو کے پری

<p>کاش سُنتے وہ زبانی میری واہ ری سیف زبانی میری کس غضب کی ہے جوانی میری کہیں سُنلی جو کہانی میری ہے سبک تہہ پہ گرانی میری</p>	<p>روتے ہیں نکلے کہانی میری کٹ گیا غمر مرے نالوں سے آنہ دیکھ کے فرماتے ہیں پہر نہیں نیند نہیں آنے کی بار کیا پاؤں تری محفل میں</p>
--	--

<p> ہمہ تن گوش بنے سنتے ہیں یاد آؤں گا جہاں کارون کو التجا ایک مقدر دوست تھے حشر میں کچھ نہ ہوا مجھے سوال اب اُٹینگے ترے در سے مر کر میرے اشعار فغانِ دل ہیں خسرو ملکِ سخن دانی ہوں دل میں پوشیدہ رہیگی کتب تارِ گیسو سے نظرِ حبا ابھی </p>	<p> غیر کہتا ہے کہانی میری بے نشانی ہے نشانی میری غیب کی مانی نہ مانی میری واہ رمی ہیچہدانی میری کبھی اُٹھتی نہیں مٹانی میری قدر کرتا ہے فغانی میری داد ہے باج ستانی میری آتش شوق مہمانی میری دیکھنا ریشہ دوانی میری </p>
<p> دل کی حالت سے خبر دیتی ہے اثرِ شفقتِ بیانی میری </p>	
<p> دل اس بلغ سے جو اُٹھا کر چلے وہ مردوں کو زنجِ بنا کر چلے موئے پر بھی ہمے ہوا نکو غبار جب آئے وہ گویا غریبان کی سمت </p>	<p> ہوا یاں کی ناساز پا کر چلے ہمیں خاک میں کیوں ملا کر چلے وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے قیامت کا عالم بپا کر چلے </p>

<p>تو بیکار گھر سے نہا کر چلے بہین اپنا بن بنا کر چلے جو کرنا تھا ہم اچھدا کر چلے مجھے سن ترانی سنا کر چلے جنہیں آپ بالابتا کر چلے جو وعین کیا تھا وفا کر چلے یہ کیا آئے تم اور آ کر چلے بہت درد دل کی دوا کر چلے عیادت کو آئے دعا کر چلے بہلا کر چلے پاؤں کر چلے نہیں اسکی پروا کہ کیا کر چلے</p>	<p>ہمیں خاک ہی سے جو پڑنا تھا کام نہ آیا انہیں کچھ بھی خوفِ خدا ملا لے بقدر سے اعمال کو نہیں میں ہوں ہوئی جو لے جانِ ق پہمیر تھے بیچارے عاشق نہ تھے چلے کس لئے آتے ہی جانِ من ق جو ایسا ہی جانا ہے آئے ہی کیوں افاقے کی صورت نہ کوئی ہوئی ق نہیں وقت اب تو دوا کا کہ لوگ ترے پاس اب تو چلے لے کریم ق سہارا ہے تیرے کرم کا ہمیں</p>	
	<p>اثرِ باغِ دنیا سے گل کی طرح جو ہوز رکبت زلٹا کر چلے</p>	
<p>ہم شکلِ دوو آہ نسیم سحر گئی آؤ شبِ فراق مری کام کر گئی</p>	<p>اے شمع تو ہی بزمِ سوا چشمِ تری گئی دل سے عدد کو تیر کی صورت کر گئی</p>	

<p>تیری سخاوت اور کدھر بد نظر گئی کیا آئے اے صبا مجھے پروا نہ خیال مشقِ جفا کے خوف سے رونے لگا دل میں ہوا سے عرض ہوئی عنایت کو مانا نشاط ہی میں کٹی زیت غیر کی مرنے کے بعد کون مرا نوحہ کر ہوا میں مر رہا ہوں کب سے غم انتظار میں لیکر عدو کو ساتھ وہ پریش کو آؤ میں بل کر رہی ہو زلف اُتر نیکو دوش سے</p>	<p>دل کی طرف گئی کبھی سو مج گئی مدت ہوئی کہ آرزو سے بال پر گئی جب اُس ستم شعار تک اپنی خبر گئی جب گل کے کان بادِ سحر گاہ بہر گئی اپنی ہی زندگی کسی صورت گزر گئی رونے کو بے کسی ہی فضا گور گئی کبخت موت کیا شبِ فرقت میں گئی وا حسرتا کہ لذتِ درِ جب گئی اُتری اگر تو جان لے ظالم کمر گئی</p>
<p>میں ہی نہ اسکی بزم سے روتا اٹھا اثر آنسو بہاتی شمع بھی وقتِ سحر گئی</p>	
<p>اس جہان کی کیا تمنا چاہئے کچھ نہیں درکار اسبابِ جہان راہِ حق دشوار ہے دشوار ہے ہے سمجھ ہی پر مدارِ عاقبت</p>	<p>آدمی کو فکرِ عقبہ چاہئے ہے جسے مرنا اُسے کیا چاہئے ہر قدم پر فضلِ مولے چاہئے نیک و بد کو خوب سمجھا چاہئے</p>

کیا ہوا مارے اگر شیر و ہنگ	نفسِ امارہ کو مارا چاہئے
غرق ہی ہوتے گئے اُسکے سوا	کشتی سے کنارا چاہئے
ہن شنیدہ قولِ شیخ و بزمین	مر کے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہئے
غیر غمخواری پہ آسادہ نہ ہو	لذتِ عیش کو چھپانا چاہئے
صبر میں پورا ہمیں پائیگی آپ	چاہئے غیر دیکھنا چاہئے
کر چکے برباد میری خاک تک	اب وہ کیا کرتے ہیں دیکھا چاہئے
رونقِ ہنگامہ کو محشر کے دن	تجساکِ ہنگامہ آرا چاہئے
اک حسدانی کو لئے ہیں ہاتھین	ان تبوں کا زور دیکھا چاہئے
زندگی بے عشق حکمِ موت ہے	خضر کے جینے پہ رونا چاہئے

سروِ بالِ دوش ہے تو بھی اثر

اُسکے ابرو کا اشارا چاہئے

عدو کی آزمائش جب ہماری امتحان تک ہے	تو لازم ہے کہ دیکھو صبرِ آئین بھی کہاں تک ہے
لگائی آگ عالم میں ترے سوزِ جدائی نے	ہماری آہ کا شعلہ زمین سے آسمان تک ہے
کسی دن تم تراؤ آنکھ صحرا میں غزالوں سے	ہمیں بھی دیکھنا ہی دین آہو کہاں تک ہے
رہائی ہو تو نکلے کچھ چمن میں عرصہ دل کا	ابھی تک قوتِ پرواز شاخِ آشیان تک ہے

عبت اے منعمونام و نشان پر جان تیر ہو نقاب آسنے جو اپنے چہرہ روشن سی اگلی ہو عدو کی تاب کیا ہو گرم پیکارِ سخن ہے خزانِ زندگی ہے تفرقہ اہلِ محبت کا نہیں کم راہِ پیائی میں ہوں اسے و غفلت قدم رکھا ہے اس صحرا میں میری بویست ^{دل} غمِ الفت کے افشا سے ہی رسوائی سی سوائی	زرا دیکھو نشانِ والوں کی قبر و نشانِ تک ہے نمایان نور کا عالم زمین سے آسمان تک ہے زبان سوزِ فسانہ گو ہماری داستان تک ہے مرا دنیا میں جینے کا بہارِ دوستان تک ہے تمہاری دوڑ مسجد تک مری منہ کی کان تک ہے کہ جس میں گردِ راہِ شوق گردِ کاروان تک ہے عدو کا دوست بیابانی سے میرا زندان تک ہے
---	---

جہان اندر جہان ہی اسے اثر ترکیبِ عالم کی
کسی کو کچھ نہیں معلوم کہ ہے کھانا تک ہے

مر گئے ہیں صدمہ برقِ رخ پر نور سے اے کلیمِ اعدا سبت کو رخ پر نور سے اس سے پروانہ جلے اُس سے جلے انسان ^{دل} ستی فصلِ بہاری کے اثر سے ہو گئے دشت میں سالز کو تیرا تیرا وحشی او پری کے دل میں ناصحا عشقِ حسین ہو تا نہیں	اے صنم بنو ہماری قبرِ سنگِ طور سے اپنے داغِ دل ہو سے روشن چراغِ طور سے شمع کو نسبت نہیں تیرے رخ پر نور سے سجھ زاہد کے دانے دانہ انگور سے مثلِ مجنون بہا گئے ہیں بیدِ مجنون دور سے دل کو بہلاتا ہی زاہد ہی خیال سے
---	--

برق سے کچھ کم نہیں حدت میں ایسا کالج	تو نے کیا شیر کی ہر تیز رنگ طور سے
کستور یارب ہوا ہی یادہ کوئی کور واج	ہیں انا الحق کہنے والے سیکڑو منصور سے
بعد سے سپا نہیں ہوتے کرم میں اہل	راہ ملتی ہے مسافر کو چہرا رخ دور سے
کیا فروغ ظاہری سے فائدہ باطن کو ہو	گور کی ظلمت نہیں جاتی چہرا رخ گور سے

عشق کا آزار ہوتا ہے سراسر جان گل
ہاتھ اٹھایا لے اثر سے دل رنجور سے

شراب خون جگر ہی ہو شراب ہم لیکو کیا کر نیگے	گزک کی جا ہو دل برشتہ کباب ہم لیکو کیا کر نیگے
ہزار پردہ میں تم چہاؤ پہ حسن چہتا نہیں بچاؤ	تمہارے عارض یہ کہہ ہی نہیں نقاب ہم لیکو کیا کر نیگے
ہمارے نقد دل و جگر کو حساب کے بعد پیر نیگے	حساب لیں گے کا اُن سے حاصل حساب ہم لیکو کیا کر نیگے
ہمیں جو بھیجا ہی تھے مصحف تو یا حرف آشنائیں ہم	دکھاؤ اپنا رخ کتابی کتاب ہم لیکو کیا کر نیگے
تمہیں مبارک ہو شیخ صاحبؒ یا پڑھیں بوجہ اپنا	ہمارے چہرے پہ جہر یاں ہیں خضاب ہم لیکو کیا کر نیگے
ازل میں موقع جو ہو ملتا تو اپنی خالق پر ضرور	کہ حسرتوں کا ہی یہ دمانہ شباب ہم لیکو کیا کر نیگے
جولے چکے ہیں ہماری دلوں کو تو آپ اسکو خوشی کھنکھو	ہمارے کیا کام آئیگا یہ جناب ہم لیکو کیا کر نیگے
جب ابتدا ہی ہو شوق دیدہ حال اتنا ہی تجھ کو ایل	خدا سے نادان کہنا نہ بہر کیوں جناب ہم لیکو کیا کر نیگے
دل پر آشوب وقت قسمت ہمیں یہ کہنا تھا میری نسبت	لے تو اچھا علی آتھی خراب ہم لیکو کیا کر نیگے

<p>بتوں کی اُفت سے باز آئیں مگر جو دل جان چکا غلط جو منع کرتا ہی دل نہ دینگے بتوں کو ناصح مگر خدا نہیں کچھ اُمید رست باقی رہی ہو بات اگر بُری</p>	<p>خدا رب میں جان پڑ گئی ہو ثواب ہم لیکر کیا کرینگے بتا دے تو ہی کہ اس طرح کا خدا ہم لیکر کیا کرینگے جواب قاصد جو لائیگا بھی جواب ہم لیکر کیا کرینگے</p>
<p>خدا کی بخشی ہوئی ہو وقت اشر نہیں کوئی نعمت ملی ہو جب عزتِ سیادت خطاب ہم لیکر کیا کرینگے</p>	
<p>منظور ہو جو سیر تمہیں لالہ زار کی زلغین جو سونگہ لی ہن مرے گلزار کی ایسی نہوتی شکل مرے جسم زار کی کتختے ہیں کب سے راہ ہم اُس شہسوار کی منہدی ہو شعلہ رنگ جو دستِ بنگار کی نکمت ہو ہر دماغ میں گیسوے یار کی گردشِ فسان سے کم نہیں چٹانِ بار کی دل میں جو ہے ہوا کسی گلگون سوار کی تعریف ہر زبان پہ ہے دندانِ یار کی ہو طبع کیفِ خیر نسیم ہزار کی ہر حرفِ چین کو تاب کہاں میرے وار کی</p>	<p>دیکھو ہمار میرے دلِ داغدار کی ہے سانسِ مشکِ بنیر نسیم ہبار کی لینے خبر جو آپ دلِ بقیدار کی مٹی منو خراب ہمار غبار کی سوزِ حسد سے جلتی ہیں شاخیں چپار کی عالم سے قدر اٹھ گئی مشکِ تار کی تیزی نگاہ میں ہو سر وہی کی دہار کی اکٹری ہوئی ہے سانسِ نسیم ہبار کی ہے آبِ آبِ آبِ دُرِ شاہوار کی مستانہ جنبشیں ہیں ہر اک شاخار کی برشِ زبانِ خامہ میں ہو ذوالفقار کی</p>

تکتا ہوں راہِ روزِ مدفن سے یار کی
 اس شبہ ہیں جسم مار سے زلفین جو یا کی
 خود داریاں دکھاتے ہیں اہل وقار کی
 عزت نگاہِ عشق میں کیا مالدار کی
 جسم جڑی لگی مژدہ اشکبار کی
 بیٹھے یہ خستیاں نہ مرنے پہ اختیار
 مان بھی ہزار بار نہیں بھی ہزار بار
 ہوں شیر دل مزاج بھی پایا ہوشیار
 کیونکر کریں نہ آہو مضمون کو صید ہم
 اے بلبل اسیر تجھے کچھ خبر بھی ہے
 ستانہ جوم جوم کے کیوں آتی ہو گھٹا
 کیونکر نہ مہر و ماہ کریں تو تیاے چشم
 ہر دن ہمیں دکھاتا ہے صدمہ نئے
 چائی ہے میکدے پہ گمشاپے شرب
 میں مر گیا جو مصحفِ رخسار چوم کر

عادت گئی نہ بعدِ فنا انتظار کی
 شانے نے شکل پائی ہے دندانِ باری
 جنگو کہی ہوا نہ لگی ننگِ معار کی
 ہے کنکری عقیق بتوں کے دیار کی
 اے گل ہوا ہے آبر وابر ہبار کی
 اپنی تو کوئی بات نہیں خستیاں کی
 کچھ بھی تمساری بات نہیں اعتبار کی
 آتی ہے جھکوارس ہوا کو ہسار کی
 ہوتی ہے دل میں شیر کے غبٹ شکار کی
 ہے دھوم آمد آمدِ فصل ہبار کی
 ساقی ہے اس میں روح کسی میگسار کی
 ہے خاک اے سوار ترے خاکسار کی
 جز موت حد نہیں ستم روزگار کی
 ہے یہ دلیلِ رحمت پروردگار کی
 قرآن کی لوح لوح ہے میرے نزار کی

کیونکر سپین نہ ساغر مے ہم علی الحساب
 خلق خدا پہ رحم کرے بانی ستم
 کچھ رحمت خدا کا بیسان یکدی میں کہ
 زاہد نہیں نمود ہے بادل کی بے سبب
 اے دل غم جان کو نہیں صورتِ قرا
 بے فیض ہے ہمیشہ سے ایدل نہالِ عشق
 آنکھوں سے تیری آنکھ برابر نہ کر سکی
 جنت میں زیر سایہ طوبی کمان و چین
 او بانی ستم دلِ نازک کو تو نہ توڑے
 خالِ سیاہ عارضِ گرد و ن پہ ماہ ہو
 بلجائیکا فلک بھی مری طرح خاک میں
 چوٹا چمنِ قفس میں پڑی آشیانِ جلا
 کھلا رہے ہیں قید میں مدتِ آج و جون
 ساغرِ جہاں سے سامنے سے بہا رہے
 چادر ہمارے جسم پہ ہے آبِ چشم کی

زاہد نہیں کہ منکر ہو روزِ شمار کی
 آہیں ہیں دُخراشس ہر اک دلعنار کی
 واعظ تجھے قسم ترے پروردگار کی
 پُنجی دُخا فلک پہ کسی بادِ خوار کی
 تھوڑی ہے عمر زندگیِ مستعار کی
 اُمید اُس سے کیا ثمر خوشگوار کی
 نرگس کی آنکھ آنکھ ہوئی شرمسار کی
 حسرت ہے دلوں سایہ دیوارِ بیک کی
 یہ بیکسی میں آس ہے اُمید دار کی
 صورت جو دیکھ لے مری شبِ ہاتھار کی
 آندھی اُٹھی اگر مرے مشتِ غبار کی
 بلبل کے کیا خلافت ہوا تہی ہمار کی
 تلوون کو آرزو ہے بیابان کے خار کی
 ساقی عذابِ جان ہی صعوبتِ خار کی
 آئی پسند وضعِ ہمیں آبشار کی

<p>انسان کو بعد مرگ بھی حاجت ہو چار کی ہر دم ہمارے دل میں ہو حالت فشار کی ہر ذرے سے ہے شان عیان کردگار کی</p>	<p>محتاجانِ بہنِ زیست کی باہر شمار سے جیسے کہ ہمکنار کیا اُسے غیر کو کچھ قبہ جزوِ کل کی نہیں کائنات میں</p>
<p>گنجِ قفس سے پر بھی نہ باہر ہوئے اثر دل میں ہمارے رہ گئی حسرت ہمار کی</p>	
<p>ہم رندِ خندِ چوڑ سہارا نہیں کہتے قارون کے خزانے کی بھی پروا نہیں کہتے ہم دل میں کوئی حسرت دنیا نہیں کہتے پروا کریں کس چیز کی ہم کب نہیں کہتے آگے برے اک کاہ کا رتبہ نہیں کہتے دنیا کی طلب طالبِ مولیٰ نہیں کہتے ہم تیرے سوا کوئی وسیلہ نہیں کہتے عاشقِ ترے قارون کا خزانہ نہیں کہتے جینے کی ہو س موت کی پروا نہیں کہتے</p>	<p>زاہد کی طرح زہد پہ تکبہ نہیں کہتے آزادِ غم و دولتِ دنیا نہیں کہتے عزت کی ہو س زر کی تمنا نہیں کہتے دل گنجِ قناعت کی بدولت ہو تو نگہ سو کوہ اگر لعلِ بدخشان سے برے ہوں جو طالبِ دنیاۓ دنی ہیں کہو اُن سے دارین میں اے نائبِ سلطانِ دو عالم کیا تذکرین دل کے سوا اے شہِ خوبان راضی بر صفا ہیں ترے آزادِ محبت</p>
<p>دل میں ہے جو پوشیدہ اثرِ عشق کی لبت</p>	

ہم اسکے سوا اور دھینا نہیں رکھتے

<p> کیا مجھ کو غرض رکھتے ہو تم یا نہیں کہتے صد شکر کہ ہم شیوہ اعدائیں کہتے جینے کی ہوس عاشق شیدا نہیں کہتے اس دکھ کی دوا حضرت عیسیٰ نہیں کہتے اے غیرت گل لالہ صحرائیں نہیں کہتے بیکار کسی شخص کو ہٹلا نہیں کہتے واقف ہیں کہ ہم خون کا دعوے نہیں کہتے یہ کام ہیں ایسے کہ نتجبا نہیں کہتے ہم ظلم کسی پر بھی گوارا نہیں کہتے کیا دیکھیں تجھے دین بسینا نہیں کہتے پر میرے لئے حکیم سیجا نہیں کہتے افسوس کہ وہ قصہ تماشا نہیں کہتے اتنا تو کلیجہ مرے اعدائیں کہتے باتوں نے دکھاتے ہیں کہ گویا نہیں کہتے </p>	<p> مجھے نہ کہو عشق عدو کا نہیں کہتے قسمت سے گلا بخت سے شکوائیں کہتے جب چاہیں مجھے قتل کریں آپ خوشی سے تم سے مرض عشق نہ جائیگا طبیبو جو داغ دے ہن تری فرقت میں خون نے سر پہوڑنے دو چارہ گرد ہاتھ نہ رو کو بخوف نہ کیوں عرصہ محشر میں وہ آئیں دل دیجئے سر پہوڑے مر جائے لیکن اغیار سے کیوں رنج کریں تیرے ستم کا منکر ہیں ترے حسن دل افروز سے محروم لب انکے ہیں جان بخش نہیں سہیں سخن کچھ جلاد کے ہاتھوں مرے پرزی تو اڑ گئی دل چیر کے خون سنبھ قاتل میں لگائیں شکوے دل انکا تو بہر ہوتا ہے ہدم </p>
--	--

<p>افسردہ مزاجی نے بنایا ہمیں بیکار پہنچی ہے کہاں انکی عداوت کی ترقی</p>	<p>وہ دل نہیں رکھتے وہ کلیجہ نہیں کہتے وہ میری محبت بھی گوارا نہیں رکھتے</p>
<p>آنسو ہیں کہ جاری ہیں اثرِ دینِ ترے رونے کے سوا تم کوئی دہندہ نہیں کہتے</p>	
<p>خامہ شرح آہِ شہبار سے حسرتِ دیدِ رخِ دلدار سے ابر آئے جو متے کسار سے کام کیا تھا ہکو کوئے یار سے دینِ گریان تو یوں رکتے نہیں جوشِ حیرت سے کوئی یارین سبزہِ نوخیز کا تختہ بنا بھردے ہیں گوشِ گلہائے چمن تلخ باتیں کین نہیں بیدرد نے بنکے غما ہجر کی شب اڑ گئی کا پنتا ہے بیدِ مجنون کی طرح</p>	<p>کم نہیں منتِ یارِ موسیقار سے ہو گئے ہم نرگسِ بیمار سے کون جائے خانہِ خار سے جا پڑے ایل ترے اہوار سے سی دے اے غم آنسوؤں کی تار سے ہو گئے ہم نقشِ بردیوار سے آسنہ عکسِ خطِ رخسار سے تو نے بلبلِ نالہ ہائے زار سے زہرِ ٹپکا لعلِ شکرِ بار سے نہیں میرے دیدہ بیدار سے قیس میرے وادی پر خار سے</p>

<p> تورہ فرہ غیرتِ خورشید ہے دشت میں ہر شب سا کرتے ہیں ہم تیرا ہمیں محبتِ تنوع میں ۛ اے بتِ نازک تری پتلی کمر ہوں وہ بلبلِ ٹہریان میری جو کھائے </p>	<p> کسے جاکھار وزنِ دیوار سے قصہٴ مجنون زبانِ خار سے سر کو ٹکرا باکیا دیوار سے ہے مشابہ میرے جسمِ نار سے نغمہٴ نکلے زاغ کی منقار سے </p>
<p> غم میں تنہائی ہے راحت لے اتر کیوں نہ بہاگون صحبتِ غمخوار سے </p>	
<p> دل لے بڑکے ضدی اور وہ ضدی سوا نظر آتی ہے لیے اسنے نکالے اپنے محل سے نکلنا کیوں نہ مشکل ہو الم کے چاہا بل سے عجب آشفۃ خاطر قیس ہو بتیابی دل سے کمانِ اہلِ فضیلت ہیں نین میری سخن سنجی سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ اک وقتِ معین تک بدیہی ہو وجودِ خالقِ ارض و سما ایدل کوئی جزو اور دانا نہیں اسرار سے وصف </p>	<p> ہماری جان کو ہر سامنا مشکل سی شکل سے مگر پردہ ہر چشمِ قیس پر بتیابی دل سے غضبِ دل کا مجھست ہو کسی زہرہ شام سے کبھی لیے سے ملتا ہو کبھی لیے کو محل سے مرے اشعار دیتو ہیں خبر علمی مسائل سے تعلقِ روح کو رہتا ہو کیونکر قالبِ گل سے نہیں حاجت کرے ثابت کوئی علمی لائل سے معائے جہان حل ہو نہ عالم سے نہ جاہل سے </p>

زہے اے باغبان گلشنِ قدرت ترے صدقے
 نظر بازون کو سیرِ گلشنِ ایجاد لازم ہے
 میں ناقص ہوں مگر روح القدس ہو کر حقیقت
 یہی آئینِ عالم ہو کہ حق حست دار پاتا ہے
 ترے روئے منور سے قمر اے یار رکھتا ہے
 کمالِ حسن پر خوبانِ عالم لاف زن کیوں ہیں
 کہیں لمبا ہے تیری دید کی بھیک اے شہِ خوبان
 ستارین ہم جو اپنے نالہ دلہوز گلشنِ میں
 جہان میں قدر ہے معشوق کی عشاق کو دم
 عجب انداز سے پھیری چری قاتل نے گردن
 تو اے بحرِ ملاحیت کس طرح سے کنارے ہو
 یہی ہو وقت اے خضرِ طریقت و سنگیری کا
 سر تسلیم میرا جب جھکا شوقِ شہادت میں
 عدو کی گرمی صحبت سے بڑکی آگ جب دہن
 وہ مجنون ہوں کہ بچپن میں جنون نے اپنی تائیں

نکلتے ہیں ہزاروں رنگ کو گل ایک ہی گل سے
 تماشا ہے بنے ہیں بلبلِ گل ایک ہی گل سے
 ملا یا مجھ کو روحِ تیرے سے اسنادِ کامل سے
 نپائے مدعی و ادِ سخن دعوائے باطل سے
 وہی نسبت جو ناقص کو ہوا کرتی ہو کامل سے
 زوالِ حسن کی صورت تو پوچھیں ماہِ کامل سے
 درِ دولت سراپہ ہم کھڑے رہتی ہیں ساگل سے
 لہو شپکے عوضِ نغمے کے مفتِ عبادل سے
 ملا ہے گل کو رنگِ برتری عشقِ عبادل سے
 جزا کہ اللہ کی نکلی صدِ حلقومِ بھل سے
 کبھی دریا نکل سکتا نہیں آغوشِ ساحل سے
 قدم آگے نہیں اٹھتا پڑا ہوں دور منزل سے
 صدِ کمرِ حربِ انکلی زبانِ تیغِ قاتل سے
 اٹھے ہم شکلِ دو و شمعِ اُس مہر کی مھل کی
 مری خاطر بنایا تھا کھلونا قیس کی گل سے

جو تو کہتا ہے اے مجنون ہی کہتی ہیں بچیں
 دیا کرتے ہیں عاشق جان شیریں شوقِ بوسہ
 مری تقدیر میں کیونکر نہ تویر کا عالم
 شبِ متابِ ہجران زلفِ جانان کی برابر ہے
 مری فریادِ دل نے کر دیا بے حسِ سینوں کو
 شبِ تاریکِ بیمِ موج و گردِ بویِ خیزِ حائل
 ہمیشہ خاکساری سے مری پسپا رہا دشمن
 حسین بھی گردِ شاخِ افلاک سے پانی نہیں پتا
 فرشتوں کو پہنسا یا حسن آدم زاد نے کیا ہی
 نہ اپنے منہ لگا جب چشمہٴ حیوان کا بھی پانی
 سناٹگی نہیں رو رو کے سوزِ غم کا افسانہ
 خدا کو چور کر تم دشمنِ ایمان سے ملتا ہوں
 دکھاؤں جذبہٴ دل کی اگر تاثیر اے جنوں
 عدم میں چین تھا آئے جان میں غم اُٹانیکو
 زبانِ شمع کیا بتلائے لذت جاگدازی کی

انا لیلیٰ کی آتی ہے صدا شورِ سلاسل سے
 لبِ شیریں تمہارے کم نہیں زہرِ بلاہل سے
 زبانِ اپنی بنی ہے شمعِ محفلِ شورشِ دل سے
 مہِ کامل نہیں کچھ کم رخِ پر نور کے تل سے
 بتوں کے گوش کر کیونکر نہوں شورِ جلاہل سے
 وہی جانے جو ایسے وقت میں ہو دورِ ساحل سے
 برنگِ سایہ میں آگے رہا اپنے مقابل سے
 ہمیشہ کام رکھتا ہی قمرِ قطعِ منازل سے
 نخل کے نہیں مارو ز محشرِ چاہِ بابل سے
 بھائی پیاس ہے خضر آبِ تیغِ قاتل سے
 کوئی شب پوچھنا احوال میرا شمعِ محفل سے
 بتو چلتا نہیں کچھ بس مرانا چار ہون ل سے
 نخل آئے ابھی لیٹے تر پکا اپنے محل سے
 خدا جانے سمجھ کر کیا اٹھے آرامِ منزل سے
 مرا سوزِ محبت کا کوئی پوچھے مرعول سے

<p> صدا پیدا نہیں ہوتی شکستِ شیشہ دل سے عمل میں تیز تر نقشِ درم ہی نقشِ عامل سے سلامت دشت میں پہنچے ٹھکر کوئی قافل سے تمہارا نام سُکرا سنے کوئی انکھہ شکل سے بہت نم مجھے ملے ہو مگر ملے نہیں دل سے کمان جاتا ہے او کا فر ٹھکر خانہ دل سے ہوا کیا ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہو گلشن دل سے </p>	<p> نہیں فریادِ شیوہ در وستانِ محبت کا مسخر کرتے ہیں پر یوں کو منعمِ زورِ دولت سے سپردِ یوانگی اپنی ہوئی شوقِ شہادت میں دمِ آخر تم آئے دیکھنے بیارِ ہجران کو جدا انداز ہوتا ہے مری جان دلوں سے خدا کے گہر میں بجکولے صنم ہنسنے جگہ دی ہے کسلے ہیں پھول داغِ غم کے آہن سرو بہرِ تاج </p>
---	---

دل پر داغ پر کیوں داغ تازہ روز کمانے ہو
 اثر کچھ فائدہ حاصل نہیں تحصیل حاصل سے

<p> دم گٹا جاتا ہر دے رخصتِ فریاد مجھے فصلِ گل آتی ہے کر قیدِ سوزِ آزاد مجھے تب کیا قید سے صبا دے آزاد مجھے لئے جاتا ہے کمانِ اولِ ناشاد مجھے کتبِ عشق میں سے رہے استاد مجھے اس سے مرکزِ نہیں شکوہ بیداد مجھے </p>	<p> طاقتِ ضبطِ فغان اب نہیں صبا دے ہوسِ سیرِ گلستانِ مہوی صبا دے کر چکی جب مری پرواز کی طاقتِ بڑھ راہِ عجلت کو ندے کام نہ کرے سوچے لینگے مجھے نہ سبقتِ کہیں قسیرِ فراد مالہ کرتا ہو تقاضائے جہان تازہ </p>
---	---

<p>کوئے جانان سے نہ لیجائی خونِ صحر کو داورِ حشر سے کیا دادِ جفا کی اُمید</p>	<p>بیڑیاں پانومین درکار ہیں حدادِ محجے لے سنگرمین جب عادتِ فریادِ محجے</p>
<p>خون بہا لیتا ہوں جب جوشِ خون ہوتا ہے خارِ صحر ہے اثرِ شترِ فسادِ بجھے</p>	
<p>حسن کی جنس خریدار لئے پھرتی ہے دور بدرِ حسرتِ و لدار لئے پھرتی ہے عدم آباد میں آنے کا سبب ہی ظاہر دلِ سوزان سے نہیں کوئی نشانِ ظلمت آتے ہی فصلِ خزانِ بلبلِ شیدا بہکی دیر و سجد میں تمنائے زیارت کسکی دشت میں قیس کو کیا آئے نظر جب لیٹے دورِ ساغر میں نہیں کفِ سرِ بادہ ساقی خونِ فریاد سے بچپن ہے روحِ شیرین گل سے کیوں کہہ نہیں دیتی ہی سپاِ بلبل مانتا ہی نہیں لیٹے کی کرے کیا لیٹے</p>	<p>ساتھ بازار کا بازار لئے پھرتی ہے سرِ ہر کوچہ و بازار لئے پھرتی ہے جستجوئے کمرِ یار لئے پھرتی ہے شعلِ آہِ شبِ تار لئے پھرتی ہے ہر طرف گل کی جگہ خار لئے پھرتی ہے تکڑے کافر و دیندار لئے پھرتی ہے ساتھ میں گرد کی دیوار لئے پھرتی ہے دختِ رزِ شیخ کی دستار لئے پھرتی ہے بیتون سے بھی گران بار لئے پھرتی ہے اپنے سرِ بادِ صبا بار لئے پھرتی ہے ساتھ میں قیس کو تا چار لئے پھرتی ہے</p>

<p>خون میں ڈوبی ہوئی منتار لئی پھرتی ہے پھول منتار میں بیکار لئے پھرتی ہے صورت مرغ گرفتار لئی پھرتی ہے ساتہ محشر تری رفتار لئے پھرتی ہے سر پہ الزام کے کنار لئے پھرتی ہے گردش چرخ ستمگار لئے پھرتی ہے لپے کتوں کو یہ مردار لئے پھرتی ہے</p>	<p>صدمہ پہنچا لگی گل کو کہ جن میں لبیل کشتہ ناز کی تربت نہ ملیگی لبیل طارِ دل کو ہوائے خم زلفِ صیاد جنشِ پاسے ہے گلیوں میں قیامتِ بپا کو کہن خود تو سبکدوش ہو پر شیریں دشتِ غربت میں نہیں پتہ راہوں خود آواہ ساتہ دنیا کا نہیں طالبِ دنیا دیتے</p>
---	--

حسرت دیدار حضرتِ آتش کی طح

پیشِ روزن پس دیار لئے پھرتی ہے

پھرون مہین رہتی ہی بیوشی سی بیوشی
مدہوشی ہے ہشیاری ہشیاری ہی مدہوشی
سفاک مبارک ہو تج کو بھی سبکدوشی
کتے ہیں جسے جنت ہی غم کی فراوشی
شیوہ ہے کمینوں کا احسان کی فراوشی
تار تو ہے یا رب کر میری خطا پوشی

جب تیرے تصور سے ہوتی ہی ہم اغوشی
یہ راز کھلا ہم پر ہنگامِ مستوح نوشی
سردیکے ہوئی ہو کو مدفن سے ہم آغوشی
کس منکر میں ہی زاہد کر خوب قبح نوشی
ہم تیرا کرم کیونکر لے پیرِ مغان بہوین
شرمندہ عصیان ہو محشر میں ترا بندہ

<p>دہر پر وہ ہی ماتم میں غم اسکو بتوں کا ہی صورت نے تری سبکو تصویر بنا ڈالا دشمن سے گلے ملا وہ شوخ نظر آیا یہ راز نہیں کہتا کیون دی چمن آرائے مشاطہ ہی کیا غش تھی آرائش جان پان اے یادِ جوانی تو سر مایہ رحمت ہی مانندِ صبا سر سے کوچے میں ترے پرتا پردہ نہیں زمینِ مشتاق تماشا سے کیا کیا غم ساقی میں پیتے ہیں لہو اپنا ہستی کی فراموشی آرام کی صورت ہے</p>	<p>بیوہ نہیں زاہد کعبے کی سیہ پوشی ہے مغلِ خوبان میں تنجانے کی خاموشی اے مرگ کہاں ہی تو کر ہے ہم آغوشی زکس تھے حیرانی سوسن تجھے خاموشی آئے کو تھا سکتہ خود اسکو تھی مہوشی پیری میں بڑی رحمت ہی تیری فراموشی اے رشکِ چمن گل کو موتی جو سبکدوشی اس جلوہ نمائی پر اے یار یہ رو پوشی ہم رندوں کی مے نوشی زاہد ہے بلا نوشی جنت میں کہاں زاہد ہستی کی فراموشی</p>
---	--

بالین اثر پر وہ آئے بھی تو کب آئے
 جب نزع میں طاری تھی ہچاڑی یہ بیوشی

<p>دو چار دن ہمار کا عالم دکھا گئے گل اور عندلیب میں جگڑا لگا گئے کعبہ گئے مدینہ گئے کر بلا گئے</p>	<p>گل اے نسیم بلغ میں کیا آؤ کیا گئے وہ سیرِ بلغ میں یہ نب اگل کھلا گئے جب ہم نہ تھے پسند کہیں کے تو کیا گئے</p>
---	--

تھی دیدنی بہار ہمارے غبار کی
 بانگِ جرس نہ غلغلہ کو سِ صبحِ دم
 مدت پہ دل میں آیا تھا اند کا خیال
 دم بہرہی بے جرس نہ رہا کاروانِ عمر
 منہ لیکے غیر رہ گیا دورِ اخیر میں
 کیا تم کو اے کلیمِ ستاؤن کہ کیا بنی
 بزمِ عدو میں آکے وہ بیٹھے عدو کی پاس
 قسین نہ کہانی مجھے کوئی کلمہ نہیں
 صد کی ہے اور بات و گرنہ پئے جہنا
 مرتے ہیں خضر سبزہ رخسارِ یار پر
 اہلِ جان کو دیدہ عبرت سے دیکھئے
 اے آسمان نہ جان کہ مدفون ہوئی ہیں ہم
 میاں ک تم ہوا یہ تو محشر میں اے بتو
 ناحق کی ہے پریش ایمان ہوا عینِ خدا

آنکلی گلی میں ہم سرِ دوش صبا گئے
 جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے
 کس وقت لے بتو مجھے تم یاد آ گئے
 نالے ہمارے ساتھ بجائے درا گئے
 جو کچھ رہی سہی تھی اُسے ہم چڑھا گئے
 وہ بے نقاب سامنے میری چو آ گئے
 چلنے کو جب ہوئے تو اُسے گہر بلا گئے
 شب کو عدو کے گہر نہ گئی آپ یا گئے
 اغیار کیا بُرے تھے کہ ہم اُن کو بہا گئے
 سُن لیں ا ایک روز کہ وہ زہر کھا گئے
 نئی جنے چشمِ لطف وہ آنکھیں چرا گئے
 تیرے ستم کے ڈر سے زمین میں سما گئے
 کیا جانیں کیا کرو گے جو پیشِ خدا گئے
 تو پوچھ اُن سے جو ہمیں کافر بنا گئے

جب کہو چکے تو سادگی طبع سے اثر

آنکی گلی میں ڈھونڈنے دل بارہا گئے

جہان میں ہوتی ہیں گشتا ہر دم ایسا ہی ہوتا ہے	مگر ہمپر جو ہے تیرا ستم ایسا ہی ہوتا ہے
عدو کے آتے ہی رونق سدھاری تیری	معاذ اللہ انسان کا قدم ایسا ہی ہوتا ہے
سکاوٹ ہی خلش ہی چپیر ہی ایذا پہ ایذا ہے	ستم اہل وفا پر دم بدم ایسا ہی ہوتا ہے
حسینوں کی جہان میں ہی تلون سی نہیں خالی	ستم کے بعد کرتے ہیں کرم ایسا ہی ہوتا ہے
دل مجبور آخر انتہا ہے ہر نحوست کی	کبھی سعدین ہوتے ہیں بہم ایسا ہی ہوتا ہے
نکر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا	محبت میں ترے سر کی قسم ایسا ہی ہوتا ہے
نہو در جدائی سے جو واقف اُسکو کیا کہی	ہمیں وہ دیکھ کر کہتے ہیں غم ایسا ہی ہوتا ہے
بتوں کے ٹٹنے جلنے پر پنجائے دل نادان	بڑھا کر ربط کر دیتے ہیں کم ایسا ہی ہوتا ہے
ہمیں بزمِ عدو میں وہ بلا تے ہیں تمنا سے	کرم ایسا ہی ہوتا ہے ستم ایسا ہی ہوتا ہے
اچھ دی محب کو کبھی میں خدا سے پاک نے زاہد	تو کہتا تھا کہ مقبولِ حرم ایسا ہی ہوتا ہے

ہوا کرتا ہے سب کچھ اے اشرار کی خدائی میں

کرین دعوئے خدائی کا صنم ایسا ہی ہوتا ہے

بے حرکے گل چمن میں کیا بہارِ نغمہ ہے	گوشِ دل سے کاوشوں پر خارِ خارِ نغمہ ہے
کم نہیں فصلِ بہاری سے بہارِ نغمہ ہے	تازگی بخشِ دل مردہ عذارِ نغمہ ہے

<p>منزلِ مقصودِ بدرِ حالانِ ویاںِ نغمہ ہے صرف چند اصواتِ موزون پر دارِ نغمہ ہے ہر سخن کو جکے حاصلِ امتِ بارِ نغمہ ہے طبعِ ناموزونِ زاہدِ شہرِ مسارِ نغمہ ہے بلبلِ شیرینِ زبانِ اُسیدِ دارِ نغمہ ہے یہ تو وقتِ میکشی ہے روزِ کارِ نغمہ ہے دلِ رہینِ جذبہ بے اختِ یارِ نغمہ ہے موم کرنا ورنہ پتھر کو بھی کارِ نغمہ ہے لاکھ پروے میں بھی ظالمِ مقبرِ نغمہ ہے شہرِ مینِ ہر سمتِ برپا گیرِ دارِ نغمہ ہے درہم و برہم چمنِ مینِ کارِ دارِ نغمہ ہے آگے اُس شیرینِ سخن کے کیا شمارِ نغمہ ہے</p>	<p>مطربانِ خوش نواہین سازِ کارِ اہلِ شوق شرع ہے قانونِ عقلی و اعطا برہم نہو آگے آگے کیوں نہ عاشقِ گوشِ برآوازِ ہون آشنائی سازِ لذتِ ہر دلِ اربابِ شوق کچھ لبِ شکرِ نشان سے ہو چمنِ مینِ نغمہ یہ کوئی فصلِ گلِ مینِ واعظِ کس طرح تو بہ کرے موجِ غلطِ پابندیِ فطرت کو کیا باطل کری نیرے دل پر زبا ہوتا نہیں کچھ بھی اثر ہو صدائے خوش دلِ محزون کو بیتابی کی شکل حکم سے اسپر بھی کیا قاضی نے جاری کر دیا مبتلا سے آفتِ صیا کو کیا بلبلِ ہونی گوشِ دل سے کوئی پوچھے بڑھائی لطف</p>
---	---

ہے گرانِ بزمِ طرب اُس بت کی فرقتِ مینِ اثر

اکوہ سے سنگینِ یادِ محک کو بارِ نغمہ ہے

پنچے مین آئے آج صنیعِ شکار کے

اک ہل مین ہم شکار ہوئے چشمِ یار کے

آنکھیں بنائیں یار کے دیدار کے لئے
 کیا دور دور کرتے ہیں راحت سانیان
 راو عدم میں سب کی سواری ہوا کی ہی
 جانناز کا ہے کام کہ کھیلے قسا عشق
 اے بادشاہ جن ترے در کے ہیں فقیر
 ظرف وضو بناتا ہے جام شراب بھی
 لہرا رہا ہے زمین جو اس زلف کا خیال
 تو اپنے شرمسار سے ہوتا ہے شرمسار
 سفاک تیری دید کی ہے دل کو آرزو
 اہل عدم کی غیبت پہ کیونکر نہ آئے رشک
 جیسے پٹ کو سوتے ہیں اس بٹ کے ساتھ ہم
 پہیلی ہوئی ہے گیسو مشکین کی بونیم
 نکلا ہے آج سیر کو وہ نو بہارِ حُسن
 بد فضا بھی ہے اثرِ دل شکستگی
 منزل سوا قرار نہیں انکو راہ میں

قربان جائیے کرم کردگار کے
 دستِ کرم دراز ہیں پروردگار کے
 دنیا سے لوگ جاتے ہیں کاندھویہ چار کے
 دل اٹکائے ہنسنے جیت لیا جان ہار کے
 قیصر کے ہم غلام نہ بندے ہیں زیار کے
 مٹی دہری ہے چاک پہ آگے کھمار کے
 تارے شبِ فراق میں چالے ہیں ہار کے
 یارب زہی نصیب ترے شرمسار کے
 روزِ ن بندا دے سینے میں اک تیر مار کے
 سوتے ہیں کیا ہی چین سے اندر مزار کے
 پنجے میں ہیں رقیب عذابِ فساد کے
 یا کھل گئے ہیں سیکڑوں نافے تار کے
 مدت پہ دن پھرے چمن روزگار کے
 ہنس رہے ہیں چور چور ہمارے مزار کے
 جو ہیں سوارِ اہلِ لیل و نہار کے

<p>کیا اس سے مجھ اسیر کو حاصل اگر صبا صیاد تجھے آہوے دلو مفسر نہیں اے ماہ میرے دروغ جدائی کا کہ حساب تو اپنے برقی حسن کے کشتے کی قدر کر بکھری ہوئی ہے زلف جو اس گلغذاری انسان میں بھی ہی جن کی طح آتش غور کس شمع رو کے عشق میں جل کر ہوا ہوں خاک شاعر کے اختیار میں لطیف سخن نہیں</p>	<p>موسم گیا حشر ان کا دن آئے بہار کے تیرے غزال چشم ہیں چیتے شکار کے تارے ہیں آسمان میں دانے شمار کے نگو ادے کوہ طور سے پتھر مزار کے جو کے ہیں شک بیز نسیم بہار کے آئے کہاں سے خاک میں انداز مزار کے پروانے زائرین ہیں میرے مزار کے حسن قبول ہاتھ ہے پروردگار کے</p>
<p>دنیا کے در و دریغ دوامی نہیں اثر دن ہیں قلیل زندگی مستعار کے</p>	
<p>نیرنگ دیکھے چمن روزگار کے کچھ اے وہاں گور خدا کے لئے بتا گل زر کف کٹھے ہیں پھار کے واسطے طاؤس ناپتے ہیں پیازیم رقص ہے قندیل جھاڑ لپ نہیں مال کچھ اثر</p>	<p>گل کی نمود ہوتی ہے پہلو میں خار کے کیا گزری مرنے والوں پہ اندر مزار کے آئے قدم چمن میں عروس بہار کے گاتی ہے عنذیب ترانے بہار کے یہ سب کے سب تاشے ہیں شہنائی تار کے</p>

۲	مرنے پہ کام آتی ہے ایمان کی روشنی	۱	پچھل تو اس چراغ کو اندر مزار کے
۳	اکھون کا حال کس سے کہیں اور کیا کہیں	۲	تب لوگ اور ہی تھے ہمارے دیار کے
۴	تھے درد مند کام بھی کرتے تھے درو کے	۳	ہوتے تھے چارہ ساز ہر اک دلفگار کے
۵	مسکین و ناتوان کی لبا کرتے تھے خبر	۴	پرساں حال ہوتے تھے بے روزگار کے
۶	اہل کرم سے ملک خدا تھا بسا ہوا	۵	مطلب برار ہوتے تھے اُمیدوار کے
۷	آپس میں تھی شریفیوں کے رسم برابری	۶	پیدل بھی بیٹناست برابر سوار کے
۸	دل میں بھری تھی ایسی شجاعت کہ وقتِ اُ	۷	ہوتا تھا ایک شخص مقابل ہزار کے
۹	زر کی ہوس سے پاک تھا ہر آدمی کا دل	۸	کب کوئی پوچھتا تھا قدم مالدار کے
۱۰	حسد ستم شعار جنسا جو نہ تھا کوئی	۹	تھے لوگ آبرو کے حیا کے وقار کے
۱۱	اپنے جواب آپ تھے اخلاقِ عامین	۱۰	گو یا کہ خاص بندے تھے پروردگار کے
۱۲	القصدہ انکھا ذکر جو کرتا ہوں لے اثر	۱۱	کہتی ہے بار بار یہ عبرت پکار کے
۱۳	خافل ہے کس خیال میں دنیا بدل گئی	۱۲	اندازا تبو اور ہین لسیل و نہار کے
۱۴	مرد و فاکا نام زمانے سے مٹ گیا	۱۳	اس وقت میں تو بار بھی دشمن ہین بار کے
۱۵	ہشیار ہو جان میں ہین اہل غرض بہت	۱۴	قابل نہیں ہین اہل غرض عتبار کے
۱۶	خود وار و دست ایسوں کو کیونکر نبا سکے	۱۵	جو آشنا کہی نہوے ننگ و عار کے

مرد فقیر ہوتے ہیں ثابت قدم اثر
دنیا کو سر چڑھاتے نہیں لات مار کے

<p>آسح بھی میر وقت کبھی تھے بہار کے صیاد ہم قفس میں رہیں دل کو مار کے آنی خزان کی فصل گئے دن بہار کے ہوتے جو اپنے دیدہ و دل اختیار کے کچھ کم نہیں پہاڑ سے دن انتظار کے یہ سنگدل بنے ہیں بتوں کے غبار کے اس وقت کام آؤ دل بقیار کے احوال کیا کہوں اثر و لغزار کے اُس کو بلا یا نام سے تیرے پکار کے غش سے گرا زمین پہ اک آہ مار کے</p>	<p>تم ہی نہیں ہو میر اثر اس دیا کے جب ہوں زبان خلق پہ چرچے بہار کے گل کی کہیں نمود نہ نغمے ہزار کے ناصح غم فراق میں ہم روتے یوں لہو کرتا ہوں عاشقی میں صنم کو کہن کا کام افلاک کے مزاج سے کیمنہ نہ جانیگا سینے سے آلو کہ نہیں طاقت فراق ہوتا ہے پاش پاش کلیجا بیان سے ق اک دن کا ذکر ہے کہ کھڑا تھا وہ مجھ سے اے ماہ کچھ نہ پوچھہ جو اُس پر گزر گئی</p>
--	---

کیونکہ ہمیں قرار کا پہلو ملے اثر
ہم ہاتھ میں پڑے ہیں دل بقیار کے



مختلف اشعا

جنگل جنگل صحرا صحرا ماری ماری پھرتے ہیں	مطلع آہو وحشی جانکے ہکو ساتھ ہمارے پھرتے ہیں
بہل کی تمنا وہ نکلنے نہیں دیتے	مطلع تھم تھم کے چہری حلقی چلنی نہیں دیتے
کیا کیا نہ رنج پیری میں سہتا ہے آدمی	مطلع اس سن میں آدمی نہیں رہتا ہے آدمی

رباعی

موسن ہوں نہ کیوں کون لائے حیدر	کیونکر نکرون موج و ثنائے حیدر
کب باغم جو عدو موج سے انکار کرے	حیدر کا ہے مداح خداے حیدر

ایضاً

خالق کی رضا جان رضا لائے حیدر	سو جان سے ہو جا تو خدا لائے حیدر
موسن کو نہیں عشق علی سے چارہ	ایمان کی دلالت ہو لائے حیدر

ایضاً

حیدر کی صفت کیا کوئی انسان لکھے	کیا تاب کوئی دوسرا قرآن لکھے
مکمل نہیں انسان سے مدح حیدر	خالق ہی لکھے تو اپنی ہی شان لکھے

قطعہ

حارب جو پر علی کا وہ حارب نبی کا ہے	حارب نبی کا دشمن اسد پاک ہے
-------------------------------------	-----------------------------

بس حارب علی ونبی و حسدا جو ہو	وہ عاقبت خراب جہنم کی خاک ہے
قطعه	
کہے ہی میں نہیں ایسے شیخ ہزاروں بندے دیر میں پیشِ تباہ ہاتھ میں لیکر سمرن دیر تو دیر علی گرے میں بھی اہلِ جدت	نام اللہ کا ہر آن لیا کرتے ہیں ہر عین شوق سے ہر نام جپا کرتے ہیں لفظِ نچر سے اُسے یاد کیا کرتے ہیں
قصیدہ در مولد سیدنا حضرت امیر المومنین علیہ السلام الی یوم القیام	
مژدہ بادا شہسوارِ لافنی پیدا ہوا ہے رجب کی تیرہوین بشاش ہوا مسندِ پیغمبری پانی زہے اوجِ چشم فرقِ تقدس پر ہونیا جکے تاجِ انما لکھ لکھی ہے جسکی شان میں اے مومنو لافنے اَلَا عَلٰی لَا سِیْفَ اَلَا ذُو الْفَقَارِ ضنیغم دشتِ فتوت شیرِ میدانِ وفا جب کبھی مر حب پہ شاہِ اسن جان کی ذوقاً دشتِ میں جسے بچا یا شیر سے سلمان کو	راکبِ دوشِ جنابِ مصطفیٰ پیدا ہوا ابنِ عسّم بادشاہِ انبیا پیدا ہوا جانشینِ حضرتِ خیرِ الورے پیدا ہوا کشورِ ملت کا وہ مندرمانر واپیدا ہوا وہ جگر بندِ جنابِ مصطفیٰ پیدا ہوا شانِ میں جسکی ہے وہ شیرِ خدا پیدا ہوا حیدرِ شکر شکنِ خیرِ کثا پیدا ہوا عالمِ بالائین شورِ مر حب پیدا ہوا وہ زبردستِ جنابِ کبرا پیدا ہوا

شان میں جسکی خدا نے ہل اتے نازل کیا
 مثل شاہ انبیا وہ بادشاہ اولیا
 خرقہ مواج بخشا حق نے مولے کو مرے
 دین حق میں سے دیکھو جلوہ روئے علی
 پہلے کعبہ تکدہ تھا ہو گیا بیت خدا
 مومنو باقی نہیں اب خوف طوفانِ نفاق
 ہر نبی کی شکون کو جس نے آسان کر دیا
 شکلِ آدم میں ہوا سجدہ جو مقصود حق
 دشمنِ موسے کو جس نے کر دیا اک دم غرق
 جس نے یوسف کو بلایا غمزدہ یعقوب سے
 خضر والیاس و سبکیا کو ہدایتِ جنو کی
 جتنے ہیں بیدست اٹکا ہی دیا اللہ و تگبر
 مرتبے میں منزلت میں بعد محبوبِ خدا
 ذات میں ہمداتِ حق ہی وہ شہِ دنیا و دین
 رحمتِ خورشید سے عالم پہ روشن ہو گیا

مومنو وہ آج ممدوحِ خدا پیدا ہوا
 اولین و آخرین کا پیشوا پیدا ہوا
 بھرستاری وہ شاہِ دوسرا پیدا ہوا
 نظرِ ذاتِ جنابِ کبریا پیدا ہوا
 جب علی مرتضیٰ سا با خدا پیدا ہوا
 کشتیِ دینِ خدا کا نا خدا پیدا ہوا
 آج وہ عقدہ کشا مشکاکش پیدا ہوا
 وہ معین اولیا و انبیا پیدا ہوا
 بحرِ وحدت کا نڈر بے بہا پیدا ہوا
 مژدہ لے اہلِ حزن وہ غمزدہ پیدا ہوا
 وہ روئے دینِ نبی کا رہنما پیدا ہوا
 اہلِ حاجت کے لئے حاجتِ وفا پیدا ہوا
 کون موسے کی برابر دوسرا پیدا ہوا
 نام میں نامِ خدا نامِ خدا پیدا ہوا
 مثلِ پیغمبر علی مغیرنا پیدا ہوا

قائل قول سلونی واقعہ اسرارِ غیب	عالمِ علم لدن مصطفیٰ پید ہوا
---------------------------------	------------------------------

اپنی شکل کے لئے پڑھ لے اثرِ نادِ علی

ساری مشکل کا علی شگلکشا پید ہوا

قصیدہ منقبت

کیون کعبہ دل میں نہ رکھیں تجھے صنم کو
ہے وہ صنم خانہ بنایا ہے کہ جس میں
کعبہ ہے یہی دل جو گزر گاہِ خدا ہے
ہے وحشتِ دل سبھے ہوئے سیر و تماشا
محلِجِ دلائلِ نہیں اثباتِ اتنی
ابطالِ جُز لائے تجھ سے جو تو نے
ثابت ہوئی جوت ہوئے کی قدیمی
شے کوئی مہیوئے نہیں لے شکل مہیوئے
ہر چند قومی فعل میں ہے قوتِ پینش
پیرا ہن یوسف کی شمسِ آئی ہو اپر
اصدا و موافقِ یدِ قدرت میں ہن کے

جلوے نے ترے ایک کیا دیر و حرم کو
ہو دخل نہ زاہد ترے تقوے کے صنم کو
لے شیخ ترا کعبہ نہیں چاہئے ہکو
صحرا سے حدوث اور بیا بانِ قدم کو
اے فلسفی رکھ چوڑ براہینِ حکم کو
چاہا کرے اثباتِ مہیوئے کے قدم کو
مذہب میں ہوا دخل تدبیر کے قدم کو
صورت ملی بدعت سے تری کفر و ظلم کو
چاہے تو کرے اُس سے قوی قوتِ شکر کو
کنعان میں اک پیرِ پراز در و عالم کو
معدن بنے یم چاہے جو معدن کری کم کو

احسن ہے مگر بیج وہی جیسے ہر عالم
 فطرت کا تقاضا ہے کہ ہو عدل کرمین
 بخشش ہو تلی اس لئے قسام ازل نے
 ادنے کے جو اطوار ہیں اعلیٰ کے نہیں ہیں
 انداز جو ہیں داخل طینت نہیں جاتے
 کر شکر کہ ہے شکر ہی سرمایہ طاقت
 جسے کہ کٹلی ہستی عالم کی حقیقت
 اس عالم فانی سے اثر دل نہ لگانا
 مغرور نہ ہو ثروت دنیا سے دنی پر
 کیا مال سمجھتے ہیں جو ہیں صاحب دانش
 نامادان ہو منقش جو کرے صفحہ دل پر
 گر عقل ہے کہ ملک قناعت کو سحر
 اس راہ طلب میں تو بس راہبر اپنا
 یعنی کہ علی جس میں کریمی ہے خدا کی
 وہ شاہ گدا۔ جسکے سمجھتے ہیں مذلت

اس بیج میں کچھ دخل نہیں لافہم کو
 اس عدل نے بے زور کیا دستِ ستم کو
 خالی نہ کیا عدل سے سب زان کرم کو
 آتا رہا ہو نہیں شیرانِ اجہم کو
 آہو نہ کہی ترک کرے عادتِ رَم کو
 ہے شکر ہی جو دفع کرے کفرِ ظلم کو
 ہم ایک سمجھنے لگے ہستی و عدم کو
 روزانہ پڑے تجھ کو کہیں بختِ ڈرم کو
 بازیچہ طعنِ اسلحہ جاہ و چشم کو
 ملک و زرو اسپ و شتر و طبل و علم کو
 نقش ہو بس و رغبتِ دینار و درم کو
 یہ ملک نہ حاصل ہو اسٹا بانِ عجم کو
 شاہنشاہِ دین نائبِ سلطانِ اہم کو
 اُمیدِ کرم جس سے ہے اربابِ کرم کو
 جاہ و چشم و شوکتِ اسکن در و جہم کو

ہر دشمن دینِ شہرِ بطحہ و حرم کو
 شیرانِ عرب اور ہزیرانِ عجم کو
 ہے فخر تری ذات سے بطحہ و حرم کو
 آنکھوں سے لگاتے ہیں تری خاکِ قدم کو
 طاقت نہ زبان کو ہے نہ یارِ ہوش کو
 کوزے میں جگہ دے کوئی کس طرح سیم کو

وہ غازی حق تیغ نے جسکی کیا مسدود
 وہ ضیغ دین جسے کیا زیرِ وعنا میں
 اے سرورِ دین شاہِ نجف مالکِ کوئین
 وہ رہبرِ حق تو ہے کہ اربابِ بصارت
 شاہِ تری مدحت نہیں انسان سے ممکن
 باہرین بیان سے ترے اوصافِ گہی



فارسی

<p>نادل بہ ظلم نہ ہواذن زبان را جان نیز دہد عاشق دلدادہ و لیکن آسیب رسد از بخت تا بان تو بر دل ایجاد کنند از خیم زلف تو طرح بست کوہ غیم عشق تو نہاد و ابرو سحر ما لے روے ابد رنگ گرفت نہ بہارت</p>	<p>پیدا نہ شود هیچ اثر آہ و فغان را درد اکہ و فانیست حینانِ جهان را صد چاک کنند جلوہ متاب کتان را ابروی تو آموخت کجی تیغ و کمان را حامل نتوان شد فلک این با گرگان را دکاشن حسن تو گز نیست خزان را</p>
<p>از کیفیتِ خویش بر یاد چہ گوئی در کار بیانِ نیست اثر حالِ عیان را</p>	
<p>چہ قدر کو بہنِ قمیس در زمانہ تست اثر چہ رنگ غزلماے عاشقانہ تست اگر خلاص ز کُنجِ قفس نے یابی کجا شود کہ رسد یار بہن با و گویم</p>	<p>فسانہ من شورین سہ فسانہ تست کہ عند لبِ بگلشن پُراز ترانہ تست بہ صبر کوشش کہ این زور آب و نہایت اکرم نما و نہر و دآ کہ خانہ خانہ تست</p>

فقیر هستم و محتاجیم نذار دسد ز کعبه پایۀ قصرت بلند می بینم کجا پناه ز سمت تو آن کسانداری بهر قدم ز عرق تو سنت سمن ریز است بزایغ و هر کمن رخ برنگ زارغ و زرغن هنر شناس کجا مستمع شود و اعط بگیوے تو که مشاطه و ترس دارد خدا پناه دهد زان حیل که تو داری	کریم هستی و بے انتها خزانۀ تست که سخن گاه و ملک سنگ آستانۀ تست که نسیر مرغ فلک آشیان نشانیست مگر ز موج صبا ساز تا زبانه تست چو شاخ سدن سزاوار آشیایه تست که عیب گوئی ستم فعل عامیانه تست ازین ستم دل صد چاک من چو شانه تست جهان بلرزه ز ترکیب هر بهانه تست
---	---

اکرم نما که نظیرش نه در جهان بینی
متاب رخ که اثر عاشق یگانه تست

برق حسن تو نه تنها جگر و جانم سوخت شوق نظان حنّت سر طور نم کشید خلق آگاه نشد از طیش سوز و دم شعله درد لم انگند و جگر کرد کباب آتش عشق تلن بود چو آتش در رنگ	آتش ز دهل و خرمن ایامم سوخت آتش جلوه رخسار تو آسانم سوخت آتش عشق تو در پرده و پنهانم سوخت گرمی ناله بلبل بگلستانم سوخت ماند پوشیده درون دل و پنهانم سوخت
---	--

دوغ پنهان بدل و ناله سوزان به زبان	سوخت عشق تو مگر با سرو سامان سوخت
اگر کم پہلو نہ شد از مهر دل افروز کے لے اشر آتش ہجرش بہستانم نہشت	
سخن حق ز سر زور و ریا جائز نیست چون می و حور بود عاقبت کار جهان چون جهان گشت و چرا گشت نباید پرسید اللہ اللہ چه ستم میکنی بر اہل و نسا	آنچه تو می کنی ز اہد بحسد اجاز نیست در جهان بادہ و معشوق چرا جائز نیست کاری بچون ست درین چون چرا جائز نیست این جہا ہا کہ روا داری با جائز نیست
اشر از در کشان است میا زار دلش لے شہ حسن ستم با فقرا جائز نیست	
ہر گل عیش جہان خار نہانے دارد دہن اہل سخن ذوق بیانے دارد حاجت حکم روان نیست کسے را بجان سینہ ام وادی امن شدہ در را طلب ضرر و نفع ببازار جہان ہم رنگ است لے شہ تاجوران چون غم گستی داری	ہر بہار است کہ در پرن خزانے دارد در نہ سوفنا رہم اندازد ہانے دارد کہ در استلیم سخن طبع روانے دارد دلم از جلوہ روئے تو نشانے دارد ہر زیان سودی و ہر سودی زبانے دارد خوشتر است از تو کد کو غم نانے دارد

<p>کے شودیتغ نگو گند بخون ریز غی خلق دین نا دیدہ ولے دل ز سر راز و نیاز حاجتے نیست کہ حال دل پر خون گویم لے خوشامیکدہ و خاک روان افزیش کوہ و صحرا ہم معمور ز صیت فیضت</p>	<p>ہر زمان گردش چشم تو فسانے دارد از وجود کسب یار گمانے دارد ز روی رنگ رخم بین کہ بیانے دارد پیر صد سالہ دران طبع جوانے دارد ہر گیا ہے بہ شنائے تو ز بانے دارد</p>
<p>اثر حسہ جگر در پئے آزار مباحش مور رانیز میا زار کہ جانے دارد</p>	
<p>ہر سحر کہ کہ ز کوئے تو صبا می آید شکوہ غیر بردیت نتوانم کردن روکش جامہ زندان چو دہر بوی شہزاد کرمست اجر بخوید چہ کری می یارب سکار فرمائی شوق است پر از بوالعجبی صوفی ار نعرہ زند نیست خلاف فطرت کبک و دراج اگر صید نشد رنج مبر ان خدامی طلبی حور مبر لے ز اہد</p>	<p>تان جانے بہ تن حسہ مامی آید شرم از شوخی چشم تو مرا می آید شیخ از حسد تو بوبے ریامی آید کز گنہگار خطا وز تو عطا می آید بوئے یوسف ز کجائنا بکجای می آید آرے خالی چو بود ظرف صدامی آید صبر کن صبر کہ در دام ہم می آید ہیچت از سر کشتی نفس حیا می آید</p>

<p>مطمئن نیست ز اغیار جفا کار دلش که بگوئے تو اثر رو بقفای آید</p>	
<p>هچنان چشم بر اہت نگران است کہ بود انچنان باد صبا مشک فشان است کہ بود آفتد ز مہر تو جا کردہ بجان است کہ بود اندین بلغ ہسان جوہر خزان است کہ بود ہچنان دین ز گرس نگران است کہ بود شعلہ طور ہسان شعلہ فشان است کہ بود</p>	<p>در دلم حسرت دید تو ہمان است کہ بود تاب زلف تو ہدان سیرت شان است کہ بود دل من خاک شد از گردش افلاک دے چہستان دلم رنگ مرادے نگرفت در ازل کرد جوہر گلشن روئے تو نظر گر می شوق طلب نیست در عالم ورنہ</p>
<p>اثر خستہ جگر را بہ ترسم دریاب حال زارش بفراق تو ہمان است کہ بود</p>	
<p>نادین از قیاس غلط ہا نوشتہ اند امروز من ہمان است کہ فردا نوشتہ اند فرمان عشق در خط طف نوشتہ اند محبوب قیس شد سگ لیلے نوشتہ اند</p>	<p>چشم ترا کہ ز گرس شہلا نوشتہ اند از آتش فراق جہنم بجان است این پیچ و تاب ہا کہ زلف دراز دست لے نسبت بہ یار سزاوارد لہری</p>
<p>باقبرت چہرا نختہ ہمہری اثر</p>	

در قسمتش ولایت تو شاہانوشہ اند

<p> نابزش : بین چور وئے نیازم نظر کند کے یار سوئے من بغایت نظر کند صد عمر اکفن آنکھ شرج در دریا ترسم ز مرگ خویش کہ او بہر فاتحہ شکوہ مہر ز حال بدت پیش آسمان دل را بہ شوق زلف کسے رنگ بختگی است گر دو ہزار بار فراموش از دوش کو قاصدے کہ ہچو صبا در حریم یار کو پیک با خبر کہ ز راہ کرم دے آن طالعش کجا است کہ ناصح بگو تو این زہرہ ہم رقیب ندارد کہ پیش او در بنم غیر را ندہد جائے در بصل از تیر آہ گوشہ نشینان پناہ نیست وقت است عذیب زندہ شیون بہا </p>	<p> چشم نیسا ز جانب روئے دگر کند از دیدن بغیر کرم بیشتر کند گر شکوہ دلم ز جفائے تو سر کند ہمراہ غیر بر سر قبرم گزر کند زین بد سگال ترس کہ بد را تیر کند سودائے خام نیست کہ از سر بدر کند نام ہزار بار اگر او زبر کند بے خوف از درشتی در بان گزر کند اورا خبر ز حال من بخیر کند فارغ ز غم نشیند و خاکے بشکر کند ذکر از خرابی من حستہ جگر کند از یار و ورنیت اگر انیت در کند با بد کہ مدعی ز تو اضع سپر کند وقت است ابر بر سر گل چشم تر کند </p>
---	---

دارودلم چه سوز که شمع حرم دوست	شب را برنگ من نتواند سحر کند
	از جذب عشق دور میند ارک اثر لیله اگر بوا دی محبون گزر کند
خوش مرا پیروی باده پرستان آمد هر که شد تاجور کشور عرفان و یقین چشم عالم سر پایت که ز منیض قدمست مدعی انچه بصد شوق تنامی کرد واعظ شهر براق جهان تکبیر نه کرد رخ هر سبک تجلائے جمالش دارد از خرابی حنزان داشت خبر ورنه چرا	رفتم از مدرسه و کار من آسان آمد بر در شاہ نجف بند و احسان آمد کارم از دست شده باز به سامان آمد به فلکمان ز نوال شہ مردان آمد سوئے مسجد تباشش نمک فنان آمد بر سر طور چہ امویسی عسدران آمد سر گل اشک فشان ابر بهاران آمد
	اشر از زلف درازش سخت طول کشید قصه کوتاہ کنی عمر بپایان آمد
بتلائے عشق باش و شاد باش عاشقان دلدادہ خوئے توانند لذت بحید نصیب جان ماست	وز عنیم هر دو جهان آزاد باش تا توانی مائل بیداد باش حی و قایم لے ستم ایجاد باش

روستاب از عشق و سرنه در رهش	عاشق جانباز چون فریاد بکش
تا توانی لے اثر غافل شو	
از خدائے دو جهان دریاد بکش	
<p>سرور کون و مکان شاه سلام علیک مالک ملک کرم نائب شاه امم ضیغم دین خدا حیدر خیر کشا شافع روز جزا پادای هر دوسرا واقف اسرار غیب دافع هر شبه و ریب حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب دافع داغ الم داروئے هر درد و غم مفتی دین خدا حاکم ملک رضا زینت بزم نبی فخر نبی و ولی مقصد و مقصود ما شاهد و مشهود ما ذات تو در هر زمان بود چو گنج نهان کمک محی بنی گفت ترا یا علی</p>	<p>قاسم ناز و جهان شاه سلام علیک بادشہ انس جان شاه سلام علیک داغ نیر سرشان شاه سلام علیک جان چپارگان شاه سلام علیک عالم راز و نهان شاه سلام علیک فخرشهان جهان شاه سلام علیک مرهم حنته دلان شاه سلام علیک حق ز کلامت عیان شاه سلام علیک شمع شبستان جان شاه سلام علیک نام تو در روز بان شاه سلام علیک احو قدم را نشان شاه سلام علیک هستی مرا جان جان شاه سلام علیک</p>

صاحبِ سبزه توفی مالکِ قبر توفی منظر ذاتِ خدا جلوه دو نبیا خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان	سرورِ هر دو جهان شاهِ سلام علیک فخرِ شیه مرسلان شاهِ سلام علیک چون نه شوم مدح خوان شاهِ سلام علیک
	بخش ز عشقِ خدا این اثرِ مروه را زندگیِ با ودان شاهِ سلام علیک
درستان جلوه انوارِ خدا می بینم کیست آن خبر و خوبی که درش یارب نیست جز صبر و خاک نشینان و رنه از نگاه غلط انداز که چشمش دارد عجب از پیر خرابات که یارب او را روز رندانِ خرابات مگر دان زاهد	زا دامن زنگاهم که چپا می بینم مرجع شاه و گزرگاه کد ا می بینم چرخ راز بر زمین وقتِ عامی بینم انچه بر جان شدنی هست و لامی بینم واقفِ رازِ حقیقت ز کبای می بینم که چون آینه دل شان بقفا می بینم
	شرفِ سایه منگن بد یارت که اثر کتر از بوم شهر تو همسای می بینم
تا که بشوق وصل تو شبها گریستن تو برقِ حسن هستی و ما نیم ابرِ عشق	تنها نشستن و به تن گریستن خندیدن از تو آید و از ما گریستن

<p>منعم مکن زگریه که در هجر ناصحا ناپه بشوق سروددی اشک من روان است اگر گریه چون نه آب شود زهره عدو</p>	<p>تسکین دل نمی کنند الا گریستن ناید ز من بجز سرست طوبی گریستن ای کمان بگریستن و ناگریستن</p>
	<p>باید اثر بیاو لب تشنه حسین از چشم اشجار چو دریا گریستن</p>
<p>غیر را مشق کرم ساخت یعنی چه بادل ساد و آرا ده که من می دارم کشور دل که از انت شن در روز ازل من که با کیو تو خطی عنلامی دارم سرکشی چون نه زیند برنج یار ترا</p>	<p>چو ریا طرح نو انداخت یعنی چه اے فلک زرد و غا باخته یعنی چه لشکر ظلم بر آن تاخته یعنی چه برسم تیغ جفا آخته یعنی چه اگر دن اے شمع برافراخته یعنی چه</p>
	<p>تو و دنیا اے دق اے اثر پاک شرت بر سر حبیفه پرداخته یعنی چه</p>
<p>ناصر تو حبلوه مرغ جانان نه دیده واعظ حدیث خوبی طوبی برا و شوق بر کفر من زینج روی طعن مزین نه</p>	<p>زلف سیاه و کاکل چپان ندیده زان میبکنی که سر و حسن امان ندیده چشمش که هست دشمن ایمان ندیده</p>

پیشم گوز سختی روزِ حسدِ اسخن :	رنج و مصیبتِ شبِ ہجرانِ ندیدہ
طوفانِ نوحِ شمسِ طوفانِ اشکِ ستا	اے ابرجوشِ دیدہ گریانِ ندیدہ

غزہ شو پھس و عطایش کہ اے اثر

جور و جفا کے آن شرِ خوبانِ ندیدہ

اے عندلیب از چہ فغانِ ہاشیدہ	دے گل چہ دین کہ گریبانِ درین
دارم دے کہ صیدِ کندِ ہوائے تست	از من چرا چو آہوے صحرارِ میدہ
اے جانِ جانِ مروزِ برین کہ دردِ لم	شکلِ صبوری دلِ آزارِ دیدہ
زان طائرِ دلم بہ ہوائے تومی پرد	صد مرغِ جانِ بلامِ ہلاکتِ کشیدہ
رنگِ بہارِ رازِ عذارِ تو تا زگی	و گلشنِ جالِ گلِ نو دمسیدہ
پیوستہ بدشمن و از دوست ہچو من	در حیرتم کہ رشتہٴ اُلفتِ برین
تابِ فروغِ بزمِ سینانِ دلتِ نہا	زا ہزارانِ تو گوشتِ غزلتِ گزیدہ
دعوائے بندگیِ ممکن اے سرو بستان	کے در رکابِ آن متدِ بالادِ دیدہ
دیگر مدارِ چشمِ توجہِ ز چشمِ او	اے دل ترا چہ قدر کہ اشکِ چکیدہ
طبعِ تورِ حمِ برینِ سکین نمی کند	حالمِ مکرزدِ دشمنِ بدگوشتنیدہ

محتاجِ شرحِ حالِ دلتِ نیتِ اثر

از روئے تو عیان است کہ آفت سید

چشم شہلا رخ رنگین مسترخا داری	چشمائل بخدا لے بت زیبا داری
حرفے از لطف بفرما سر جانداہ خویش	کہ در انقاس صد اعجاز مسجدا داری
با تو لے زاہد بے عقل مرا کارے نیست	فکرا مرد ز ندام غم مستردا داری
مایہ عقل و حسد از دل عالم بردی	چہ بلا ہوش رُبانر گس شہلا داری
جز نمون صنایست بذات عیبے	آفتابی ولے خاصیت حرا داری
ایکہ جیز نہ مکان بھر تو شایان باشد	در حریم دل عشاق چنان جا داری
اما کہ لے بادشہ حسن دعا گوے تو ایم	یہج در دل ز گدایان سر و پروا داری
کا فرم کرد و سویداے غمت را افروزد	خال مشکین کہ نہ زلف چلیپا داری
فکرا ایند کہ ز حبا یم کرم پیر معنان	دل من پاک شد از رغبت دنیا داری

لے اثر گر یہ شب را اثرے نیست کہ

چشم نردار کہ در غیب عطا با داری

مستقرقات

چون برکشی ز چهره تابان نقاب را	از جلوه در حجاب کنی آفتاب را
بیخوابیم مپرس که چون از وفور غنم	افسانه ام ربود ز چشم تو خواب را

رباعی

در و غم جبر تو بیان می خواهم	هر موی تن زار زبان می خواهم
اے جان چه تمنائے وصال گویم	دل در پی آنست و همان می خواهم

مثنوی

چون نه نالم در غم عشق علی	افتخار هر بنی و هر دلی
آلفت حیدر هین اسلام ما	نام پاک شاه زیب کام ما
درد ما و دل شیدا می من	زین سبب این گریه شهنشاه من
عاشقی پیدا است از زاری دل	نیست بیماری چو بیماری دل
عین ایمان است عشق مرتضیٰ	نور بخش دین مرد خدا
دشمن مولا است کور و بے بصر	همچو اعمی می رود سوسه سقر
از مذاق عشق بازی بخبر	ناز و آرد تیره دل بر مال و زر
رتبه حیدر برون از فهم ماست	رتبه دین او جناب کبریاست

ازاہانت کم نگرد و دشان او
 انبیاء ذات پاکش فخر
 دشمنان را نام مولے جان گزشت
 شکر و حاسدہ سوئے بو تراب
 این تفاوت شیوہ اسلامیت
 کفر بہتر از چہین دین خراب
 ہمچنین اسلام را از من سلام
 رحمت حق بر محبان علی
 رحمت حق بر محبان حسن
 رحمت حق بر محبان حسین
 فرقہ ہستند از اسلامیان
 از علی این فرقہ را بغض و عناد
 ابن مہم شرم دار و زین گروہ
 کے شود راضی خداے ذوالجلال
 نیز از ابن علی دارند حار

سجن گاہ اولیسا ایوان او
 ہرنہی از وے اعانت خواہنگار
 دوستان را نام مولے جان گزشت
 شہرہ بیندند وے آفتاب
 بر چہین فہم و ذکا بایگ گزشت
 کا نذران رکنے است بغض بو تراب
 بر چہین اسلامیان شامت
 رحمت حق بر ثنا خوان علی
 رحمت حق بر ثنا خوان حسن
 رحمت حق بر ثنا خوان حسین
 بدتر از اہل دشق و شامیان
 و ز عدو ش ربط و عشق و اتحاد
 پیش بے عنوانی ایشان ستوہ
 چون از ایشان مرتضیٰ دار و ملا
 در ولایے دشمنانش استوار

ایک بھتیجی صاحبِ علم و ہنر
 می شوی بیزار از نامِ علی
 مشکل کونین را مشکلک است
 انبیاء از نواز وے اتحاد
 خویشتن را چون جدا ز و سختی
 می شماری خویشتن را چون فقیہ
 با عدو مرتضیٰ داری و لا
 تو بفضلِ مرتضیٰ داری سخن
 آن گبن بہ از ہزاران شامیان
 گفتی اے نادان بے دین حیا
 بود میر مومنان آنکہ یزید
 جنگ با میر زمان باشد حرام
 مومنان را اگر چنین رہبر بود
 میر اہل دین ست بہن ہو تراب
 این چہ دین است یا اللہ العالین

وز رو دین پیسہ با خیر
 افتخار ہرنی و ہر ولی
 دفع رنج و غم و درد و بلاست
 تو چہ اداری بدل بغض و عناد
 جان خود را در بلا انداختی
 پس چہ ادرا مرغی گشتی سفید
 یا ندانی معنی شرم و حیا
 مہج حیدر می کند مشرکین
 آن گبن بہ از چہ نین اسلامیان
 کرد نامہ رمانی ابنِ مرتضیٰ
 پس نہ شد ابنِ علی ہرگز شہید
 بر سر حق بود ابنِ میر شام
 دین پاک مصطفیٰ اہتر بود
 آفتاب آمد و لیل آفتاب
 بغض با ابنِ شہر دنیا و دین

جائے انصاف است ای صاحبِ دل
 شمر بہتر از چہ سین تیرہ روان
 او بطیع دنیوی برباد شد
 بر لب این فرقہ تسبیح و درود
 کلمہ خوانِ حبیبِ ابنِ مرثضہ
 شغلہا دارند با صوم و صلوة
 قبلہ رو میکرد سجده شمر نیز
 آدم اکنون بہج بوترا ب
 ہل اتی و امتدادِ شان او
 زور بازوئے جنابِ مصطفیٰ
 دوشِ پاکِ مصطفیٰ معراج او
 شیرِ زحید در لقبِ خیر شا
 عالمِ علمِ نبی و بابِ علم
 سرورِ دین شافعِ روزِ جزا
 ذاتِ پاکش منظرِ ربِ جلیل

جائے انصاف است ای صاحبِ دل
 شمر بہتر زین گرو و حاسدان
 این چہ کونہ مائل بیداد شد
 لیک دل دار نہ چون قلبِ بیہود
 لیک بدخواہِ شہِ کربِ بلا
 لیک غفلتِ کیش از فخرِ نجات
 کے قبولِ افتد نمازِ بے تمیز
 نورِ اور روشن ز نورِ آفتاب
 خالقِ کوفینِ مدحتِ خوان او
 افتخارِ اولیاءِ نبیا
 گوہرِ عرفانِ زیبِ تلج او
 ضیغِ حقِ شہسوارِ لافستہ
 مصدرِ جود و سخا و صبر و حلم
 جانشینِ حضرتِ خیر الورا
 دینِ حق را آمن روشن دلیل

بعد پیغمبره را سرور است
 و اصل آل عبا و خجستن
 هم وصی و هم انیس مصطفی
 از تو دارد یا علی کعبه شرف
 بت شکن بستی بت پندار را
 رفعت خورشید از اعجاز تو
 تو همان نوریکه بودی در ازل
 تو سراپا سریر بانی علی
 دشمن تو در دو عالم خوار شد
 دم بدم دم زن بنام خجستن
 شافع روز جزا آل عبا
 فرض آمد الفت این خجستن
 هر یکی هستند جزو یک دیگر
 و دستار اهل بیت مصطفی
 قنبر از عشق وصی سردار شد

از همه بعد پیغمبر برتر است
 سرور خیل آسمان بر حسن
 ز منج پاک حضرت خیر النساء
 یا علی تو در می و کعبه صدف
 جان و تن داده بر او ایضا
 از همه بینم جدا انداز تو
 ایمن از مکر شیاطین و غل
 تو سراپا سر جان را جانی علی
 چون ز مدحت بر سر انکار شد
 بارها گردی ز مکر اهرمن
 فاطمه حسنین حیدر مصطفی
 دم بنام خجستن بایدن
 جزو تن باشد دل و چشم و لک
 می شود مقبول درگاه خدا
 زید از عشق نبی سردار شد

<p>تا شوی در هر دو عالم با کمال از غلامان شهر مردان شوی</p>	<p>شو به عشق مصطفیٰ پھر بلائی باش چون سلمان که با سلطان شیخ</p>
<p>حکایت عکرمه</p>	
<p>که روزی امیرے ز ملک بین کشیدہ بے رنج ہائے شدید لب و کام محروم از نان و آب ولے بے خور و نوش در مان سخت بر او ظرافت بگفت این سخن بہمان نوازی بر آدر و سر تواضع ہمین پیشہ خویش ساخت کہ از لطف او بر و راحت بے بلا شبہ بہمان حاتم شدم چہ لطف و کرم آشکارا کند سوئے گور حاتم بزودی شفت کہ اے نامور گشتہ با خاک جفت</p>	<p>ز حاتم چنین یاد دارم سخن پس مرگ حاتم بہ قبرش رسید ہمہ ہمہ بانس تنہا و خراب سر شام آتخبا نہادند رخت سر قافلہ آن امیر بین کہ در عہد خود حاتم نامور بہ لطف و مدارا جان را نخواست بہمان سرایش نہ آمد کسے چو اکنون درین دشت آمد شہم بہ ہنم چہ با من مدارا کند چنین گفت و از ہر بان و بہت سر قبر حاتم بہ آواز گفت</p>

منم عکرمه از نواحِ مین
عجب نیست اکنون نوازی مرا
از آن پس به همراهیان برو
که بعدِ فتن گشت حاتم بخیل
مدارید آسید لطف و کرم
چو شب بر سر آمد بشرب کنید
بفرمود تا خوا بکه ساختند
در آن دم که بودند سرگرم خواب
یکی را که در پهلوش خفته بود
بدو حال رویاے خود باز راند
همین بود احوال خواب شکفت
که چون وارد این بیابان شدی
به بین خون آلوده شمشیر من
ازین کشتنش دعوت خوشدلان
چو شد عکرمه سوئے بختی خویش

درین دشت افتاده با چند تن
که مشی نذاری بچود و سنا
تمسخر کنان کرد این گفتگو
نذار و سیر ضیف و ابن سبیل
ز حاتم درین وقت جو شکم
درین دشت پر خار و دادی بید
به تمییل حسره گاه پرد خستند
سرتافله گشت در اضطراب
امیر بن کرد بیدار زود
چو تصویر سماع بحیرت بماند
یکی تیغ در دست حاتم گنفت
بلا شبهه اشب تو همان شدی
کز داشت زخم دار و دین
پس آسوده شو با همه همزمان
تمش یافت پرخون لث بافتش

بفرمود همراهمیان را امیر
 ز صحرای خس و هیزم انداختند
 پس آسودگی یافتند از کباب
 سحر که چو خورشید تابان دید
 تنه چند همراو او در رکاب
 بدست یک تو سن تینر پا
 بدست دیگر نافت تندر و
 امیر بین شد از و چون دو چا
 که اے عکرمه ابن حاتم منم
 پدر را چنین دین ام شب بخواب
 برو جانب عکرمه اے پسر
 امیر بین هست مهران سن
 مرا نیست اکنون مجال کرم
 ز دم حشم برشته عکرمه
 مگر این نه رسم ضیافت بود

که ز بخش کنند از زمان ناگزیر
 یکے آتش تیز افروختند
 بدانسان که من مود حاتم خواب
 سوارے دران دشت آمد پدید
 برنگ کواکب پس ماهتاب
 به گرمی چو آتش به سرعت هوا
 ازان اشتر کشته خوشتر بدو
 چنین گفت بعد ثنا آن سوا
 درین دشت جو یائے تو آدم
 که میگفت در حالت اضطراب
 به اسپ و شتر محمل وزین زیر
 بقبرم گرز دار و اے جان من
 از آنجا که در عالم دیگرم
 بدین پنج آسوده شد با همه
 که از خوان خود نان مهران خورد

بن ناکه اشش عیوض اشترش	فزون کن بر آن تو سن بادوش
بیارش بهسان سرایت پسر	فزاوان بنه زیر پایش گهر
پس اکنون نوازی مرا ای امیر	ز احوال حاتم چو گشتی خیر
چنین گفت و دستش بگری گرفت	امیر مین ماند اندر سنگفت
ز بانس بلغزید اندر دهن	سر لب نه آمد ز جیرت سخن
برفتند زانجا به کوشم	سوئے خانه حاتم نامور
اشتر زین حکایت مرادم بدان	همین شعر سعدی شیرین بان
کرم مایه شادمانی بود	کرم حاصل زندگانی بود

قصیده منقبت در شان آفتاب برج ولایت سپهر امامت
 سید الاولیا فخر الانبیا امیر المومنین امام متقین قوت پروردگار
 صاحب ذوالفقار واقف اسرار خفی و جللی حضرتنا و مقتدینا
 علی ابن ابی طالب اسد الله الغالب علی الصلوة والسلام الی یوم القیام

گر کشاید زلف مشکین با سحر لیلای من	قیروان گردد جهان چون ظلمت شبها من
این بلا چون در سیر شورین ام افتاده است	ناصر بگز حن را از سر سودای من
من غم پر دایه روز شر چون دارم که چنان	با سحر رطل غمی بندد شب بیدای من

بر سپر و حشم خورشید باشد ذرہ
 مھر خاموشی نہں دام برب خود بگنگہ
 و حقیقت ہستیم بحریت ناپیدا کنت
 دین خوابیدہ بخت نہ داشتہ نہ برد
 سر بسندی فطرتم کردند چون سر و بلند
 عیسیٰ نظم روان در قالب معنی و مید
 نقش ہمنگی ندارد حسد و بر من گیر
 خواب غفلت را اجازت کے دھچکن شکل
 آرزوئے جام حبشیدی برون سازند
 پیرالم کرد و سرم کے از خسار احتیاج
 از سپہ آرزو پرواز من بالاتر است
 کے برادر جہان رو فکند نسیر و لم
 من کجا بر چہرہ دنیا گزارم چشم آن
 ذرہ ذرہ جلوہ برق جہاں ایزدیت
 جذائے دین ترکزدل من پاکشت

بہر محشر بس بود یک گوشہ صحراے من
 کم نہ سازد اقتدار حشر تا غوغائے من
 بکار با ساحل ندارد موجہ دریائے من
 خواب از چشم خلایق شور مایہائے من
 رو بہ پستی کے نہ طبع سی بالائے من
 کار بند میری شد طبع معنی رائے من
 معنی نہاں من با صورت پیدائے من
 عبرت انگیز است نقش بستر و بایے من
 قطرہ نوشی اگر از جام استغنائے من
 بختائے دل گزک خون جگر صہائے من
 کے بدم حرص فست گردن غنائے من
 کے خورد جفیہ ہمائے ہمت بالائے من
 رنجت رنگ آرزو بس طبع ناپائے من
 رو بوسے طور سینا چون برد و بایے من
 قطرہ اشک مذمت دلغ عصیانہائے من

مرجا اے ساقی طالع کہ پیہم رنجی	بادہ گفت بہیناے دل شیدائے من
ساقی کوثر مر ساقی و من مست غدیر	کے شود خالی ز جوش فیض اویناے من
مستی عشقم فزون شد ز انکہ خار ازل	بادہ تھم غدیر تہخت در صہبائے من
مطلب از ایجاد عالم بیسح میدانی کہ نیست	سر این معنی بیا موز از دل دانائے من
این تماشا گاہ حیرت نظر ذات علی است ۲	صدر ایوان ولایت الی و مولائے من
گھرچہ نازیبانہ باشد کہ ز خیال ہمہ یارق	من بکیرم جائے قنبر قنبر او جائے من
خواجہ تاشانیم لیکن از سر پائے ادب ۲	من غلام قنبر او قنبرش آقائے من
آتشیدہ سرمہ از خاک پائے بوتراش	غیر حق دیگرچہ بسندوین بنیائے من
زانکہ خاک گدش زانور عنصر آمدہ	گشت روشن از نشان سخن اش سیائے من
در تنائے نجف آندم کہ بردارم قدم	بھر بوسہ فرق من فستد بر پائے من
شیوہ خاصم نباشد بندگی گدش	بر زمین بودہ است دین و ملت آبائے من
نغمہ پرواز صفاتش زان سبب ہستم کہ بو	در ازل گویائے مدحش طوطی لبہائے من
در چمن ہائے شنایش بلبل سدوشین	ز مرفہ آموخت از طبع چمن ہر پائے من
صد گلستان معانی را دہد رنگ بہار	تخلیف طبع ز کمین سخن آرائے من
اے حد و مرتضیٰ بگر کہ از انصاف حق	قعر و وزخ جائے تو شد قصر جنت جائے من

ازد فور گری حب تو اے شیر خدا	خون من هر دم بنلیان ست در گمائی من
باعث این جوش خون رانیک آن اندکست	هر که باشد با خبر از نسبت آبا اے من
بے نظیری ہمیشالی نیست ہمتایت کسے	غیر شاہ مرسلان اے خسر و بختا اے من
زانکہ جز اعدائے تو دیگر ندارم دشمنے	باو زیر ذوالفقار تو سر اعدائے من
چون رسد آن دم کہ بند و دم ز گفتار و کلام	نام تو از دل بر آید تا سر لہبائے من
بد فغم کرد و بخت از غایت افصا تو	گرچہ شد اطرافِ پنے مولد و ماوائے من
کار امر و زم زرویم ریخت رنگ آب و	ہست در دستِ کریمت عزتِ فردائے من
من نہ ام عرفی کہ گویم اے اثر در پیش	جو ہر من کرد روشن گوہر آبا اے من
دو دمانم از شہ کون و مکان رونق گرفت	زینتِ تاجش نگرد و جو ہر بختا اے من

از علی و فاطمہ دار و وجودم است یاز

جو ہر اقل بحیرت زادم و حوائے من



گزارش

حضرت ناظرین بانگین کی خدمت میں عرض ہے کہ بقسام آن یہ دیوان
بار اول ۱۹۷۷ء مطابق ۱۳۱۳ھ ہجری صلعم چھاپا تھا۔ اسکی طبع اول میں بہت سی
وہ غزلین داخل دیوان نہیں ہو سکی تھیں جو اب اسکی طبع ثانی کے ذریعے سے اٹھ
پاتی ہیں طبع اول کے وقت جو تاریخین اور تقریظین شامل دیوان کی گئی تھیں وہ
پھر ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ نہایت جائے افسوس ہے کہ اتنے ہی عرصے میں
اکثر ان احباب سے جنکی وہ تاریخین اور تقریظین ہیں ملک جاودانی کو تشریف فرما ہو کر
لَا تَالِلَہٗ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰہُمَّ بَاقِی دَمْنِ کُلِّ قَاۡتِلِ۔

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان و صنعت نامہ از نتیجہ فکر جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب
مہر مرحوم و مغفور خلف جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب غفران مآب وکیل
عدالت آ رہ شاگرد جناب صفیر بکرامی نور اللہ مرقن

پایا ترتیب با فصاحت	دیوان جو حضرت اثر کا
ہو صنعت نوین کوئی تاریخ	بیاختہ میرے دل نے چاہا
باتفت نے صدایہ غیب سودی	نامہ دیوان ہے سال اسکا
لیکن ہے سمجھنا اسکا شکل	دشوار ہے اس گروہ کا کہلنا
گو صاف ہے بادی النظرین	حل ہو گا مگر نہ یہ ممتا
پیچ اسیمین ہین زلف پر شکن کے	آسان اسکا ہنن سلجھنا
معروف طریقے سے عدد کو	گر جمع کرو گے بے محاسبہ
ہو جائیگا فوت سارا مطلب	ترقیب کا رس نہ ہو گا پیدا
ترکیب عمل بتاتا ہے مہر	ہر اک کو ہو سہل تا سمجھنا
یعنی حرفون کے ہندسہ کو	ہو گا تمہیں فارسی میں بکھٹنا
پھر ان الفاظ فارسی کے	اعداد کو جمع کر لو کیجا
پھر دیکھ لو صاف سال ہجری	ہوتا ہے بطرز نو ہویدا

ترکیب عمل

دیوان

نادر

ن	ا	و	ی	د	ر	د	ا	ن
پنجاه	یک	ش	ده	چهار	دو صد	چهار	یک	پنجاه
۶۱	۳	۶۰۰	۹	۲۰۹	۱۰۴	۲۰۹	۳	۶۱

قطعه تیارخ طبع دیوان

غنچه مقصود و معنی با شکفت

چون شده مطبوع دیوان اثر

مخزن اشعار پاکیزه

سال طبعش مهر شاگرد صغیر

قطعه تیارخ از جناب سید علی محسن صاحب بیکرامی مرحوم و مغفور شاگرد
غفران آب صغیر بیکرامی

مرحبا طبع نوبهار اثر

جدا کمالک خوش شکار اثر

ای خوشا فکرت نور بار اثر

کیا دیوان که با جزاک الله

به یه تا حشر یادگار اثر

منطیع ہو گیا به حسن و صفا

عقد پر دین هو انشا اثر

دیگر کمالک مصرعه مؤمن

تہاجو بالطبع دوستدار اثر

فکر تیارخ تب ہوئی دل کو

سربہ بین کو کا نکر محسن	لکھد یا نظم آبدار اثر
<p>قطعات تاریخ از تالیف افکار جناب سید بشارت کریم صاحب حسن رضوی مرحوم مغفور ابن جناب سید محمد مهدی حسین صاحب رضوی غفر اللہ لہ ساکن موضع نیانوان ضلع گسیا</p>	
بخون جگر ہجو در شگرفت	فراہم شدہ چون کلام اثر
بفکر بلوغ از پے سال حسن	رقم کرد مطبوع اہل نظم
ایضاً	
کرین اہل محبت سیراسکی	بہار افزار یا ض عشق ہے یہ
ہوئی جب حسن کو تاریخ کی فکر	کما دل نے بیا ض عشق ہے یہ
تاریخ آغاز طبع دیوان	
گشت مطبوع چون کلام اثر	دل زار باب و جد و حال ثبو
بہر تاریخ طبع حسن نوشت	کلیات اثر چہ جلوہ نمود
<p>قطعہ تاریخ کو بہر نگار دیوان شمس العلماء جناب لوی امداد امام صاحب ملقبہ اثر افکار محمد واجد وجد سلمہ اللہ تعالیٰ مختار آن شاگرد نیکو خواہ صغیر مرحوم</p>	
قبلہ از باب معنی کعبہ اہل سخن	نماز شش معنی نگاران شاعر خداداد بیان

آنکہ اسم پاک ادا ملاد آمد با امام	نفر عمری رشک طالب افصح شیوہ بن
کلیات خویش در مطیع چو بھر جاپ اُ	مثل گل بسجفت رنگہ خاطر نہر مکتہ دان
مصرعہ یارخ طبعش گفت ہم از فلک	آفتاب زندگی نور حیات جاودان

تقریظ چکیدہ کلک گہر سلک جناب مرزا محمد جعفر صاحب متخلص بہ اوج ادا
تعالیٰ افادۃ خلف الرشید جناب سلطان الدارین حضرت دبیر صفا علی لدہ مہ اجمل

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ حصرت عن بیان صفاتہ السنۃ البغاء وقصرت عن
ادراک حقیقۃ عقول الحکماء۔ صل وسلم وبارک علی اکمل الانس خیر البشر
محمد المصطفیٰ وآلہ النجا امّا بعد فخواہے آیہ دانی ہدایہ الالذین امنوا و عملوا
الصالحات و مفہوم حدیث شریف ان لمن الشعر حکمہ ضاعہ شعریہ کہ عموماً بہر علم
حکمیہ مستلزم ہو اپنی دیگر صنف تخیل سے کالبعدا فی المشرقین متاثر ہے۔ اور از بسکہ
بہترین مسائل حکمیہ اخلاق حضرات چہارہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم جمعین کے
اذکار اختیار ہیں۔ پس خصوصاً ان بیانات پر متنبہ ہونا فی الدارین موجب انفرادی
دین ولادیوان پر اثر مجموعہ کمالات و ہنر ہمارے معزودہ ست فاضل کامل محقق الادیب
موفق الاریب ذوالفطنۃ الوقاد والفریح النقاد مکارمہ لا تخصی و محاسنہ لا تملیٰ ارسلو فی زمان
بطلمیوس دوران بدر الکماشمس العلم اجاوی کید ادا امام صاحب اثر تخلص کا ملاحظہ

ہیچان سے گزرا۔ ماشاء اللہ کیا کہنا اگرچہ اردو سے ملے ماوری زبان ہمارے ذی علم
دوست کی ہنیں ہر اُسپر محاورت محاورت کی کوششیں طاقت طلاق کاوشیں
سُترے لفظ نئے پیرائے۔ مناسب رعایتیں چوکی ترکیبیں۔ روح افزا مصائب
حسن و عشق کے دلکش آئین۔ قدرتی فطرتی انداز جناب مرزا غالب مرحوم کا پروان
جبکی پسند پر فطرت خواہ خواہ مجبور کرتی ہے۔ مین کیا ہر اہل ذوق کے دین شوق مین
کہنے کے لائق اور دفتر فصاحت مین فائق مین ہیں۔

عبدہ و ابن عبین۔ محمد جعفر اوج

تحریر جناب مولوی حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب مکمل عدالت آغفر لہ

جناب شمس العلماء حکیم مولوی سید امداد امام صاحب کی کثیر المذاقی ایک امر مسلم ہے۔
شاعری بھی اُنکے مذاقائے گوناگون کا ایک جلوہ ہے۔ اُنکی شہرت اسی فن کی دستک پہ
موقوف نہیں ہے۔ اُنکی آبائی عزت اور اُنکی ذاتی قابلیت اس قدر ہے کہ اسکی تفصیل طوئی
سے سو پست سے ہے بیشہ آبا پسگری پر کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں مجھے۔ لیکن چونکہ
اُنکا مذاق شاعری اس جگہ پر زیر بحث ہے تو براہِ قلم محروفت اُنکی شاعری کی نسبت اپنی خیالات
ذیل مین درج کرتا ہوں۔

جناب شمس العلماء مولوی حکیم سید امداد امام صاحب کے کلام مین کیوں اثر نہو جب

یہ قول تجربہ ہائے کافی و دوانی سے مان لیا گیا ہے کہ انچہ از دل غیزد بر دل ریزد۔ علاوہ
 اسکے جو حضرات کہ مصنف والا نزاد کی ارثی پاکی طینت و صنائی قلب سے فیض حاصل کر چکا
 غرض حاصل رکھتے ہیں انکے حق میں تو یہ کلام سہل المتنغ اشراقیت کا پورا پورا رنگ پیدا کرتا ہے
 سادگی کے ساتھ فصاحت کلامی تو خاندانِ سیادت کے ساتھ ہمیشہ سے مختص رہی ہے
 آپر تحصیل و تکمیل علوم و فنون قدیم و جدید و زبان ہائے عربی و فارسی و انگریزی وغیرہ نے
 دل صفا منزل پر حضرت مصنف کے ایک ایسا محققانہ اثر ڈالا ہے کہ جو انانہ مذاق جو محض
 نیا ت ظاہری کی لذت بے ثبات سے تعلق رکھتا ہے اب آپکی چشم آخر بین کے سامنے
 بالکل پھینکا پڑ گیا ہے مگر ساتھ اسکے ہی غزل سرائی کے سے نازک رنگ میں اسکے طلقے کے
 اندر رہ کر جقدر فغرتی جذبات محققانہ مسائل عاشقانہ واردات قلبیہ محض مباحثہ پن کے
 ساتھ ایک نیمچل پیرا نے میں جناب شمس العلماء صاحب نے جسے بیشک شہل بشارت
 کیا ہے اسکا مزا اس دل سے پوچھے جو کسقدر ہی زخم خوردہ ہو۔ سبحان اللہ کلام کا رخ ہر جام
 مجازی کو بھی ایسا حقیقت کی طرف کیچتا ہے جیسے کمر باکاہ کو یا مقناطیس زمین کو۔ بے ثباتی دنیا
 عاشق و کارشک ماہر دیون کی ہمیری مردان خدا کی زلف دلی اور پابندی تسلیم و رضا الغرض
 ہر نعمت دنیا عقبے کلام راستی فرجام میں جناب شمس العلماء صاحب کے اسقدر نصب
 اہل بصیرت ہوتی ہے کہ اگر دوا دین اس تذہ میں ڈھونڈ ہی جائے تو اسکا موازنہ بخوبی

ہو سکتا ہے۔ حضرت شمس العلماء کی غزل سرائی واقعی قابلِ توجہ ہے۔ سارا دیوان مضامینِ عالی سے
 مملو و کمائی دیتا ہے۔ کوئی مضمون پست خیالی کی حرفِ رخ کرتا نظر نہیں آتا ہے۔ سوز گداز۔
 خوشگلی اور شہسرت کی کیفیتیں ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ بلند پروازی جو غزل سرائی کی جان ہے
 حضرت کی شاعری سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ دیوان بہرین کوئی شعرِ بازاری شوخی نہیں رکھتا
 نہ پایہ تہذیب سے کوئی شعر گزرا نظر آتا ہے۔ ایک مصرع نے ہی کہیں نیم ریختی کی ترکیب
 نہیں پائی ہے۔ المختصر شمس العلماء صاحب کا کلام ان ہی حضرات کی پسندیدگی کے قابل معلوم
 ہوتا ہے جو حکیمانہ مذاق کے ساتھ معاملاتِ قلبیہ سے باخبر ہیں اور جو عوام الناس سے ایک
 جدا رنگ و انداز کا دل رکھتی ہیں۔ فقط

قطعات یا نوح طبع دیوان ہذا

آرزو۔ جناب لوی سید محمد ولی صاحب رئیس عظیم آباد تعلیم ہے کلام میں مبتلا ہو چکا

جسے دیکھو وہ ہے اسکا ناخوان

عجب دیوان پاکیزہ چپا ہے

یقیناً ہے نہایت خوب دیوان

لکھو اے آرزو یہ مصرع سال

آرزو۔ جناب لوی سید محمد حسن ابوالبرکات حبیبی پھلو آباد، تلمیذ متنا پھلو آباد

مثل این از نظم مہم مغفود است

گشت مطبوع چہ رنگین دیوان

گفت۔ دیوان اثر محمود است

آرزو فترہ ساش تہ

دیگر منہ

واہ کیا خوب چسپایہ دیوان	جس میں ہین لاکھون گہر زیر اشعار
ہے اگر فقرہ یارِ بخ کی منکر	آرزو کلمہ - اثر آمیز اشعار
	۳۱ ۳۲ ۳۳

افسون - جناب مولوی ابوالعلائیہ ظہیر احمد صاحب سہوانی

کہا ہے واہ وا کیا خوب دیوان	ہے درِ بے بہا ہر بیت جسکی
ہے پاک و صاف جکار و زمرہ	مضامین دلکش و گفتار اچھی
کلام بیدیل و بے بدل ہے	نہیں تعریف ہی یہ بات سچی
کہو افسون پئے یارِ بخ ہجری	کتاب نادر و بے مثل کلمی
	۳۱ ۳۲ ۳۳

دیگر

آیا ہے آج چپکے اثر کا کلام پاک	رکبگی اسکو جان سے سو خلق بے یقین
بیکار فکر کرنے ہو یارِ بخ کے لئے	افسون کہو - کلام شگفتہ صد آفرین
	۳۱ ۳۲ ۳۳

افضل - جناب منشی محمد افضل صاحب - از ڈھاکہ

شکر شکر بیز کلام اثر	کلام دلم ساختہ پر از شکر
نعمت زدہ طوطی شکر شکن	سال - شکر بیز کلام اثر
	۳۱ ۳۲ ۳۳

انجم - جناب مولوی ذاکر حسین صاحب رئیس غازی پور

صد شکر پہرے گلشن معنی بہار پر	نواب ذی حشم نے دکھایا اثر کا رنگ
مومن کی طرز غالب مرحوم کی اور	سحر ہلال اور سدا پاسحر کا رنگ
ہر شعر اہل دل کے لئے نورِ معرفت	اہل نظر کے واسطے اہل نظر کا رنگ
انشا امیر اسیر قلق مصحفی نصیر	حیرت سے دیکھتے ہیں کلام اثر کا رنگ
باغ سخن میں رنگِ نیس و دبیر کا	ہے گلشن خیال میں ذوق و ظفر کا رنگ
بے رومے داغ لالہ معنی کی ہے بہار	انجم پسند طبع ہے گویا اثر کا رنگ

اوج۔ جناب منشی سید عابد حسین صاحب پیشکار کونسل خاندان پمپو سیٹ

عجیب دیوان ہے اثر کا پری جالو نکاح مہر	کہیں ہے مشہور نظم نادر کیسنے رکھا ہر جام
جو دیکھے اشعار سحر آگین تو اوج مینو یہاں لکھا	زبان و لکھش نفیس بندش بلند معنی کلام

دیکھ

نادر ہے یہ دلفریب دیوان	مقبول ہیں یہ فسون اثر شعر
اے اوج کو یہ مصرع سال	اعجاز ہے دلنشین ہے ہر شعر

بلند۔ جناب بلند خان صاحب کو تو ال صدر بازار لکھنؤ

چہ دیوانیکہ اور شک گلستان	سراسر وصف خال و خط خوبان
صدائے شد بلند از سوسے افلاک	ز تصنیف اثر۔ تیغ بر خوان

تمنا۔ جناب حسان الہند علامہ عسادی پھلواری۔

اے صلِ علیٰ آج ہوا طبع وہ دیوان	جو خضر پئے راہِ درِ مسلکِ فن ہے
مہمنون بھی پیشِ ہین بندش بھی انوی	وہ لطفِ مجسم تو یہ لذتِ ہمہ تن ہے
ہر لفظِ ہر اک گوہرِ دریاے فصاحت	جو شعر ہے گلستاں گلزارِ سخن ہے
کیا پوچھتے ہو طبع کی تاریخِ تمنا	دیوانِ نہیں بہانی ثروتِ تازہ چمن ہے

دیگر

اثر یعنی نواب امداد امام	درِ قلزمِ لطف و جود و سخا
مرے واجب الاحترام اور بزرگ	رکھے انکو اللہ پہولا پھولا
ہوا اٹکا دیوانِ مطبوع آج	مجھے کیون نہ اسکی خوشی ہو بھلا
قلمِ مین مرے اتنی قدرت کہاں	جو کہوں مین وصفِ انکو دیوان کا
فصاحت کو دیکھو تو ہے اسے ختم	بلاغت کی بس ہو گئی ہمتا
معنا مین نئے استعارے نئے	زمینِ نئی طرزِ بندش نیا
تمنا لکھو تم یہ تاریخِ طبع	ہے کیا بے نظیر ایک دیوان چپا

دیگر

دریاے مروت بحرِ وفات	شمنِ اعلا نواب اثر
----------------------	--------------------

<p>سرمایہ ناز اہل ہند کب ہوگی ادا لکھون ہی اگر رکتا ہوں یہ مضمون پیش نظر لکھ دو لکھ دو تصنیف اثر ۱۳۳۱ھ</p>	<p>صد شکر چپا دیوان اُنکا تقریب میں کیا لکھون اُسکی الْعَجَزَيْنِ الْمَدْحِ مَدْحُ یاں منکر نمنا سن کی ہے اگر</p>
دیگر	
<p>حیث لایکتھم قط بالحبس گشتہ طبع و شون مطبوع بطبع ۱۳۳۱ھ</p>	<p>دو چہ دیوان کہ عیان خوبی است او بچاپ آمد و خواہم سند اش</p>
دیگر	
<p>حضرت نواب امداد امام آئین اگر فیض اٹھائیں خاص و عام شاعر شیریں بیان کا ہر کلام ۱۳۳۱ھ</p>	<p>میرے عم محترم میرے بزرگ ہو گیا دیوان اُنکا آج طبع کلمہ مناسبتیہ تاریخ طبع</p>
ایضاً	
<p>طلیق اللسان فصیح البیان دریقاتہ ام ریاض الجنان انیق لدیس فی الدھر ثاب</p>	<p>لقد طبت نفساً بديوان جبر مصاريعہام سموط الکلائی رشیق له لیس فی الکون مثل</p>

<p>لطف و مآمله فی اللطاف رأته عیونی فشاءت تتأثر اذا فاض من طبعه نور طبعه فارخت تار یخه ثم قلت حسین و ما ندی فی الحسن فحارت فقد ناب عنها لسان فقد استنارت عیون الرمان کتاب حصین وثیق المبان</p>	<p>۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰</p>	<p>بنو شان مے پر نکالی مرا بہار آمن سیلے زن کنون بہر را بہن بالہ نام وصل حماء الذی حارفیہ الانام تو گوئی بیار ہست بست تانخیش چہ دیوان بگو شش سخن گوشوار طراوت دوشاخہ سخن با وج فصاحت بہین اخترے تجلی سر کوو طور سخن پے سینہ حاسدان خنجرے بن ساقیحابام عالی مرا ندانی خزان شد ز باغ سخن ندانی کہ گل کرد سر سبز فصل ندانی کہ نواب امداد امام کنون داد ترقیب دیوان خویش چہ دیوان زمعنی بسامیہ دار چہ دیوان سحاب بہار سخن چہ دیوان بفرق سخن افسرے چہ دیوان خم رعب حور سخن چہ دیوان کہ ہر ہستہ اش نشترے</p>
---	---	---

و دیگر

نوی مسترد و انان فن را بگو	کہ پوشید خوش حلقہ طبع او
چو من بودم از مهر شان ذرہ	وزان گلستان یک کہین پرہ
شنیدم جوار مخبرے حال طبع	شدم در کو مصراع سال طبع
کہ این مصرع از غیب شد گوش نزد	سخنہائے پاکیزہ دستند
ولہ	
شاع دیوان لبیب بولاء	لقلوب الزمن مرتقنه
سنتہ الطبع بوجہ البھجہ	قلت - ہذی کلمات حینہ
جادو - جناب مولوی سید ابوالاحمد صاحب سہوانی	
ہوا ہے طبع کیا دیوان مہیشل	یہ آر دو نظم مین رخشان گہرے
نڈا ہاتھ نے دی جادو پئے سال	کہ تاج علم دیوان اثر ہے
دیگر	
اب ہوا طبع وہ کلام پاک	جسکی خوبی جان پہ ظاہر ہے
بے بدل سال طبع ہے جادو	خوب ہی یہ کتاب نادر ہے
حامد - جناب مسٹر حامد علی خان صاحب بھادیر شرایٹ لا	
دلِ حامد دعا گو ہے اثر کا	جو اک دریا ہے ہر علم و ہنر کا

<p>طبابت فلسفہ منطبق زراعت کوئی ثانی نہیں الا کرامت زہے ہیبت زہی رعب شجاعت عبادت میں خدا کی حال ہریہ یہ جد جوش تو لاکھ کی کہ جس سے اُسند تے آتے ہیں مضمون کے بال عیان ہے نظم کی تاثیر سے خود جو سن لیتا ہے ہو جاتا ہے سہل کسی حامد نئے تیغ حبسری</p>	<p>سہی میں شہر ہے اسکی نظر کا خدا رکھے عجب دم ہے اثر کا کہ زہرہ آب جس سے شیر ^{۱۵} نر کا کہ تن کا ہوش رہتا ہونہ سکر اثر اندوز ہودل ہر بشہ کا روان دریا ہے ضیع نکتہ دریا تخلص ہے اثر اس نامور کا عجب دیوان ہے اُس عالمی گہر کا محبت گنج ہے دیوان اثر کا ۳۱ ۳۲</p>
<p>حکیم۔ جناب سید عبدالحکیم صاحب نقوی</p>	

<p>اے خوشاد دیوان امداد امام باہمہ لطف مضامین و خیال حالیا مطبوع شد در رام پور</p>	<p>صاحب تحقیق و تنقید نظر تاکون بود از نظم ہر مستتر آن نگارستان منکوب اثر</p>
--	---

۱۵ سدا ہے عالیجناب مولانا سیدنا مولوی سید کرامت حسین صاحب قبلہ برسر ایٹ لالچ سابق الہ آباد
کوری کورٹ کوئی شخص ہندوستان میں عالیجناب مولوی سید امداد امام صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا صاحب
میں ہم پلہ و ہمسر نہیں ہے۔ ۱۵ جناب نواب صاحب لاجواب شکاری ہیں سیکرٹری شیراز ہے۔

<p>اہتمام طبع از حکم حضور شاہ دیوان بہ آن دلبری ہا نفم گفتہ حکیم مستہ جان من ہمیکہ دم خیال مصغر</p>	<p>بود چون در دست زیباے شر جلوہ گر شد جلوہ گر شد جلوہ گر کن رستم تیارخ نغز و خوبہ خارہ ام نوشت تصنیف اثر</p>
<p>خلش جناب مولوی سید شاہ وارث امام صاحب لکھنؤوی تلمیذ تہنا پھلوار</p>	
<p>بعد اہتمام آج شائع ہوئے لکھو لے خلش مصرع سال طبع</p>	<p>کلام خوش اسلوب گفتار نغز پسند زمانہ بین اشعار نغز</p>
<p>درو جناب مولوی سید عبدالصمد صاحب بی۔ اے عظیم آباد تلمیذ پہلوار</p>	
<p>نواب اثر بحر کرم فخر امان قیاب سی جسکے لئے کل نکاتی اگر لے درو اگر فقرہ تیارخ کی ہے فکر</p>	<p>صد شکر بعد شان کلام نکاح ہے دہوم وہ دیوان اثر طبع ہوا لکھ۔ خوب ہی دیوان چہا ہی بخدا</p>
<p>دیگر</p>	
<p>لو وہ دیوان چہا اب جس سے سال سمت کی اگر ہے تجھ فکر</p>	<p>ہے عیان ندرت انکار اثر در دکھ۔ مخزن اشعار اثر</p>
<p>دیگر</p>	

وہ شمع شبستانِ علم و ہنس	میرا وچ خوبی جناب اثر
چپا اٹکا دیوانِ معجز بیان	مست فزا ہے دلِ شاعران
یہ سکر مجھے فکر پیدا ہوئی	کہ چہنے کی تیارخ لکھون کوئی
کہا ہاتھ غیب نے مجھے درد	کہ ہر شعر سنجیدگی میں ہو فرد
روح - جناب نشی محمد عزیز الدین صاحب مدرس مدرسہ مظہر العلوم امبو علاقہ مدراس	
ہیں آپ مولوی ہمدرد قوم و ذی شرف	کلام آپ کا فخر سخنورانِ زمان
لکھی یہ روح نے تیارخ طبعِ فرحت	اثر کا چپ گیا ہے آبِ تاب دیوان
ساحر - جناب مولوی ابوالکلام سید اقدار احمد صاحب سہوانی	
چپا ہے کلامِ بلاغتِ نظام	بصد شوق دارمانِ خدا کی قسم
کیا اسکو چپوا کے نواب نے	زمانے پہ احسانِ خدا کی قسم
بلا شک ہو دیوان کی ہر ایک بیت	سراپائے خوبانِ خدا کی قسم
یہ لکھی ہے ساحر نے تیارخ طبع	مرقع ہے دیوانِ خدا کی قسم
دیکھ	
عجب دیوان ہے ہر لفظ و مصرع	دل صد چاک عاشق کو ہے مرہم
لکھو تم اسکا سال طبع ساحر	کلام شوخ ہے مقبولِ عالم

دیگر

ترقی ہوئی آج اردو ادب میں	اثر کا ہوا طبع دیوان جالی
پے سال میں جو کی منکر سادہ	زہے خوب گفتار۔ تیار نگہی

سائل۔ جناب نواب سراج الدین احمد خالص صاحب رئیس لوہارو

دنیا کے کام چلتے ہیں اعتبار پر	بے جانے ہو جے کہنا کیا ہو مقام
امداد امام صاحب مشہور آدمی میں	انکا کلام چہنا از شاد پر شرکا
سال سن اشاعت میں کھڑا ہوا تھو	لکھ دو۔ صحیفہ رنگین دیوان ہوا

شر۔ جناب صاحب خزاوہ محمد مصطفیٰ علی خان بہادر ہوم سکریٹری راجپور شہید

یہ دیوان وہ باغ معنی ہے جسکا	خیال جناب اثر باغبان ہے
کھلائے ہیں گل طبع رنگین نے کیا	ہر اک گل سے رنگ نرکت عیان ہے
ہر اک غنجہ ہے اک دل حسرت آگین	قد دلربا ہے جو سرور روان ہے
غضب ہاتی ہو چشم زکس کی شوخی	زبان برگ سوسن کی جادو بیان ہے
حسینوں کے ساعد میں گلبن کی خین	محبت کے شعلوں کا سنبھل دیوان ہے
فضا دکشا ایسی دیکھی ہے کسے	ہزار دلاویز ایسی کمان ہے
صبا ہر جگہ پہونچی ہے لیکے نخت	تاشے کا مشتاق سارا جہان ہے

<p>نظارے کے قابل ہی بوستان ہے ہراک جگہ گاہک ہراک قدوان ہے حسین ایسے جنکی ادوستان ہے ہراک بیت حسرت بہری داستان ہے ہراک طرز مطبوع ہندوستان ہے کہ جسے زمین شعر کی آسمان ہے ہراک جنس حیرت فرا ارمنان ہے انوکے مضامین پیاری زبان ہے</p>	<p>ادھر آئے جسکو ہے شوقِ نظارہ لڑی ہے یہ اُن قیمتی موتیوں کی یہی ہے حسینانِ معنی کی محفل ہراک لفظ ہے دفترِ شوقِ پنهان ہراک شعر مقبولِ اربابِ دانش زبان صاف اعلیٰ خیالات ایسے عجب حسن بندش نرالی معافی شرینے یہ واقعی سال لکھا</p>
<p>شیم-جناب خزاہہ محمد معظم علیخان صاحب و خلیف امیرالدولہ ضیاء اللہ ذوی القدر نواب محکمہ محمود خان صاحب و حضرت رئیس نجیب آباد</p>	<p>شیم-جناب خزاہہ محمد معظم علیخان صاحب و خلیف امیرالدولہ ضیاء اللہ ذوی القدر نواب محکمہ محمود خان صاحب و حضرت رئیس نجیب آباد</p>
<p>اک سحر حلال ہے ہراک شعر نیزنگ کمال ہے ہراک شعر خورشیدِ جمال ہے ہراک شعر ریحانِ خیال ہے ہراک شعر اک تانِ ہنہال ہے ہراک شعر</p>	<p>دیوان اثر ہے تانِ افنون نمخانہ ذوقِ لطیفِ معنی جو بن ہے پری کا حسن بندش شاداب چمن ہو نظمِ رنگین تاریخِ شمیم لکھو اسکی</p>

شہید جناب لوی سید شاہ محمد حسین صاحب لوی تلمیذ شاہ پلواڑی

لو حضرت اثر کا دیوان چھپ گیا اب	اک عام یہ صلوائے یارانِ نکتہ دان
کیا خوب ہے یہ دیوان جس کا ہر ایک	ارباب علم و فن کے نزدیک قوتِ جان
ہر آئین جو غزل وہ ہر مہراجِ خوبی	غزلوں کی جو زمین ہو گو یا اک آسمان ہے
اللہ ہی فصاحتِ شہریِ بلاغت	کیا خوبی زبان ہے کیا فصاحتِ بیان
لکھ لے شہید سکر چھپنے کا سالِ جبری	دیوان یا یہ کوئی بستانِ بخت

صادق۔ جناب مفتی صادق حسین صاحب انکمٹر مدرس رامپو سیٹھ

اک گھنٹہ چمن ہے نظمِ اثر	کیون نہوا سقدِ طرب افزا
مصرعِ سالِ طبع لکھ صادق	سخن پر اثرِ طربِ انہزا

صادق۔ جناب مفتی محمد عبد الواحد صاحب مبارک پوری

چہا ہے وہ دیوانِ نواب کا	دلِ شتری جیسے قربان ہے
لکھی خوب صادق یہ تیارِ طبع	ا ہا چشمہِ منیضِ دیوان ہے

دیگر

یہ دیوان وہ ہے جسے دیکھا ہے	تو بیاختہ کھد یا خوب ہے
لکھی سالِ فصلی میں تیارِ طبع	یہ دیوانِ ہمیشہ کیا خوب ہے

صبر۔ جناب حاجی محمد اسماعیل خان صاحب رامپوری

ہر گلی محو تبسم ہول ہر اک خندہ زن	کیا صبا نے کہد یا ہو خوشی کا ہوا
مثل مستونکے چمن میں جو مستی ہو شاخ	پتے پتے پر ہر رنگ شادمانی جلوہ
جب پنہاؤ کی چمن میں شبنم دربار نے	دامنوں میں بہر لہو ہولوں خوش گھر
بلبلوں کی زمزمہ سنجی کہیں سے باغ میں	قربان کو کو کہیں کرتی ہیں شاخ تفر
بکھرے رنگ گلشن بجو حیرت دہوی	اک طرف جو دینِ نگر میں آتی تھی نظر
تو گلزار میں بیٹھا ہوا تاکسیر یو چون	اس جگہ اس وقت خبر میری نہیں کوئی بشر
اک طرف کیا دیکھتا ہوں گمان باغی	اک لفاظیات میں ہے آ رہا ہی نامہ
آتے ہی بولا کہ تم کس سوچ میں بیٹھو	کیون یہ رنگ عیش ہر چاہا ہوا کچھ خبر
جب کہ مایہ کو کہ مجھ کو کچھ نہیں معلوم ہے	کیا خبر کیا بات ہے کسی خوشی کی گھر
پہلے تو ہنسا رہا وہ پہر دیا مجھ کو جواب	دیکھ لو وجہ طرب خود یہ لفاظی کو لکھ
ایک مدت سکتی جسکے دیکھنی کی آرزو	چھپ پاپری آجکل دیوان وہ باک و فر
پارے پیار لفظ ایسے جان فانی شا	چستی بندش پہ دل قربان ہر صدف جگر
سببنا میں دل آساری دنیا لگ	کیونکہ فرسودہ معنائیں ہو کیا ہر دم
دائرہ رشک ہلال عید نقطہ رشک غم	اکمکشان ہر اک کشش ہر حرف میں غم

<p> مسہ ہی یہ میری زبان کا کر سکوں صفت کلام طبع کی تاریخ کا لکھنا مناسب نہیں حکم یہ صادر ہوا ہر شاعر و ن کو واسطے اسکے چہنے کو ہوا ہر حکم شاہ رہ پو کام یہ کر لیا ہوا ہر ماہن ایک ہی سننے ہی جب فکر کی تاریخ نکالنے کہا </p>	<p> ایک حصہ بھی ہنوسو میں لکھوں گر عمر اسلئے لایا ہوں لکھوا کر یہ فرمانِ سر قطعہ ہو تاریخ ہو تقریب ہو کچھ ہو مگر جلد چپکے ختم ہو جائیگا کہیں جلد تر گو ہو فقرہ ساز محو مذر طبع جیلہ گر بے تکلف لکھ بھی دوای صبر تصنیف </p>
---	---

۳۱ ۱۳۱۷ھ

ضو۔ سید محمد فضل علی صاحب بدایونی

<p> ہن جناب اثر ہزار میں ایک دے خالق نے آنکو دو فرزند ہے ریاست جو مصطفیٰ آباد قدر دان کمال حضرت رشک حکمران ہن وہ اس ریاست کے مجھے تاریخ کی ہی فرمایش </p>	<p> افصح الملک شاعر دوران فخر کونسل ہن آپ کے دل جان اسکے رکن رکن ہن یہ ذیشان رشک فغفور و غیرت خاقان حق تعالیٰ انہیں رکھے شادان گو میں ہوں کس مہر میں ہچان </p>
--	---

ہجری ضو سال طبع کد سیب

نظم امداد امام قطب زمان
۳۱ ۱۳۱۷ھ

عبدحق - جناب محمد عبدالحق صاحب ترچناپلوی - بحمد اللہ

۱۳ھ

۳۱

تصنیف اثر

۱۳ھ ۳۱

اعنی شمس العلماء مولانا مولوی امداد امام صاحب دام لطفہ

۱۳ھ

۳۱

بفضل خدائے زمین و زمین

تصوف کی ہر لفظ میں ہے پہن

کہ ہر شعر ہے رشک درعدن

سین طبع - پاکیزہ شعر و سخن

۱۳ھ

۳۱

جناب اثر کا چپا ہے کلام

جملک معرفت کی ہر حرف میں

کلام اثر میں اثر کیون نہو

کہا ہاتھ غیب نے عبدحق

دیگر

گو ہر معنی بسک نظم سنت

کاشف اسرار حکمت - سال گفت

۱۳ھ

۳۱

طبع دیوان اثر شد بے نظیر

عبدحق از ہر طبعش ہاتھ

دیگر

اثر کا ہو گیا مطبوع دیوان

کہا گلہ ستہ مشہور دوران

۱۳ھ

۳۱

بحمد اللہ لطف ایزدی سے

برائے سال ہجری عبدحق نے

از حق گو خاکسار محمد عبدالحق

۱۳ھ

۳۱

عرش - جناب فشی سید ضمیر الدین احمد صاحب تلمیذ تسلیم لکھنوی ازگیا

اک دھوم مچ رہی ہر ہمت جو اثر کی	شاید اسی اثر کی میری دعائیں طلب
اے عرش مجھے مین و مچ جناب یوں لکھ	ہمبھر سوز و رشک میری دیر و غما

دیگر

مرحبا عالم دیوان اثر	نغمہ قدسی و طالب ہر یہ
اکھ سہراہ سے منقوٹہ میں عرش	رشک مجموعہ غالب ہے یہ

عزیزہ جناب لوی شاہ محمد عزیز صاحب پھلواروی تلمیذ متنا پھلواروی

گر دید دیوان اثر صد شکر طبع	در گوش من تا این خبر مقرر شد
مصرع سال طبع نبو شتم عزیز	دیوان مولانا اثر مطبوع شد

فراق - جناب نقاب محمد افضل حسین خان صاحب گیاوی تلمیذ فخر گیاوی

نگار دہر میں ہے کلام اثر کی دھوم	کاتے ہیں اس کلام کو مرغانِ سنو
اہل کمال ابا زمانے میں کون ہے	ذی علم و ذی وقار ہے وہ صاحبِ وفا
مدح اہل بیت و غلامِ ابوتراب	کیون اسکی خاک پانہو عالم میں کیا

یا رخ اے فراق یہ لکھی ہے طبع کی

دیوان یہ رامپور میں پس خوب ہر چہا

فصل - جناب مولوی سید شاہ محمد صاحب کچھلاواری

سرمدین ارباب نظر

وہ چہ دیوان اثر شد مطبوع

گفت - اشعار دلا ویزا اثر
۳۱ ۱۳

فصل از من سب طبعش تہن

قمر - جناب مولوی نقی صاحب کیاوی

کہ نئے باغ معانی میں کہے ہیں گل
نخل یہ وہ ہو کہ سب جگر رسیدہ ہیں
در دایا ہو کہ ہر بیت کا اس میں ہو
کم بہت ایسے زمانہ میں ہیں اب انہی
وہ حلاوت ہو کہ لفظ و مین بہری ہو
ہیں فصاحت کھیاں تیغ زبان کو جو
حرف ہر ایک چمکتا ہو مثال گوہر
ہیں تر و تازہ مضامین مثال گل تر
خزنِ علم جب آگیا ہے دیوان اثر
۱۳ ۱۹ ۶

مردہ روح فز آج یہ لائی ہے صبا
پہول یہ وہ ہیں ہنیں جنگو کوئی خزان
سخن حضرت نوب کی عالم میں ہو دہم
ہے ہر اک فن میں اثر کو یہ طویٰ اصل
کھیا کرے وصف کلام نکین کا یہ بان
حضرت میر کا ہر شعر ہی رنگ عیاں
استعارات نئی ہیں تو نئی شبہیں
نہ تو اغراق و زوائد ہیں نہ ہر خشو کا نام
طبع کی لکھی ہو تیار خ قمر یہ مینے

دیگر

خدا کا شکر ہے دیوان انکا آج چہا

جناب حضرت نواب ہیں جواہر فن

<p>ہر ایک لفظ میں قند و نبات کا ہوا جناب عالی کلام اثر ہے سحر افرا</p>	<p>شنا ہو کیا قمر آنکے کلام کی مجھے کسی بہ طبع کی تاریخ مجھے ہاتھ نے</p>
<p>کوثر۔ جناب حکیم محمد عابد علی صاحب خیر آبادی</p>	
<p>روز ازل سے جمع ہیں امداد اہم شہر ہی جنگی خوبیوں کا روم شام ایسی سنیں نہ دیکھیں کسی خوشتر مصروف ہیں جناب شرراہتمام جلوہ فروز ہوتا ہے اب صبح و شام کہتے ہیں جیسے گلشن دار السلام کوثر حضور خسرو عالمیت امین مشہور ہیں جو غل خدا خاص و عام تاہیں ہیں نصرت فتح کی جسکی حاکم ہیں جمع حامد اور علی ایک نام</p>	<p>فضل و کمال عز و شرف جاہ و کینت دیوان لا جواب راہین کا ہر زیر طبع ماظورہ سخن میں جو لکشل ادائیں کیونکر نہوں محاسن صوری و معنوی ترتیب نہ تملک میں طبع کار و دید کے باغ سخن سے چنکے مضامین کے تازہ پھول تاریخ سال طبع کے گلہ سے لے چلو فرمانروا کے کشور آباد رام پور شاہو نکشا شہر یار سلاطین کا تاجدار ترکیب نام نامی مدوح ہے گواہ</p>
	<p>جادو کا سرائے تو کل آیا سال طبع بجائے کا ہے سحر اثر کے کلام میں</p>

دیگر

خدا کے فضل سے ایسا چپا کلام اثر	کہ جسکی دید سے بڑھتی ہے آنکھ تین پر
پر پر غونکا مرقع ہے یا کہ دیوان ہر	یہ بیل بوٹے بنے بن کہ حسن کی تصویر
یہ زور خامہ معجز نگار کا تب ہے	لب حرفت ہین سرگرم کو شش لغز
ہنین ہین صفو کا غدیہ عنبرین سحرین	گلی مین ہینی عروس ہبار نے بخیر
یہ دائرے سرقطاس نور افشاں ہین	کہ آسمان پہ چمکتے ہین ماہ و ہر منیر
اشارے کرتی ہر دائری کی نوک ٹلک	کہ رنگی مین انہین تیر و نسو منہ بخیر
زبان فصیح مضامین منیع گرم شعاع	کہیں ہر داغ کا ڈھنگ اور کہیں ہر رنگ
اثر ہین شمع سبتان حبیب دوز ہر	گواہ فضل و شرافت ہر آئہ تطہیر
اثر ہی ہین ثمر نور مین ریا ض حسن	اثر ہی ہین گل خوش رنگ گلشن شہر
بنی کے ہین جو نوا سے علی کو پختہ ہین	خدا کے گھر سے ملا جاہ و عزت و وقیر
غضب کا سحر و فسون ہر اثر کی آئین	نظر ملا تو ہی ہر دل کو کر لبیا تسخیر
کہا یہ ہاتھ فیضی نے کان مین کوثر	ہوا جو قصہ کروں سال طبع کو تحیر

نچلتے ہین لب مافط سے بکری سمت

جناب میر کا ہے رنگ درو کی تاب

دیگر

طبع شد بے مثل دیوان اثر	گشت افزون عزت و شان سخن
عقد پر دین خوشه چین شریار	نظم رنگینش بود جان سخن
جلوه پیرا چار سو هر ضعیف نظم	هست دیوان یا که دکان سخن
یوسف معنی نقاب از رخ گفتند	شد منور مصر و کنعان سخن
شوکت الفاظ و مضمون بلند	پر تو شمع شبستان سخن
سال طبعش کو ز دل خون تو	مسبع لعل بدخشان سخن

لا ابالی - جناب سید فضل ستار صاحب ایچ بی امر و ہوی

اینک در اشعار چو مجموع بشد	وصفش بہ بیان سحر سموع بشد
۳۱ ۱۳ ۳۱	۳۱ ۱۳ ۳۱
پس گشت بلا ابالی سال طبعش	دیوان اثر کنون مطبوع بشد
۳۱ ۱۳ ۳۱	۳۱ ۱۳ ۳۱

دیگر

جہا دیوان کہ وقف فرین گشته جلالت	مرحبا از خمیش لبر ز تحسین مجرب
لا ابالی گفت تاریخ اشاعت البدیہ	طبع شد دیوان با مداد امام حال اثر
۳۱ ۱۳ ۳۱	۳۱ ۱۳ ۳۱

دیگر

شد نسخہ مطبوع مکتفہ کل تر	ہر صفحہ دیوان چہستان نظم
---------------------------	--------------------------

منطوقہ منقوطہ سیحی راسخ	مکتبہ مستجمع خیاالات اثر ۱۳۰۶
مسلم۔ جناب محمد مسلم صاحب صادق پور پٹنہ	
دیوان اثر چوشت مطبوع	این خوش خبر سے کہے ہیں گنت
چون خواستم از خرد بن طبع	مکتبہ مستجمع گلشن سخن گنت ۱۳۰۶
دیگر	
بیا کام دل تان کن زین سخن بے از لب دل شن طبع آن	کہ شیرین بباطن بظاہر هیچ برآمد کلام بلنغ و فصیح
میر۔ جناب ابوالقاسم میر کرامت اللہ صاحب جناب میر سید اللہ صاحب پور پٹنہ	
علامہ فرخ سیر چون نام خود بگی اثر نواب الامت شمس دیوان آن معجز رقم چون میر کردم سرفراز بھر سال طبع	آتش زبان آتش بیان جنت جنت مطبوع کردہ این زمان کمال شد از لب سعدی عیان بلغ اعلیٰ کمال ۱۳۰۶
نشر۔ جناب سید سیح احمد صاحب بیہتوی	
قطعہ سال طبع دیوان جناب نواب امداد امام صاحب پور پٹنہ	
۵ ہے جو دیوان اثر کا زیر طبع ۷۰	۶۰ سحر کردیتے ہیں کلام اسکے ۱۰
۳۰ شعر جتنے ہیں انتخاب ہیں وہ ۵	۲۰ روز مرہ ہیں کوٹ کوٹ بھرے ۱۰

۱۰	حق یہ ہے اور کوئی کیا سکھ	۲۰	بم لکھدے ہیں مضامین چن چن کر
۱۰	غیر ممکن ہے وصف ہو تجھے	۲۰	اب زبانِ قلم کو نشر تو روک
۱۰	بے بہا نظم پر اثر لکھدے	۲۰	تجگو تیار کی اگر ہے تلاش
۱۰	۱۳ ۱۹ ۶	۱۰	۱۳ ۳۱ ۱۰

وحشت - جناب منشی رضا علی صاحب از کلکتہ

نواب سخن دان اثر نیک سیر	شمس العلماء سید والا گوہر
وحشت سن طبع گفت تصنیف اثر	دیوان کلام خود مرتب فرمود
۱۳ ۱۳ ۱۳	

یکتا - جناب منشی شمس التوحید صاحب بہاری تلمیذ تمنا پھلواری

کل دواوین میں یہ ہے ممتاز	مرجا خوب چپ گیا دیوان
اکے مداح ہیں بیک آواز	جتنے شاعر ہیں اس زمانے کے
ہر غزل میں ہے اک نیا انداز	ہے ہر اک شعر میں نیا اک لطف

عیسوی سال تم بھی اے یکتا

لکھدو - اشعارِ نثر پر عجب از

۱۳ ۱۹ ۶

لے اول مصرعون کے اول و آخر حروف کے اعداد لینے سے سنہ ہجری اور ثانی مصرعون کے اول و آخر حروف کے اعداد لینے سے سنہ فاصلی نکلتے ہیں مع سنہ نامہ چار سن ہیں۔

الحمد لله

دیوان ہذا حسب فشار حکم کرنل ہرنہیا
عالیجاہ فرزند ولیدیر دولت انگلشیہ
مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامرات
سید محمد حامد علی خان بھادر جنگ
جی سی آئی ای جی سی سی ای او ای ڈی سی
والی ریاست رامپور دام اقبالہم و کلہم
زیر نگرانی صاحبزادہ سید مصطفیٰ علی خان بھادر
ہوم سکریٹری۔ مطبع سرکاری مین طبع ہوا

۱۹۱۳ء